UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224586
UNIVERSAL
LIBRARY

رجسٹری شدہ ہے

۷۸۶

بعون اللہ الکافی الوافی الشافی المعافی

ترجمۂ کافیہ مصنفۂ علامۂ ابن حاجب رح

سلیس اردو زبان مین جو بمنزلہ شرح کافی ووافی کے ہے موسومہ بہ

الکفایہ

علی

الکافیہ

مولفہ عالم بے بدل فاضل اجل مولانا مولوی میر موسیٰ حسین صاحب مدرس مدرسۂ دارالعلوم

بہ انتظام واہتمام عاصی محمد عباس حسین عن ابائہ

سید محمد محسن برادر سید محمد سلطان حاذق مرحوم دہلوی کے

مطبع بوبانیہ حیدرآباد دکن مین چھپا

۱۳۲۲ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصلوٰۃ علیٰ رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی واحد پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہو اس کے تین قسم ہین ۔ اسم ۔ فعل ۔ حرف ۔ کیونکہ کلمہ یا تو اپنی معنی پر بغیر کسی اور کلمہ کے دلالت کریگا یا نہین اگر دلالت نکرے تو حرف ہے جیسے من و الی وغیرہ اور اگر دلالت کرے تو تین زمانون مین سے کسی ایک زمانہ سے ملکر پایا جائیگا یا نہین اگر کسی زمانہ سے نہ ملے تو وہ اسم ہے اور اگر کسی زمانہ سے ملے تو وہ فعل ہے اور اس دلیل حصر سے کلمہ کی تینون قسمون مین سے ہر ایک قسم کی تعریف معلوم ہوگئی کلام وہ لفظ ہے جو دو کلمون کو شامل ہو اور اُن دونون کے درمیان اسناد بھی ہو یعنی ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کی طرف اسطرح پر ہو کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو اور کلام سوائے دو صورتون کے کسی اور صورت مین بن نہین سکتا

یا تو دو اسمون سے مرکب ہوگا جیسے زیدٌ قائمٌ یا ایک اسم اور ایک فعل سے جیسے قام زید اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور کوئی ایک زمانہ اسمین نہ پایا جائے اور اس کے خواص مین سے ایک تو لام تعریف ہے جیسے الرجل اور تنوین جیسے جاءنی زیدٌ اور بتقدیر حرف جر مضاف ہونا جیسے غلام زید اور مسند الیہ ہونا۔ اسم کی دو قسمین ہین معرب و مبنی **معرب** وہ اسم مرکب ہے جو مبنی الاصل یعنی ماضی و امر حاضر و حرف کے مشابہ نہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اُسکے آخر کی حالت بدلتی جائے خواہ اختلاف لفظی ہو یا تقدیری جیسے جاءنی زیدٌ و رایت زیداً و مررت بزیدٍ و ہذا عصًا و رایت عصًا و مررت بعصًا **اعراب** وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر بدلے تاکہ وہ اختلاف دلالت کرے اُن معانی پر جو یکے بعد دیگر معرب پر آتے جاتے ہین یعنی وہ اختلاف معرب کے فاعل اور مفعول و مضاف الیہ ہونے کو بتلا دیتا ہے اس کے تین قسم ہین۔ رفع نصب۔ جر۔ رفع فاعلیت کی علامت ہے اور نصب مفعولیت کی اور جر مضاف الیہ ہونے کی۔ عامل وہ ہے کہ جس کے سبب سے ایسے معنی پیدا ہون جو اعراب کو چاہنے والے ہون پس مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف کا اعراب حالت رفع مین ضمہ اور حالت نصب مین فتحہ اور حالت جر مین کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی رجلٌ و رایت رجلًا و مررت برجلٍ و جاءنی طلبةٌ و رایت طلبةً و مررت بطلبةٍ **فائدہ** یاد رہے کہ رفع و نصب و جر اعرابی حرکات و حروف کے ساتھ خاص ہین اور حرکات بنائی مین مستعمل نہین ہوتے

بخلاف ضمہ وفتحہ وکسرہ کے کہ اکثر حرکات بنا ئہ مین اور بعض وقت حرکات
اعرابیہ مین مستعمل ہوتے ہین اور جمع مونث سالم کا اعراب حالت
رفع مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین کسرہ ہوتا ہے جیسے جارتنی مسلماتٌ
ورائت مسلماتٍ ومررت بمسلماتٍ غیر منصرف کا اعراب حالت رفع
مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین فتحہ ہوتا ہے جارنی احمدُ ورائت احمدَ و
مررت باحمدَ اسماے ستہ مکبترہ یعنی ابوک واخوک وحموک وہنوک وفوک
وذومالٍ کہ جسوقت تصغیر نہوا ور واحد ہون اور غیر یاے متکلم کی طرف مضاف
ہون توحالت رفع مین واو اور حالت نصب مین الف اور حالت جر مین
یا ہوتا ہے جیسے جارابوکَ واخوکَ وحموکَ وہنوکَ وفوک وذومالٍ ورائت اباک
واخاک وحماک وہناک وفاک وذامالٍ ومررت بابیک واخیک وحمیک
وہنیک وفیک وذی مالٍ کیونکہ اگر انکی تصغیر کی جائیگی توتینون حالتون مین اعراب
حرکت کے ساتھ ہوگا جیسے جارنی اخیک ورائت اخیک ومررتُ باخیک اور
اگر یاے متکلم کی طرف مضاف ہونگے توتینون حالتون مین اعراب تقدیری ہوگا
جیسے جارنی ابی ورائت ابیْ ومررت بابی اور اگر مضاف ہی نہون بلکہ بغیر اضافت کے مستعمل
ہون تو اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاراخٌ ورائت اخًا ومررت باخٍ
اور تثنیہ اور لفظ کلا وکلتا جسوقت کہ ضمیر کی طرف مضاف ہون اور اثنان
واثنتان کا اعراب حالت رفع مین الف اور حالت نصب وجر مین یا ماقبل
مفتوح جیسے جارجلان وکلاہما واثنان واثنتان ورائت رجلین وکلیہما
واثنین واثنتین ومررت برجلین وکلیہما واثنین واثنتین اور اگر کلا وکلتا اسم

ظاہر کی طرف مضاف ہون تو اعراب تقدیری ہوگا جیسے جاء کلا الرجلین
ورائت کلا الرجلین ومررت بکلا الرجلین۔ اور جمع مذکر سالم اور اولو عشرون
اور اُس کے اخوات یعنی ثلثون واربعون وخمسون وستون وسبعون و
ثمانون وتسعون کا اعراب حالت رفع مین واو ماقبل مضموم اور حالت
نصب وجر مین یاے ماقبل مکسور جیسے جاء مسلمون واولو مالٍ وعشرون
ورائت مسلمین واولی مالٍ وعشرین ومررت بمسلمین واولی مالٍ وعشرین
اعراب تقدیری کے دو مقام ہین ایک تو یہ کہ جہان اعراب لفظ مین
ظاہر نہو سکے جیسے عصًا یعنی الف مقصورہ والا اسم کیونکہ الف قابل حرکت
ہی نہین وغلامی یعنی وہ اسم جو مضاف ہو یاے متکلم کی طرف کیونکہ جب یا کی
مناسبت سے اُس کے ماقبل کو کسرہ آجائیگا تو پھر دوسری حرکت اسپر
کیسے آئیگی۔ پس ان دونون صورتون مین اعراب تینون حالتون مین
مقدر رہے گا جیسے ہذا عصًا وغلامی ورائت عصًا وغلامی ومررت بعصًا و
غلامی اور دوسرا مقام تقدیر اعراب کا یہ ہے کہ جہان اعراب کا لفظ مین
ظاہر کرنا ثقیل ہو جیسے قاضٍ یعنی وہ اسم کہ جسکے اخیر مین یا ئی ہو اور ماقبل
اسکا مکسور کہ اسمین حالت رفع وجر مین اعراب تقدیری ہے اور حالت نصب
مین لفظی جیسے جاء قاضٍ ورائت قاضیًا ومررت بقاضٍ اور جیسے مسلمیّ یعنی
جمع مذکر سالم جبوقت کہ مضاف ہو یاے متکلم کی طرف تو حالت رفع مین
اعراب تقدیری رہے گا اور حالت نصب وجر مین لفظی جیسے جاء مسلمیّ
ورائت مسلمیّ ومررت بمسلمیّ اوران دونون تقدیری صورتون کے سوا

سب جگہ اعراب تقدیری ہوگا **غیر منصرف** وہ اسم معرب ہے جس مین نو سببون مین سے دو سبب پائے جائین یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو سببون کے و دو سبب یہ ہین **عدل** جیسے عمر **وصف** جیسے احمر **تانیث** جیسے طلحہ معرفہ جیسے زینب **عجمہ** جیسے ابراہیم **جمع** جیسے مساجد **ترکیب** جیسے معدیکرب **الف ونون زائدتان** جیسے عمران **وزن فعل** جیسے احمد غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اسپر کسرہ و تنوین نہین آتی اور غیر منصرف کو منصرف کرنا بسبب ضرورت شعری کے جایز ہے خواہ وزن شعر کی رعایت منظور ہو جیسے ؎ مُنِّیتُ علیَّ مَصَائِبٌ لو انّها + صُبَّتْ علی الایام صِرْنَ لیالیا + مین مصائب جو اصل مین غیر منصرف تھا منصرف ہوگیا کیونکہ اگر غیر منصرف پڑھین تو متفاعلُ ہوگا جو فروعات متفاعلن سے نہین ہے خواہ رعایت قافیہ کی جیسے ؎ سلامٌ علیٰ خیر الانام وسیدٍ + حبیب الہ العالمین محمد + بشیر ونذیر وہاشمی مکرم + عطوفٍ رؤفٍ من لیسمی باحمد + مین احمد کو جو غیر منصرف تھا منصرف بناکر کسرہ دیا گیا کیونکہ اگر احمد کی دال کو فتحہ رہتا تو قافیہ مین سید و محمد کی دال کو جو کسرہ آیا ہے اسکے برخلاف ہوجاتا خواہ زحاف کے واقع ہونے سے بچنا مقصود ہو جیسے ؎ اَعِدْ ذکر نعمانٍ لنا ان ذکرہ + ھو المسک ما کرّرتہ یتضوع + مین نعمان جو غیر منصرف تھا منصرف بناکر کسرہ دیا گیا۔ کیونکہ اگر فتحہ باقی رہتا تو زحاف واقع ہوتا یا کسی اور دوسرے اسم منصرف کی مناسبت سے غیر منصرف کو منصرف کرلین جیسے سَلا سلًا و اغلالًا کہ آخر

سلاسلاً جو غیر منصرف ہے اعلالاً کی مناسبت سے منصرف کیا گیا اور وہ سبب
جو دو سبب کے قائم مقام ہوتے ہین وہ دو ہین ایک جمع منتہی الجموع
دوسرے الف مقصورہ و ممدودہ جو تانیث کی علامت ہے عدل اسم کا
اپنی اصلی صورت کو چھوڑکر دوسری صورت مین آنا۔ اسکے دو قسم ہین اگر
اسکی اصلی صورت کے چھوڑنے پر کوئی دلیل خارجی قائم ہو تو وہ عدل
تحقیقی ہے جیسے ثلث و مثلث کہ اسمین تین تین کے معنی ہین تو معنی مین تکرار ہوئی
اور جب معنی مین تکرار ہوئی تو لفظ مین بھی تکرار ہونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ
یہ اصل مین ثلثۃ ثلثۃ تھا اور اُخر کہ یہ جمع ہی اُخری کی جو مونث ہے آخر کا اور چونکہ
یہ اسم تفضیل ہے تو اسکا استعمال یا تو الف لام کے ساتھ ہونا چاہئے یا من کے
ساتھ یا اضافت کے ساتھ اور جب ان تینون مین سے یہان کوئی بھی نہین ہے
تو معلوم ہوا کہ اصل مین الاخر تھا یا اُخَرُ مِنْ وجُمِعَ کہ یہ جمع ہے جمعاء کی جو مونث ہی
اجمع کا اور یہ قاعدہ ہے کہ جو وقت مونث فعلاءُ کے وزن پر ہو اور اس کا
مذکر اَفعلُ کے وزن پر پس اگر وہ صفت ہو تو اُس کے
جمع فعلٌ بسکون عین کے وزن پر آتے ہی اور اگر اسم ہو تو فعالیٰ یا فعلاوات
کے وزن پر تو اس قاعدہ کے موافق اُسکا وزن جمعٌ بسکون میم چاہئے تھا
یا جماعی وجمعاوات اور جب انمین سے کوئی بھی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اصل
مین جمعٌ بسکون عین تھا یا جماعی وجمعاوات اور اگر اصلی صورت کو چھوڑنے
پر دلیل قائم نہو تو وہ عدل تقدیری ہے جیسے عُمَرُ وزُفَرُ کہ جو وقت عربون کو
دیکھا کہ انکو غیر منصرف پڑھتے ہین اور غیر منصرف کے لئے دو سبب چاہئے

بعد تلاش کے اسمین ایک سبب علمیت نکلا اور دوسرا کوئی سبب نہ تھا تو
اُنکے قول کے نباہنے کے لئے عدل تقدیری نکال کر ٹھہرایا کہ عمر اصل مین
عامرٌ تھا اور زفر زافرٌ تھا اور جو صیغہ کہ وزن پر فَعَالِ کے ہو اور علم ہو ذات
مونث کا اور اس کے آخر مین (ر) نہو جیسے قطام تو وہ بنی تمیم کے پاس
غیر منصرف ہے اور (ر) والون پر قیاس کر کے انہین بھی عدل کا لحاظ
کیا ہے کہ قطام معدول ہے قاطمۃ سے اگرچہ تقدیر عدل کی اسمین کوئی ضرورت
نہین اور اہل حجاز کے پاس یہ مبنی ہے وصف اسم کا ایک ایسی ذات
مبہم پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ لحاظ کی گئی ہو شرط اُسکی یہ ہے کہ
واضع نے اسکو اصل مین صفت کے لئے وضع کیا ہو خواہ استعمال مین وہ
صفت اصلی باقی رہے یا نہ رہے پس اگر اصل مین صفتی معنی رکھتا ہو اور بعد
استعمال مین اسپر اسمیت غالب آجائے تو اس صفت اصلی مین کوئی نقصان
نہین آتا اس لئے مررتُ بنسوۃ اربع مین اربعٌ باوجود اس بات کے کہ
وزن فعل ہے اور صفت بھی غیر منصرف نہین کیا گیا کیونکہ اسمین جو صفت ہے
وہ صفت اصلی نہین ہے بلکہ عارضی ہے اور اسود جو نام ہے کالے سانپ
کا اور ارقم خالدار سانپ کا اور ادہم جو نام ہے بیڑی کا یہ تینون وزن فعل
ہین اور صفت اگرچہ صفت بسبب غلبۂ اسمیت کے زایل ہوگئی ہے مگر چونکہ
اصل وضع مین صفت کے لئے مقرر کی گئی ہے اسلئے اس صفت اصلی کے
لحاظ سے غیر منصرف ہین اور رافی جو نام ہے سانپ کا اور اجدل جو نام ہے
شکرہ کا اور اجل جو نام ہے نقطہ دار پرندہ کا ان کو غیر منصرف پڑھنا ضعیف

ہے کیونکہ افعی کو فعوۃ سے جو بمعنی شرارت ہے مشتق لیکر صفت قرار دینا
اور اجدل کو جدل سے جو بمعنی قوت ہے مشتق لینا اور راخیل کو خال سے مشتق لینا
یقینی طور سے ثابت نہین اس لئے غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے اور
چونکہ اسم مین اصل منصرف ہونا ہے اس لئے منصرف پڑھنے کو رجحان حاصل
ہے تانیث اسکی دو قسم ہین ایک تانیث لفظی جو تا کے ساتھ ہو جسکی شرط
صرف علمیت ہے دوسرے تانیث معنوی اسکی دو شرط ہین ایک تو علمیت
اور دوسری وہ شرط کہ جس کے سبب سے غیر منصرف پڑھنا لازم ہوتا ہے
ان تین باتون مین سے ایک کا ہونا ہے یا تو تین حرف سے زیادہ ہو
یا نہین تو متحرک الاوسط ہو یا نہین تو عجمہ ہو حاصل یہ کہ تانیث لفظی مین صرف
علمیت کے ہونے سے غیر منصرف کا حکم آجاتا ہے اور تانیث معنوی مین علمیت اور دوسری ان تین امور مذکورین سے کسی ایک
کے علمیت کے ساتھ پائے جانے سے غیر منصرف ہوتی ہے پس ہند کو منصرف
بھی پڑھ سکتے ہین اور غیر منصرف بھی منصرف اس لئے کہ شرط وجوبی تانیث
معنوی کے یعنی لامورثلثہ سے کسی ایک کا ہونا) یہان نہین ہے اور
غیر منصرف اس لئے کہ دو سبب موجود ہین تانیث وعلمیت اور زینب
وسقر وماہ وجور غیر منصرف ہین کیونکہ زینب مونث معنوی ہے اور اسمین
علمیت بھی پائی جاتی ہے اور تین حرف سے زیادہ بھی ہے اور سقر مین
علمیت بھی ہے کہ نام ایک طبقہ کا ہے جہنم کے اور دوسرے متحرک الاوسط
بھی ہے اور ماہ وجور دونو علم ہین کہ نام ہین دو شہر کے اور دوسرے عجمہ
اگر کسی مذکر کا نام مونث معنوی کے ساتھ رکھدین تو اس کے غیر منصرف

ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین حرف سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ پس قدم
جسوقت کہ مذکر کا نام رکھا جاے تو منصرف ہے کیونکہ تین حرف سے
زیادہ نہین ہے۔ اور عقرب غیر منصرف ہوجائے گا کیونکہ تین حرف سے
زیادہ ہے معرفہ شرط اُسکی یہ ہے کہ علم ہو عجمہ یعنی وہ لفظ جس کو غیر عرب
نے وضع کیا ہو شرط اول اُسکی یہ ہے کہ وہ عجمی زبان ہی مین علم ہو اور
دوسری شرط متحرک الاوسط ہے یا یہ کہ تین حرف سے زیادہ ہو پس نوح
منصرف ہے کیونکہ علم تو ہے مگر دوسری شرط نہین پائی جاتی نہ متحرک الاوسط ہے
اور نہ تین حرف سے زیادہ اور شتر جو دیار بکر مین ایک قلعہ کا نام ہے غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین علمیت بھی
ہے اور متحرک الاوسط بھی ہے۔ اور ابراہیم بھی غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین
علمیت ہے اور تین حرف سے زیادہ ہے۔ جمع شرط اُسکی یہ ہے کہ
منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔ یعنی وہ صیغہ جمع کا کہ الف جمع کے بعد دو حرف
ہون یا تین حرف ہون کہ اُس کا درمیانی حرف ساکن ہو یا ایک ہی حرف
ہو مگر مشدد اور اخیر مین اُس کے (تا) نہ آئی مراد منتہی الجموع سے یہ ہے کہ
ایسی جمع کہ جسکی پھر دوبارہ جمع مکسر نہو سکے خواہ وہ ایک ہی دفعہ جمع کیا
گیا ہو یا دو دفعہ جیسے مساجد کہ اسمین الف جمع کے بعد دو حرف ہین اور جیسے
مصابیح کہ اس مین الف جمع کے بعد تین حرف ہین اور ساکن الاوسط ہے
اور فرازنۃ منصرف ہے کیونکہ اگرچہ منتہی الجموع کے وزن پر ہے مگر اُسکے
اخیر مین (تا) آگئی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضاجر علم جنس ہے ضبع
کا کہ واحد و کثیر دونون پر بولا جاتا ہے اور اسمین جمع کے معنی نہین پائے جاتے

پس اس کو منصرف پڑھنا چاہیئے حالانکہ غیر منصرف پڑھتے ہین ابن حاجب نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حضاجر جسوقت ضبع کا علم ہو تو غیر منصرف ہے کیونکہ منقول عن الجمع ہے یعنی اصل مین جمع ہے حضجر کی جسکے معنی ہین بزرگ شکم والا چونکہ کفتار کا بھی پیٹ بڑا ہوتا ہے اسلئے اس کا بھی یہی نام رکھا گیا پس اس مین اگرچہ بالفعل جمعیت نہین پائی جاتی مگر اصل مین تو جمعیت ہے حاصل یہ ہوا کہ جمعیت کے دو قسم ہین ایک جمعیت اصلیہ دوسرے جمعیت حالیہ اور جو غیر منصرف مین معتبر ہے وہ جمعیت اصلیہ ہے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ سراویل اسم جنس ہے واحد وکثیر دونون پر بولا جاتا ہے نہ اسمین جمعیت حالیہ ہے اور نہ جمعیت اصلیہ پھر اسکو غیر منصرف کیون پڑھتے ہین اس کا جواب صاحب کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ اگر اسکو غیر منصرف پڑھین جیساکہ اکثر استعمال مین ہے تو بعض کے پاس اسم عجمی ہے اور وزن جمع پر عمل کیا گیا ہے یعنی اگرچہ اسمین نہ جمعیت حالیہ ہے نہ اصلیہ مگر چونکہ وزن جمع منتہی الجموع کا ہے اس لئے غیر منصرف پڑھا گیا اور بعض کہتے ہین کہ اسم عربی ہے مگر چونکہ یہ غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اس لئے سراویل کی جمع قرار دیا گیا ہے اور اگر منصرف پڑھین تو اسمین کوئی جھگڑا نہین ہے۔ اور جو جمع منقوص کہ وزن پر فواعل کے ہو یائی ہو یا واوی جیسے جواری و دواعی حالت رفع اور جر مین باعتبار صورت کے یا حذف ہونے اور تنوین داخل ہونے مین مانند قاضی کے ہے لیکن حالت نصب مین (ی) متحرک اور مفتوح بلا تنوین ہی رہیگی جیسے جارتنی جواری رایت

مان لیا کہ چونکہ یہ غیر منصرف ہے اسکا کاوا یعنی جمعیت کے معنی جاتے رہے اس لئے غیر منصرف ہونے مین کوئی کلام نہین اور حالت رفع و جر مین چونکہ دونون حرکتین نہین ہے اسلئے غیر منصرف ہونے مین اختلاف ہے ۱۲

جواری مررت بجوارٍ ترکیب یعنی دو یا دو سے زیادہ کلمونکا ایک کلمہ
بن جانا بغیر کسی حرف کے جزو واقع ہونے کے شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو اور
نسبت اضافی و اسنادی نہو جیسے بعلبک کہ نام ہے کسی شہر کا اور مرکب ہے
بعل سے جو ایک بت کا نام ہے اور بک سے جو صاحب شہر کا نام ہے
دونون ملکر ایک اسم واحد کر لئے گئے اور اُنمین نہ نسبت اضافی ہے اور
نہ اسنادی الف و نون زایدتان اگر اسم مین پائی جائین تو شرط
اسکی یہ ہے کہ علم ہو جیسے عمران اور اگر صفت مین پائے جائین تو بعض لوگ
یہ کہتے ہین کہ اسکا مونث وزن پر فعلانۃ کے نہونی چاہیئے اور بعض کہتے ہین
کہ اسکا مونث فعلیٰ کے وزن پر ہونی چاہیئے اس لئے رحمان مین اختلاف
ہے جو لوگ کہتے ہین کہ مونث فعلانۃ کے وزن پر نآئے تو غیر منصرف ہے
اُن کے پاس یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث رحمانۃ نہین آیا اور
جو لوگ یہ کہتے ہین کہ مونث فعلیٰ کے وزن پر آوے تو غیر منصرف ہی
اور چونکہ اسکا مونث رحمیٰ نہین آیا ہے اس لئے اُنکے پاس منصرف ہے
بخلاف سکران کے کہ یہ سب کے پاس غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث
سکری ہے نہ سکرانۃ اور ندمان سب کے پاس منصرف ہے کیونکہ اسکا
مونث ندمانۃ ہی نہ ندمی یہ اُس صورت مین ہے کہ جبوقت ندمان معنی مین
مدیم کے ہو اور اگر معنی مین نادم کے ہو تو سب کے پاس منصرف ہی
کیونکہ مونث اسکا ندمی ہے نہ ندمانۃ وزن فعل شرط اسکی یہ ہے کہ اسم
فعل کے جس وزن پر ہے وہ وزن خاص فعل کا ہو جیسے شَمَّرَ وضَرَبَ

کہ شمّرٌ نام گھوڑے کا ہے اور ضِرِبٌ نام کسی شخص کا اور یہ دونون وزن
خاص فعل کے ہین یا یہ کہ وزن فعل کے اول تین حروف یا تین مین سے کوئی
ایک حرف ہو اور اس کے اخیر مین (ۃ) نائی ہو اس وجہ سے احمر
غیر منصرف ہے کیونکہ اس کے ابتدا مین الف آیا ہے اور آخر مین اسکے
(ۃ) نہین آئی ہے اور یعملٌ منصرف ہے کیونکہ اسکا سونث یعملۃ ہے۔
(ف) جس اسم غیر منصرف مین علمیت موثرہ ہو یعنی وہ علمیت جو غیر منصرف
کو غیر منصرف بنانے والی ہو خواہ مستقل ایک سبب ہو یا کسی اور سبب
کی شرط ہو جسوقت اس اسم کو جو نکرہ کر دین گے تو منصرف ہو جائیگا کیونکہ
یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ علمیت موثرہ ہو کر نہین پائی جاتی مگر اُس سبب مین کہ
جہان علمیت شرط ہے یعنے (تانیث لفظی یا معنوی عجمہ ترکیب الف
نون زائدتان) سوائے عدل و وزن فعل کے کہ اس مین علمیت موثرہ نہوتی ہو
مگر شرط نہین ہے عدل و وزن فعل دونون باہم ضد ہین پس علمیت کے ساتھ
ان دونون مین سے کوئی ایک پایا جائیگا یعنی وزن فعل ہوگا تو عدل
نہوگا یا عدل ہوگا تو وزن فعل نہوگا حاصل اسکا یہ ہوا کہ اسم غیر منصرف دو
طرح پر ہے ایک تو یہ کہ اُسمین علمیت شرط ہو کر پائی جاے اور دوسرا
یہ کہ علمیت موثرہ ہو شرط نہو پہلی صورت مین جس وقت وہ اسم نکرہ کر دیا
جاے گا تو منصرف ہو جائے گا کیونکہ جس وقت علمیت چلی جائے گی تو
دوسرا سبب بھی جو مشروط بعلمیت تھا موافق اذا فات الشرط فات المشروط
کے چلا جائے گا دوسری صورت مین جس وقت اسم کو نکرہ کرینگے تب بھی

منصرف ہو جائے گا کیونکہ بسبب نکرہ ہونے کے جسوقت علمیت زائل ہو
ہو جائیگی تو ایک سبب باقی رہجائیگا اور وہ ایک سبب غیر منصرف ہونے
کے لئے کافی نہین ہے - اور جو صفت کا صیغہ کہ وصفی معنی رکھتا ہو اور
پھر علم ہو جاے اور پھر نکرہ ہو تو بعد نکرہ ہونے کے منصرف و غیر منصرف
پڑھے جانے مین اختلاف ہے سیبویہ کہتا ہے کہ غیر منصرف پڑھنا چاہیے
کیونکہ جسوقت علم بنایا گیا تو صفت جو اسکے ضد تھی وہ زائل ہوگئی اور جب
نکرہ کیا گیا تو وہ صفت زائل شدہ کا اعتبار کرکے غیر منصرف پڑھنی چاہیے
کیونکہ صفت اصلیہ کا لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہ رہا اخفش کہتا ہے
کہ صفت علمیت کے سبب سے زایل ہوئی اور علمیت بوجہ تنکیر کے اور زایل
شدہ چیز کو بغیر ضرورت کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اگر صفت
اصلیہ کے لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہو تو اُسکے لحاظ کرنے کا کوئی باعث
بھی نہین ہے حالانکہ اسم مین اصل انصراف ہے - اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جیسا سیبویہ نے تنکیر کے بعد صفت اصلی کا لحاظ کرلیا ہے ویسا ہی اسکو
لازم ہے کہ حالت علمیت مین بھی اُس صفت اصلیہ کا لحاظ کرکے غیر منصرف
پڑھے جیسے حاتم وغیرہ اسکا جواب مصنف نے اسطرح سے دیا ہے کہ
سیبویہ کو یہ لازم نہین آتا کہ حالت علمیت مین بھی صفت اصلیہ کا لحاظ کرے
کیونکہ اس صورت مین دو متضاد چیزون کا ایک ہی حکم مین لحاظ کرنا لازم
آتا ہے اور یہ ناجائز ہے اور سیبویہ نے جو احمر مین صفت اصلیہ کا لحاظ کیا
ہے تو تنکیر کے بعد ہے نہ حالت علمیت مین اور رہا اسم غیر منصرف جسوقت

اسپر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو کسی اور اسم کی طرف تو منصرف ہو کر
اُسکو کسرہ آتا ہے جیسے بالاحمد - وجارا حدکم **مرفوعات** مرفوع وہ اسم ہے
جو فاعلیت کی علامت کو شامل ہو خواہ وہ علامت ضمہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ یا واؤ
جیسے جارا بوک یا الف جیسے جارَ رجلانِ - مرفوعات مین سے ایک فاعل ہے
اور وہ وہ اسم ہے کہ جسکے طرف فعل یا شبہہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور وہ
فعل یا شبہہ فعل اس اسم کے پہلے آیا ہو اسطرح سے کہ وہ فعل یا شبہہ فعل
قائم ہو اس اسم سے جیسے قامَ زیدٌ کہ اسمین قام جو فعل ہے قائم ہوا ہے زید
سے اور جیسے زید قائمٌ ابوہ کہ اسمین قائم جو شبہہ فعل ہے قائم ہوا ہے ابوہ
سے اور اصل فاعل کی یہ ہے کہ فعل کے بعد بغیر فاصلہ کے متصل ذکر ہو
اس لئے ضربَ غلامہ زید کہنا صحیح ہے اگرچہ اسمین (ہ) کا مرجع جو زید ہے
باعتبار لفظ کے متاخر ہے لیکن رتبۃً اور معنی کے لحاظ سے مقدم ہے پس
اس قسم کا اضمار جسکو اضمار قبل الذکر لفظاً کہتے ہین جائز ہے اور ضرب غلامہ
زیداً کہنا جائز ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع جو زید ہے باعتبار لفظ کے بھی موخر
ہے اور باعتبار رتبہ کے بھی پس اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً ناجائز ہے -
فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے - ایک تو یہ کہ
فاعل اور مفعول مین لفظاً اعراب نہو اور قرینہ بھی نہ ہو جیسے ضرب موسیٰ
عیسیٰ - دوسرے یہ کہ فاعل ضمیر متصل ہو جیسے ضربتُ زیداً - تیسرے یہ کہ
فاعل کا مفعول بعد الاّ کے واقع ہو جیسے ماضرب زیدٌ الا عمراً چوتھے یہ کہ
فاعل کا مفعول ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الاّ کے معنی دیتا ہو جیسے

انما ضربَ زیدٌ عمراً - اور مفعول کو وجوباً فاعل کے مقدم کرنے کی بھی چار صورتیں ہیں - اول یہ کہ مفعول کی ضمیر فاعل سے متصل ہو جیسے ضربَ زیداً غلامہ دوم یہ کہ فاعل بعد الا کے واقع ہو جیسے ماضربَ عمراً الا زیدٌ سوم یہ کہ فاعل ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الّا کے معنی دیتا ہو جیسے انما ضربَ عمراً زیدٌ چہارم یہ کہ مفعول فعل سے متصل ہو اور فاعل ضمیر متصل نہ ہو جیسے ضَرَبَ زیدٌ - کبھی فعل کو قرینہ قائم ہونے کی صورت میں جوازاً حذف کر دیتے ہیں یعنی سوال محقق یا مقدر کے جواب میں جیسے کوئی شخص کہے مَنْ قَامَ تو اس کے جواب میں کہتے ہیں زیدٌ یعنی قَامَ زیدٌ اور جیسے اس مصرع میں ع لِتُبْکَ یزیدُ ضارعٌ لخصومۃٍ * کہ ضارع کا فعل یبکیہ سوال مقدر کے جواب میں حذف ہوا ہے یعنی من یبکیہ اے ضارع اور کبھی فعل کو وجوباً حذف کر دیتے ہیں جس مقام میں کہ فعل حذف کیا گیا ہو اور پھر ابہام رفع کرنے کے لئے اُس کی تفسیر کی گئی ہو جیسے اس آیۂ مجیدہ میں وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ کہ یہ اصل میں ان استجارک احدٌ من المشرکین استجارک تھا احدٌ کا فعل جو استجارک اوّل سے ہے حذف کر دیا گیا اور استجارک ثانی سے اسکی تفسیر کی گئی اور وجوب حذف اس لئے ہے کہ مفسر قائم مقام ہو گیا ہے مفسر کے اور کبھی فعل و فاعل دونوں حذف کر دیے جاتے ہیں جیسے نعم اس شخص کے جواب میں جو اقام زیدٌ کہے تنازع الفعلان جس مقام کہ پہلے دو فعل ذکر کئے جائیں اور ان کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان

دونون فعلون کا تنازع واقع ہوا اس اسم ظاہر مین یعنی ان دونون فعلون
مین سے ہر ایک فعل اُس اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانا چاہے تو اُس کی چار
صورتین ہین اوّل یہ کہ فاعلیت مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اسم ظاہر کو
اپنا فاعل بنانا چاہے جیسے ضربنی و اکرمنی زیدٌ دوم یہ کہ مفعولیت
مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے
ضربت و اکرمت زیدًا سوم یہ کہ فاعلیت و مفعولیت مین تنازع ہو یعنی پہلا
فعل اُس اسم کو اپنا فاعل بنانا چاہے اور دوسرا فعل اُسکو اپنا مفعول جیسے
ضربنی و اکرمتُ زید چہارم یہ کہ مفعولیت و فاعلیت مین تنازع ہو یعنی
پہلا فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور دوسرا فعل اُسکو اپنا فاعل
جیسے ضربتُ و اکرمنی زید **بصریین** فعل ثانی کے عمل دینے کو مختار جانتے
ہین اگرچہ فعل اول کو عمل دینا بھی جائز ہے اور **کوفیین** فعل اول کے عمل
دینے کو مختار جانتے ہین اگرچہ فعل ثانی کو عمل دینا بھی جائز ہے پس اگر
موافق مذہب بصریین کے فعل ثانی کو عمل دین تو فعل اول کو دیکھنا چاہیے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو اس فعل مین اسم ظاہر
کے موافق فاعل کی ضمیر لانا چاہیے اور ضمیر کو حذف نکرنی چاہیے بخلاف
کسائی کے کہ وہ فاعل کی ضمیر کو حذف کر دیتا ہے اس بنا پر بصریین کے
موافق ضربانی و اکرمنی الزیدان کہتا ہوگا اور موافق کسائی کے
ضربنی و اکرمنی الزیدان اور **فرّا** کہتا ہے کہ جب پہلا فعل
فاعل کو چاہے تو اُس صورت مین فعل ثانی کو عمل دینا

ناجائز ہے کیونکہ فعل ثانی کو عمل دینے مین یا تو بصریین کے موافق
اضمار قبل الذکر لازم آئے گا - یا کسائی کے موافق فاعل کو حذف
کرنا ہوگا پس ایسی حالت مین فعل اول کو عمل دینا واجب ہے تا ان
دونون قباحتون سے بچ رہین جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر
پہلا فعل مفعول کو چاہے اور وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو مفعول کو حذف کرنا
چاہیئے جیسے ضربت واکرمنی زیدٌ اور اگر افعال قلوب سے ہو تو مفعول
کو ظاہر کرنا چاہیئے جیسے حسبنی منطلقاً وجست زیداً منطلقاً کہ اسمین حسبنی کا
دوسرا مفعول یعنی پہلا منطلقا ظاہر کیا گیا کیونکہ افعال قلوب کے مفعولون مین
سے کسی مفعول کو حذف کرنا اور مفعول مین اضمار قبل الذکر دونون ناجائز ہین
اور اگر موافق کوفیین کے فعل اول کو عمل دین تو فعل ثانی کو دیکھنا چاہیئے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو فعل ثانی مین فاعل کی
ضمیر لانی چاہیئے جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر مفعول کو چاہے اور
وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو فعل ثانی مین مفعول کی ضمیر لانا اور حذف
کرنا دونون جائز ہین مگر مختار یہ ہے کہ ضمیر لائین جیسے ضربنی واکرمتہ زیدٌ
اگرچہ ضربنی واکرمت زیدٌ جائز ہے اور اگر ضمیر لانے اور حذف کرنے سے
کوئی مانع ہو یعنی مثلاً وہ فعل افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا واجب
ہے جیسے حسبنی وحسبتہا منطلقین الزیدان منطلقاً کہ اسمین حسبنی کو عمل دیکر
الزیدان کو اسکا فاعل بنایا اور منطلقا کو اسکا مفعول اور حسبتہا مین پہلے مفعول
کو مضمر کیا اور اسکے دوسرے مفعول منطلقین کو ظاہر کیا اور چونکہ کوفیین نے

فعل اول کو عمل دینے کے مختار ہونے پر امرالقیس کے قول سے جو
ولو انما اسعی لادنی معیشۃ ✤ کفانی ولم اطلب قلیل من المال
ہے اسطرح سے استدلال کیا تھا کہ اس شعر مین کفانی ولم اطلب دو فعل
ہین جو قلیل من المال مین تنازع کرتے ہین اور پہلا فعل اسکو اپنا فاعل بنانا
چاہتا ہے اور دوسرا فعل اپنا مفعول تو امرالقیس نے جو افصح شعراء
عرب ہے فعل اول یعنی کفانی کو عمل دیکر قلیل من المال کو اسکا فاعل قرار دیا
پس اگر فعل اول کو عمل دینا مختار نہوتا تو ایسا فصیح شاعر غیر مختار کو کیون اختیار
کرتا مصنف نے بصریین کی طرف سے جواب دیا ہے کہ کفانی ولم اطلب
قلیل من المال تنازع الفعلین کی قسم سے نہین ہے ورنہ معنی بگڑ جاتے ہین
وجہ اسکی یہ ہے کہ (لو) اگر فعل مثبت پر داخل ہو خواہ وہ شرط ہو یا جزاء یا شرط
و جزاء پر کوئی اسم معطوف ہو تو اسکو منفی کر دیتا ہے اور اگر منفی پر داخل ہو تو اسکو
مثبت کر دیتا ہے تو اس قاعدہ کے موافق چونکہ یہان اسعی و کفانی پر جو فعل
مثبت ہین لو داخل ہوا ہے اسلئے اسعی کے معنی عدم سعی اور کفانی کے
معنی عدم کفایت کے ہونگے اور چونکہ لم اطلب فعل منفی پر بھی لو داخل ہوا ہے
کیونکہ کفانی پر معطوف ہے تو اسکے معنی طلب کے ہونگے حاصل معنی یہ
ہوگا کہ تھوڑی معیشت کے لئے مین نے کوشش نہ کی اور مجھے تھوڑا مال
بس نہوا اور مین نے تلاش کی یہ معنی باہم منافی ہین پس اس شعر مین تنازع
واقع نہین ہوا بلکہ قلیل من المال فاعل ہے کفانی کا اور لم اطلب کا مفعول
محذوف ہے یعنی لم اطلب الغنی والمجد جیسا کہ اس کے پیچھے آنیوالے شعر سے معلوم ہوتا ہے

ولکما اسعی لمجد موثل + وقد یدرک المجد المؤثل امثالی + حاصل
معنی اسکا یہ ہے مین پائدار بزرگی کے حاصل کرنے مین کوشش کیا کرتا ہون
اور مجھ جیسے لوگ ایسے ہی بزرگی کو حاصل کیا کرتے ہین **مفعول مالم یسم فاعلہ** - وہ مفعول ہے کہ جسکا فاعل محذوف ہو اور وہ مفعول اُس فاعل کی جگہ مین رکھدیا جاے شرط اسکی یہ ہے کہ معروف کے صیغہ کو خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع مجہول بنالین جیسے ضربَ زیدٌ عمرا مین ضرب عمرٌ و یضربُ زیدٌ عمرًا مین یضربُ عمرٌو اور علمتُ یعنی دو مفعول کو چاہنے والے فعل کا دوسرا مفعول و اعلمتُ یعنی تین مفعول کو چاہنے والے فعل کا تیسرا مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ نہین بن سکتا کیونکہ علمت کی دوسرے مفعول کی اسناد پہلے مفعول کی طرف اسناد تام ہے پس اگر فعل کی بھی اسناد تام اسکی طرف ہو تو اسکا مسند و مسند الیہ ہونا ایک حالت مین لازم آتا ہے یہی حال اعلمت کے تیسرے مفعول کا ہے پس علمت زیدًا فاضلًا مین علم زیدٌ فاضلًا ہوگا نہ علمِ فاضلٌ زیدًا اور اعلمت زیدًا عمرًا فاضلًا مین اُعلِمَ زیدٌ عمرًا فاضلًا یا اُعلِمَ عمرٌو زیدًا فاضلًا ہوگا نہ اُعلِمَ فاضلٌ زیدًا عمرًا اور مفعول لہ و مفعول معہ بھی نائب فاعل نہین بن سکتے کیونکہ مفعول لہ مین نصب کا ہونا ضروری ہے اور نائب ہونے سے نصب جاتا رہے گا اور مفعول معہ مین واو کا ہونا ضروری ہے اور واو کے ہوتے ہوے فاعل کی جگہ مین آ نہین سکتا کیونکہ واو انفصال پر دلالت کرتا ہے اور فاعل اتصال پر اور جہان کہین کہ مفعول ہے اور دوسرے اُن مفعولون کے ساتھ پایا جاے جو مفعول مالم یسم فاعلہ بن سکتے ہین تو وہان

مفعول یہ ہی مفعول مالم یسم فاعلہ بنے گا - کیونکہ مفعول بہ فاعل کے ساتھ
زیادہ مشابہ ہے پس ضرب عمرٌو زیدًا یوم الجمعۃ امام الامیر ضربًا شدیدًا فی دارہ
مین ضُرِبَ زیدٌ یوم الجمعۃ امام الامیر ضربًا شدیدًا فی دارہ ہوگا اور اگر مفعول بہ نہو
اور دوسرے مفعول پائے جائین تو سب برابر ہین جسکو چاہین مفعول مالم یسم
فاعلہ بنالین اور اُعطِیتُ یعنی وہ فعل جو دو مفعول کو چاہتا ہو اور دوسرا مفعول
پہلے مفعول کا غیر ہو تو ایسے فعل کے پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا اولی
ہے بہ نسبت دوسرے مفعول کے کیونکہ پہلے مفعول مین فاعلیت کے
معنی پائے جانے کے سبب سے فاعل کے مشابہ ہے پس اُعطِیَ زیدٌ
درہمًا مین اُعطِیَ زیدٌ درہما کہنا بہتر ہے بہ نسبت اُعطِیَ درہمٌ زیدًا کے - اور
مرفوعات مین سے **مبتدا و خبر** بھی ہین مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظی سے
خالی ہو اور مسند الیہ ہو یا ایسا صفت کا صیغہ جو حرف نفی یا استفہام کے
بعد واقع ہو اور اپنے مابعد کے اسم ظاہر کو رفع دے جیسے زیدٌ قائمٌ مثال
مبتدا کے پہلے قسم کی و ما قائم الزیدان و اقائم الزیدان مثال ہے اوس صفت
کے صیغہ کی جو حرف نفی و استفہام کے بعد آیا ہے اگر صفت کا صیغہ اپنے
بعد کے اسم مفرد کے موافق ہو یعنی صفت کا صیغہ بھی واحد ہو اور اسکے
مابعد کا اسم بھی واحد ہو تو وہان دونو وجہ جائز ہین یعنی صفت کو مبتدا بنائین
اور اسکے مابعد کو اُسکا فاعل قائم مقام خبر اور صفت کو خبر مقدم اور مابعد کو
مبتدا موخر پس یہان تین صورتین نکلتی ہین اول قائمان الزیدان اسمین الزیدان
مبتدا و قائمان خبر مقدم دوم اقائم الزیدان اسمین الزیدان صفت کا فاعل

۵ یا واو ہو معنی ابتدا ابتداء جز دونو تین عامل واقع ہے جملہ مین کے ساتھ اور بعض نحاۃ تین ابتدا عامل جملہ اسمیہ اور مبتدا جزء قول سیبویہ کی طرف بھی منسوب ہے اور بعض کہتے ہین کہ مبتدا عامل ہے خبر مین اور خبر مبتدا عامل ہے مبتدا مین اور بعض کہتے ہین کہ ابتدا عامل ہے مبتدا اور خبر مین

ہوگا قائمقام خبر سوم اقائم زیدٌ اسمین دونون وجہ جائز ہین جیسا ابھی گذرا خبر وہ اسم ہے جو حوالہ لفظی سے خالی ہو اور مسند بہ ہو اور وہ صفت کا صیغہ نہو جو مبتدا کی تعریف مین مذکور ہوا ہے اصل مبتدا کی یہ ہے کہ خبر سے پہلے[۱] ہو اسلیے فی دارہ زیدٌ کہنا صحیح ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع زید اگرچہ لفظ مین موخر ہے مگر رتبۃً مقدم اور صاحبہا فی الدار کہنا ناجائز ہے کیونکہ ہا کا مرجع جو دار ہے لفظاً بھی موخر ہی اور رتبۃً بھی جو نادرست ہے اور مبتدا کی اصل معرفہ ہے مگر کبھی نکرہ بھی مبتدا بنجاتا ہے جسوقت کہ کسیطرح سے اسمین خصوصیت[۲] پیدا ہوجاے مثلاً نکرہ موصوف ہو کسی صفت سے جیسے ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ مین عبد شامل تھا مومن اور کافر دونون کو جسوقت کہ موصوف ہوا مومنٌ سے تو اسمین خصوصت آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف استفہام و ما تردیدیہ کے ساتھ مذکور ہو جیسے ارجلٌ فی الدار ام امراۃ کہ متکلم جانتا ہے کہ کوئی ایک ان دونون مین سے گھر مین ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خاص وہ مرد ہی ہے یا عورت تو گویا متکلم دو معلوم چیزونمین سے ایک کی تعین کا سوال کرتا ہے پس رجلٌ اور امرۃٌ دونونمین تخصیص آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما احدٌ خیرٌ منک کیونکہ نکرہ حیز نفی مین آتا ہی تو فائدہ استغراق کا دیتا ہی یعنی نفی تمام افراد کو گھیر لیتی ہے تو گویا تمام افراد حکم مین امر واحد کے ہین اور اسپر نفی کا حکم کیا گیا ہی یا یہ کہ نکرہ جو مبتدا واقع ہوا ہے وہ دراصل فاعل ہو اور فاعل مین تخصیص پیدا ہونیکے سبب سے اس نکرہ مین خصوصیت آجاے جیسے شرٌ اہرَّ ذا ناب کہ استعمال کیا جاتا ہے جگہ مین ما اہرَّ ذا ناب الا شرٌ کے اور شر مین الا کے بعد آنیکی وجہ سے تخصیص آگئی ہے اس سبب سے شرٌ اہرَّ ذا ناب مین بھی خصوصیت آگئی یا یہ کہ خبر کے مقدم ہونے سے مبتدا

[۱] کیونکہ مبتدا اور صفت جب اور زمانہ حذف ہو تو مقدم ہوتی ہے

[۲] خصوصیت پیدا ہونے کے مقام ہین

[۳] یا جب کہ اور بعض

[۴] یا جب ذا الراکب

مین خصوصیت آجاے جیسے فی الدار رجل یا یہ کہ نکرہ مین متکلم کی طرف
منسوب ہونے کے سبب سے خصوصیت آجاے جیسے سلامٌ علیک
کہ اصل مین سلمتُ سلاماً تھا فعل کو حذف کرکے سلامٌ کو رفع دیا گیا تاکہ دوام
واستمرار پر دلالت کرے پس گویا سلام کرنے والا کہتا ہے کہ سلامی ای
سلامٌ من قبلی علیک اور خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زیدٌ ابوہ قائم اور
کبھی فعلیہ جیسے زیدٌ قام ابوہ اور خبر مین ایک ایسی ضمیر چاہیے جو مبتدا کی
طرف راجع ہو اور کبھی اس ضمیر کو حذف بھی کر دیتے ہین جیسے البرُّ الکرُّ
بستین درہماً والثمن منوان بدرہم ای الکر منہ ومنوان منہ اور جسوقت کہ خبر
ظرف ہو تو اکثر نحویین یعنی بصریین کے پاس جملہ مقدر رہتا ہے اور بعض یعنی
کوفیین کہتے ہین کہ اسم مفرد مقدر ہے وجہ اکثر کی یہ ہے کہ ظرف کے لئے
ایک ایسا متعلق چاہیے جو اس ظرف مین عمل کرتا ہو اور اصل عمل کرنے مین
فعل ہے اور بعض کی دلیل یہ ہے کہ اصل خبر مین افراد ہے تو اسم مفرد ہی
مقدر رکھنی چاہیے ۔ مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے
اول یہ کہ مبتدا ایسے معنی کو شامل ہو جو ابتدا کلام مین آتے ہون مثلاً
مبتدا مین استفہام کے معنی پائے جائین جیسے من ابوک دوم یہ کہ مبتدا
وخبر دونون معرفہ ہون جیسے زید (الخ) المنطلق سوم یہ کہ مبتدا وخبر دونون
تخصیص مین مساوی ہون جیسے اول منی افضل منک چہارم یہ کہ مبتدا
کی خبر فعل واقع ہو جیسے زیدٌ قام اور چار صورتون مین خبر کو مبتدا پر مقدم
کرنا واجب ہے اول یہ کہ خبر شامل ہو ایسے معنی کو جو ابتدا کے کلام مین

آتے ہون جیسے این زیدٌ دوم یہ کہ خبر مبتدا کی مصحح ہو یعنی خبر بسبب اپنے
مقدم ہونے کے مبتدا مین مبتدا پن کی صلاحیت پیدا کر دے جیسے فی
الدار رجلٌ سوم یہ کہ مبتدا مین متعلق خبر کی ایک ضمیر ہو جو راجع ہو اس متعلق
کی طرف جیسے علی التمرۃِ مثلہا زبدًا کہ مثلہا مین جو مبتدا ہے ایک ضمیر ہے
پھرتی ہے تمرۃ کی طرف جو متعلق خبر ہے چہارم یہ کہ ان مفتوحہ مع اپنے
اسم و خبر کے مبتدا واقع ہو اور یہ خبر اُس مبتدا کی خبر ہو جیسے عندی انک
قائمٌ اور ایک مبتدا کے لئے کئی خبر بھی ہو سکتی ہین جیسے زیدٌ عالمٌ عاقلٌ فاضلٌ
کبھی مبتدا معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اسوقت اسکی خبر پر ف کا داخل
ہونا صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین مبتدا مشابہ شرط کے اور خبر مشابہ جزا
کے ہے اور جزا پر ف آیا کرتی ہے اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ
مبتدا اسم موصول ہو اور اسکا صلہ فعل یا ظرف واقع ہو جیسے الذی یاتینی
فلہ درہم والذی فی الدار فلہ درہمٌ دوم یہ کہ مبتدا نکرہ ہو اور فعل یا ظرف اسکی
صفت واقع ہو جیسے کلُّ رجلٍ یاتینی فلہٗ درہمٌ وکلُّ رجلٍ فی الدار فلہ درہمٌ
جو مبتدا ایسا ہو کہ جسکی خبر پر ف آسکتی ہو اگر اسپر لیتَ ولعلَّ داخل ہون
تو پھر اس خبر پر بالاتفاق ف داخل نہین ہو سکتی[۱] پس لیت ولعلّ الذی
یاتینی فی الدار فلہ درہمٌ کہنا صحیح نہین ہے اور بعضی نحوئین یعنی سیبویہ نے
ان مکسورہ کو بھی لیتَ ولعلَّ کے ساتھ شریک کر دیا ہے یعنی جسطرح سے
کہ لیت ولعلَّ خبر پر ف کے داخل ہونے کو منع کرتے ہین اسی طرح ان
مکسورہ بھی خبر پر ف کے آنے کو منع کرتا ہے[۲] اور اگر قرینہ قائم ہو تو مبتدا کو

حذف کرنا جائز ہے جیسے چاند دیکھنے والے کا پکار کر کہنا الھلالُ واللہِ
ہذا الھلال واللہ اور اگر قرینہ قائم ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
خرجت فاذا السبع ای خرجت فاذا السبع واقفٌ اور جس مقام پر کہ خبر کی جگہ
پر کوئی اور چیز لازم کردی گئی ہو تو وہان خبر کا حذف کرنا واجب ہے اسکی
چار صورتین ہین اول یہ کہ مبتدا بعد لولا کے واقع ہو جیسے لولا زیدٌ لکان کذا
ای لولا زیدٌ موجودٌ کہ اسمین جو اب لولا کا جو لکان کذا ہے موجودٌ کی جگہ مین رکھا گیا ہے جو خبر ہے
دوم یہ کہ مبتدا مصدر ہوا اور منسوب ہو صرف فاعل کی طرف یا صرف مفعول کی طرف یا
فاعل و مفعول دونو کی طرف اور بعد اسکے حال واقع ہو جیسے ذہابی راجلا مثال ہے مصدر کے فاعل
کی طرف منسوب ہونیکی اور ضربُ زیدٍ قائمًا مثال ہے مصدر کے مفعول کیطرف منسوب ہونیکی ضربی
زیدًا قائمًا یا قایمین مثال ہے مصدر کے فاعل و مفعول دونو کی طرف منسوب ہونیکی اور تقدیر ضربی زیدًا
قائمًا کی ضربی زیدًا حاصلٌ ذاکان قائمًا ہے۔ حاصل جو خبر ہے وہ حذف ہوگیا۔ اور پھر التوامع
اپنی شرط (کان) کے جو حال کا عامل ہے حذف ہوگیا اور حال مین چونکہ
معنی ظرفیت کے پائے جاتے ہین اسلیئے وہ قائم کیا گیا جگہ مین اذا کان
کے جو ظرف ہے پس حال قائمقام ظرف کے ہے جو قائم مقام ہے خبر کے
تو حال قایم مقام خبر کے ہوا ہو سوم وہ مبتدا کہ جسکی خبر مقارنت کے معنی کو شامل ہو
اور اس کی خبر پر کسی چیز کا عطف کیا جاے اوس واو کے ذریعہ سے جو معنی
مع ہے جیسے کلُّ رجلٍ وضیعتہٗ ای کل رجلٍ مقرون مع ضیعتہ کہ مقرون کو
جو خبر ہے حذف کرکے ضیعتہ کو جو معطوف اسہے اسکی جاے پر رکھدیا
چہارم مبتدا مقسم بہ ہو اور خبر اُسکی قسم جیسے لعمرک لا فعلن کذا ای لعمرک

قسمی لافعلنّ کذا کہ قسمی کو جو خبر ہے حذف کرکے جواب قسم کو جو لافعلن کذا ہے
اسکے جائے پر رکھدیا مرفوعات مین سے خبر انّ اور اس کے
اخوات کی بھی ہے جو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند
جیسے ان زیدًا قائمٌ اور مقصود دخول حروف سے یہ ہے کہ یہ حروف
مبتدا و خبر پر داخل ہوکر لفظًا و معنیً اثر پیدا کرین تو پھر تعریف ٹوٹ نہین سکتی
اگر کوئی انّ زیدا لقوم ابوہ سے اعتراض کرے کہ لقوم یہان مسند نہین ہے
باوجودیکہ اسپر ان داخل ہے کیونکہ لقوم یہان اس وجہ سے کہ اس کی
اسناد ابوہ کی طرف ہے انّ کا مدخول ہی نہین ہے بلکہ پورا جملہ لقوم ابوہ انّ
کا مدخول ہے اور انّ کی خبر کا حکم مبتدا کے خبر کے مانند ہے مفرد و جملہ
و نکرہ و معرفہ ہونے مین مگر ایک صورت مین خلاف ہے کہ مبتدا کی خبر
مبتدا سے پہلے آسکتی ہے اور ان کی خبر اس کے اسم سے پہلے نہین آتی
ہان اگر انّ کی خبر ظرف ہو تو اسم کے پہلے آسکتی ہے ان الینا ایابہم
خبر لای نفی جنس کی لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے
جیسے لا غلام رجلٍ ظریفٌ فیہا اور اکثر حذف ہوا کرتی ہے جیسے لا الہ
الا اللہ اے لا الہ موجودٌ الا اللہ بنی تمیم لای نفی جنس کی خبر کو لفظ مین کبھی
باقی نہین رکھتے بلکہ حذف کرنا واجب سمجھتے ہین یا یہ مراد ہے کہ لای نفی
جنس کو خبر کا محتاج نہین سمجھتے نہ لفظًا نہ تقدیرًا پس لا اہل و لامال کے معنی
انتفی الاہل و المال کے ہین اسم ما و لا مشبہ بلیس کا ان حروف
کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ما زیدٌ قائمًا و لا رجلٌ

ہم ان سے اسم ہونے
اور فعل ہونے سے
اور اگر اسم ہو تو
فعل ہونے سے
اور اگر فعل ہو تو
حرف ہونے سے
ہم ان من ایمان
فلہ ۱۲

افضل منک اور لیس کا عمل لا کے معنی مین شاذ ہے کیونکہ لا کو لیس کے ساتھ کم مشابہت ہے اس لئے کہ لیس حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور لا مطلق نفی کے لئے بخلاف ما کے کہ وہ حال کی نفی کے لئے ہے۔

منصوبات

منصوبات وہ اسم ہے جسمین مفعولیت کی علامت پائی جائے اوس منصوب مین سے ایک مفعول مطلق ہے اور وہ ایک اسم ہے جس کے پہلے ایک صیغہ فعل کا ہو اور یہ اسم اوس فعل مذکور کے فاعل کا فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے ہم معنی بھی ہو۔ کبھی مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جلست جلوسًا۔ کبھی نوعیت کے لئے جیسے جلست جلسۃً اور کبھی عدد کے لئے جیسے جلست جلسۃ۔ اور مفعول مطلق جو تاکید کے لئے آتا ہے صرف واحد ہوگا نہ تثنیہ ہوگا نہ جمع بخلاف اوس مفعول مطلق کے جو نوعیت یا عدد کے لئے آتا ہے اسکا تثنیہ بھی آئے گا اور جمع بھی۔ کبھی مفعول مطلق کے لفظ الگ ہوتے ہین اور فعل کے لفظ الگ مگر معنی ایک ہی ہوتے ہین جیسے قعدت جلوسًا اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے خیر مقدم کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر سے آیا ہو یعنی قدمت قدومًا خیر مقدم اور مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا حذف کرنے کی دو قسم ہین یا تو سماعی ہے سقیًا یعنی سقاک اللہ سقیًا رعیًا یعنی رعاک اللہ رعیًا خیبۃً یعنی خاب خیبۃً جدعًا یعنی جدع جدعًا حمدًا یعنی حمدت حمدًا شکرًا یعنی شکرت

شکراً۔ عجباً یعنی عجبت عجباً یا قیاسی ہے اسکے کئی مقام ہین اول یہ کہ مفعول مطلق مثبت[۱] ہوا ور بعد نفی کے یا ایسے حرف کے بعد ہو جو نفی کے معنی دیتا ہو اور وہ نفی یا وہ حرف جو نفی کے معنی مین ہو ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول مطلق ترکیب مین اوس اسم کے خبر واقع نہو۔ یا مفعول مطلق مکرر ذکر کیا جاے جیسے ما انت الا سیراً یعنی تسیر سیراً و ما انت الا سیر البرید یعنی تسیر سیر البرید۔ یہ دونون مثالین اُس مفعول مطلق کی ہین جو نفی کے بعد آیا ہے مگر پہلی مثال مین مفعول مطلق مفرد ہے اور دوسری مثال مین مضاف۔ و انما انت سیراً یعنی تسیر سیراً۔ یہ مثال اوس مفعول مطلق کی ہے جو نفی کے معنی والے حرف کے بعد آیا ہے و زیدٌ سیراً سیراً یعنی یسیر سیراً سیراً یہ مثال ہے اوس مفعول مطلق کی جو مکرر آیا ہے دوم یہ کہ پہلے ایک جملہ ذکر کیا جاے اور اوس جملہ کے مضمون[۲] کی غرض کی تفصیل مین مفعول مطلق واقع ہو۔ فشدوا الوثاق فامناً بعد و اما فداءً اس مثال مین شدوا الوثاق جملہ ہے اور اس کا مضمون شدِ وثاق اور غرض اس سے یا تو احسان رکھنا ہے یا فدیہ دینا اسکی تفصیل مین منّاً اور فداءً آیا ہے جو مفعول مطلق ہے یعنی تمنّون منّاً و تفدون فداءً سوم یہ کہ مفعول مطلق کو اس غرض سے ذکر کرین کہ اوس سے کسی اور چیز کو تشبیہ دین اور وہ ایک فعل ہو اختیار جوارح سے اور بعد ایک ایسے جملہ کے ہو کہ جسمین مفعول مطلق کے ہم معنی ایک اسم مذکور ہو اور اوس جملہ مین اوس چیز کی طرف پھرنے والی ضمیر ہو کہ جس سے اوس اسم کے معنی قائم ہون جیسے مروت به فاذا له صوتٌ صوتَ حمار یعنی یصوتُ صوت حمار و مروت به فاذا له

[۱] یعنی مفعول مطلق کا اثبات

[۲] مضمون جملہ مصدر ہے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو کر جملہ کو کہتے ہین ۱۲

صراخ صراخ انکلی یعنی بصوت صراخ انکلی چہارم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اوس جملہ سے سوائے اُس مفعول مطلق کے کسی اور معنی کا احتمال نہو جیسے لہ علیّ الف درہم اعترافاً یعنی اعترافاً اس قسم کے مفعول مطلق کو تاکید نفسہ کہتے ہین پنجم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اس جملہ سے سوائے اس مفعول مطلق کے دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو۔ جیسے زیدٌ قائمٌ حقاً یعنی احقُّ حقاً اسکو تاکید لغیرہ کہتے ہین ششم مفعول مطلق تثنیہ کا صیغہ ہو اور مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف جیسے لبیک اَلبَّیْنِ لک البابین اسمین سے فعل الب حذف کرکے البابین کو جو مصدر تھا اسکی جگہ پر رکھدیا۔ پھر البابین کو جو ثلاثی مزید تھا حروف زائد گراکر مجرد کرلیا اور مضاف کیا ک کے باضافت معنوی اور (ب) کو (ب) مین ادغام۔ اسی طرح سعدیک یعنی اسعدک اسعادین مگر فرق اتنا ہے کہ اُسعِدُ اپنی ذات سے بغیر ذریعہ حرف جر کے متعدی ہوتا ہے اور الب لام کے ذریعہ سے متعدی ہوتا ہے۔

مفعول بہ

وہ اسم ہے جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضربت زیداً اور کبھی مفعول بہ فعل سے پہلے آتا ہے جیسے اللہ اَعبُدُ اور کبھی مفعول بہ کا فعل حذف کردیا جاتا ہے جبوقت کہ قرینہ قائم ہو یا تو حذف کرنا جائز ہے جیسے زیداً کہنا جواب من اس شخص کے جس نے من اضرب سے سوال کیا ہو یعنی اضرب زیداً یا حذف کرنا واجب ہے اسکے چار مقام ہین اول سماعی جیسے امرءٌ ونفسہٗ

یعنی اترک امرأ ونفسہ وانتوا خیراً لکم یعنی انتہوا عن التثلیث واقصدوا خیراً لکم اہلاً وسہلاً یعنی اتیت اہلاً ووطئت سہلاً اور باقی تین قیاسی ہین اوّل منادی وہ اسم ہے جسکو اپنی طرف متوجہ کرنا مطلوب ہو بذریعہ ایک ایسے حرف کے جو قائم مقام ادعو کے ہو خواہ وہ حرف لفظ مین موجود ہو یا مقدر ہو اگر منادی مفرد ہو یعنی مضاف و شابہ مضاف نہو اور معرفہ ہو خواہ حرف ندا کے داخل ہونیسے پہلے ہی معرفہ ہو یا بعد تو علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے جیسے یا زیدُ و یا رجل و یا زیدان و یا زیدون اور اگر منادی پر لام استغاثہ داخل ہو تو مجرور ہوتا ہے جیسے یا لزیدٍ اور اگر منادی کے اخیر مین الف استغاثہ ہو اور اسپر لام استغاثہ داخل نہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے یا زیدا اور اگر منادی مین یہ دونون مذکورہ صورتین نہون یعنی مفرد معرفہ بھی نہو اور نہ لام والف استغاثہ ہو بلکہ مضاف ہو یا شابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوتا ہے جیسے یا عبداللہ یا طالعاً جبلاً و یا رجلاً مبنی منادی کے مفرد توابع یعنی تاکید اور صفت اور عطف بیان اور وہ معطوف بحرف کہ جسپر یا نہ آسکے یعنی معرف باللام معطوف لفظ کے لحاظ سے مرفوع ہوتے ہین اور محل کے لحاظ سے منصوب جیسے یا تیم اجمعون واجمعین و یا زیدُ العاقلُ والعاقلَ و یا غلامَ بشرٍ وبشراً و یا زید والحارثُ والحارث اور معرف باللام معطوف مین اختلاف ہے خلیل کہتا ہے کہ رفع دینا مختار ہے اور ابو عمر کہتا ہے کہ نصب دینا مختار ہے اور ابو العباس مبرد دونون مین مخیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وہ معرف باللام معطوف مانند الحسن کے ہو

یعنی ایسا اسم ہو کہ اس سے الف لام تعریف علیحدہ ہو سکے تو خلیل کی
راے کے موافق رفع دینا مختار ہے اور اگر اُس اسم سے لام تعریف علیحدہ
نہو سکے جیسے النجم والصعق تو ابو عمرو کی راے کے موافق نصب دینا مختار ہے
اور منادی مبنی کے مضاف توابع یعنی تاکید وصفت وعطف
بیان منصوب ہوتے ہین جیسے یا یتیم کلهم ویا زید ذا المال ویا رجل اباعبداللہ
اور اگر منادی کے توابع بدل ہون یا ایسا معطوف ہو کہ جسپر یا آسکے یعنی معرف
باللام نہو تو اسکا حکم بعینہ منادی مستقل کا سا ہے مفرد ہون یا مضاف مثلاً
مضاف ہون یا نکرہ جیسے مثال بدل کی یا زیدُ عمرُو ویا زید اخا عمرٍو ویا زید طالعاً
جبلاً یا زیدُ رجلاً صالحاً مثال معطوف کی یا زید وعمرو ویا زید واخا عمرٍو ویا زید طالعا جبلاً
ویا زیدُ رجلا صالحاً اور اگر منادی علم ہو اور موصوف ہو لفظ ابن یا ابنۃ کے ساتھ
اور وہ ابن یا ابنۃ مضاف ہو کسی دوسرے علم کی طرف تو اس منادی
کو فتح دینا مختار ہے اگرچہ ضمہ بھی جائز ہے جیسے یا زید وابن عمرٍ اور جسوقت
معرف باللام اسم پر حرف ندا بڑھا کر اسکو منادی بنانا چاہین تو حرف ندا اور
اس اسم کے بیچ مین لفظ ایُّھا یا ہذا یا ایہذا زیادہ کرنا چاہیئے جیسے یا ایہا الرجل
ویا ہذا الرجل ویا ایہذا الرجلُ اور چونکہ یا ایہا الرجل مین مقصود بالنداالرجل ہے
اسلئے اسکے مرفوع پڑھنے کو عربون نے لازم کیا ہے اور اسی طرح اسکے جو توابع
ہونگے انکو بھی رفع دینا لازم ہے کیونکہ یہ منادی معرب کے توابع ہین جیسے
یا ایہا الرجل والظریف ویا ایہا الرجلُ ذو المال - اگر کوئی اعتراض کرے کہ
پہلے بیان ہوا ہے کہ معرف باللام آم پر اللہ ہذا داخل نہین ہو سکتا تو

تو پھر یا اللہ پر کیسے داخل ہوا - جواب اسطرح سے دیا ہے کہ حرف ندا کا
لام تعریف کے ساتھ جمع ہونا ایک صورت مین جایز ہے اور وہ یہ ہے کہ
لام تعریف عوض مین ہو کسی حرف محذوف کے اور پھر کلمہ کو وہ لام لازم
ہو گیا ہو اور یہ صورت خاص لفظ یا اللہ ہی مین ہے کیونکہ اصل اسکی الالٰہ
ہے ہمزہ تخفیفاً حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض مین لام تعریف بڑھا کر اللہ
کر لیا گیا اور جس ترکیب مین منادی مفرد معرفہ مکرر واقع ہوا اور پھر وہ
مضاف ہو کسی اسم کی طرف جیسے یا تمیمُ تمیمَ عدیٍّ تو اسمین اختیار ہے کہ اول
کو ضمہ دین یا نصب اور دوسرے کو صرف نصب ہی رہے گا - اور اگر
منادی یاے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس یاے کو فتح دینا بھی جایز ہے
جیسے یا غلامی اور اسکو ساکن کرنا بھی جائز ہے جیسے یا غلامی اور یا کو گرا کر اسکی
ماقبل کے کسرہ پر اکتفا بھی کر سکتے ہین اگر ماقبل اسکے کسرہ ہو جیسے یا غلامِ اور
اس یا کو الف سے بھی بدل سکتے ہین جیسے یا غلاما اور ان سب صورتون مین
حالت وقف مین ہا بڑہایا جاتا ہے جیسے یا غلامیہْ و غلامیَہِ و غلامہِ و غلاماہْ
اور عربون نے اپنے محاورات مین یا ابی و یا امی کو یا غلامی کے مانند چار
صورتون مین استعمال کیا ہے اور علاوہ ان کے اسمین اور بھی کئی صورتین
ہین ایک یا ابَتِ و یا امُتِ یعنی یا کو تا سے بدل کر اس کو فتح بھی دے سکتے
ہین اور کسرہ بھی دوسرے یا اَبَتا و یا اُمَّتا یعنی تا کے بعد الف بڑھا دین مگر یا جو
اصل مین تھی واپس نہین لا سکتے پس یا ابتی و یا امتی نہین ہو سکتے اور
جسوقت لفظ ابن یا ابنۃ کو مضاف کرین خاص لفظ ام یا عم کیطرف تو یا غلامی

کے مانند اسمین بھی چار صورتین جائز ہین جیسے یا ابن اِمّی یا ابن عمّی و ابن
اُمّ و ابن عمّ و یا ابن اُمّا و یا ابن عَمّا اور علاوہ ان کے اسمین ایک اور صورت
بھی جائز ہے جیسے یا ابن اُمَّ و یا ابن عَمَّ یعنی یا ابن اُما و یا ابن عَما مین سے
لام کو حذف کرکے اسکے ماقبل کے فتحہ پر اکتفا کرین **منادی کی**
ترخیم جائز ہے خواہ ضرورت شعر ہو یا نہو اور غیر منادی
ترخیم ضرورت شعری ہی کے سبب سے ہوگی اور ترخیم منادی
اس کو کہتے ہین کہ منادی کے آخر کو تخفیف کے لئے حذف کرین
اور شروط اُسکے یہ ہین کہ منادی مضاف نہو اور مستغاث نہو اور جملہ نہو
اور منادی علم ہو اور تین حرف سے زیادہ یا ایسا اسم ہو کہ اسکے اخیر مین
تاے تانیث ہو۔ پس اگر منادی کے اخیر مین دو حرف زائد ہون اور
ان دونون کی زیادتی ایک زیادتی کے حکم مین ہو یعنی وہ دونون حرف
ایک ہی وقت زیادہ کئے گئے ہون جیسے اسماء بروزن فعلاء جبوقت
کہ مشتق ہو وسم سے موافق مذہب سیبویہ کے نہ بروزن افعال مشتق
اسم سے اور جیسے مروان یا منادی کے اخیر مین ایک حرف صحیح اصلی ہو کہ
اس سے پہلے مدہ زائدہ ہو اور اس منادی مین چار سے زیادہ حرف ہون
تو ان دونون مین اخیر کے دونون حرف حذف ہو جاتے ہین جیسے یا
اسماء مین یا اسم و یا مروان مین یا مرو اور اگر منادی مرکب ہو دو اسمون سے
تو اخیر اسم کو حذف کر دیتے ہین جیسے بعلبک مین یا بعل اور اگر منادی ان تین
مذکورہ قسمون کے سوا سے ہو تو صرف ایک ہی حرف گرایا جاتا ہے جیسے

یا حارثُ مین یا حارُ اور وہ منادی جس مین ترخیم ہو حکم مین اُس منادی کے ہے جو اپنے سب اجزا کے ساتھہ موجود و قائم ہے موافق اکثر استعمال کے تو اس اعتبار سے منادی کو ترخیم کرنے کے بعد وہی اعراب رہیگا جو پہلے تھا پس یا حارثُ مین یا حارِ بکسر را کھا جائیگا اور یا ثمودُ مین یا ثمودُ بوا و بعد ضمہ اور یا کروان مین یا کرَ و بوا و بعد فتحہ اور کبھی ترخیم کئے ہوئے منادی کو مستقل اسم ٹھہرا کر منادی مستقل کا اعراب دیتے ہین جیسے یا حارث مین یا حارُ بضم را یا ثمود مین یا ثمی اِس قاعدہ سے کہ واو واقع ہو اطرف مین بعد ضمہ کے اِس لئے واو یا سے بدلا اور ماقبل مکسور ہو گیا اور یا کروان مین یا کرَ آ یعنے واو الف سے بدلا بسبب ماقبل کے فتحہ کے اور عربون نے صیغہ ندا یعنے (یا) کو مندوب مین استعمال کیا ہے اور مندوب وہ اسم ہے کہ جس پر درد و حسرت ظاہر کی جائے بذریعہ حرف (یا) یا (وا) کے اور مندوب خاص ہے (وا) کے ساتھہ کہ وا منادی مین استعمال نہین کیا جاتا اور یا منادی اور مندوب دونو مین مشترک ہے اور مندوب کا حکم معرب اور مبنی ہونے مین منادی کے مانند ہے اور مندوب کے اخیر مین مد صوت کے لئے الف بڑہانا بھی جائز ہے جیسے وا زیدا پس اگر الف بڑہانے سے کسی دوسرے صیغہ کے ساتھہ التباس ہو جائے تو اوس الف کو ایک ایسے حرف مد سے بدل لین جو آخر مندوب کے حرکت کے موافق ہو جیسے کسی حاضر عورت کے غلام پر ندبہ کرنا مقصود ہو تو

مثلاً مفرد مذکر جو مضموم ہو گا جیسے وا زیدا اور مفتوح جیسے وا غلاماہ اور مکسور جیسے وا غلامی اور مفرد مؤنث جو مفتوح ہو گا جیسے وا جاریتا اور مضموم جیسے وا جاریتو اور مکسور جیسے وا جاریتی

واغلامکیہ کہنا چاہئے نہ واغلامکماہ کیونکہ اس صورت مین حاضر مرد کے غلام کے ندبہ سے التباس ہوتا ہے اور اسی طرح جس وقت مردون کی ایک جماعت حاضر کے غلام پر ندبہ کرین تو واغلامکموہ چاہئے نہ واغلامکماہ کیونکہ اس صورت مین دو حاضر مرد کے غلام کے ندبہ سے التباس ہوتا ہے اور **حالت وقف** مین اخیر مین حرف مدّ کے ہا بھی بڑہانا جائز ہے جیسے وازیداہ اور مندوب معروف ومشہور اسم ہی بن سکتا ہے نہ غیر مشہور پس وارجلاہ نہین کہہ سکتے کیونکہ رجلٌ نکرہ ہے معروف ومشہور نہین ہے ۔ مندوب اگر موصوف وصفت واقع ہو تو الف موصوف مین بڑہانا چاہئے نہ صفت مین جیسے وازیداہ الطویل اور وازید الطویلاہ کہنا صفت مین الف بڑہاکر نا جائز ہے بخلاف یونس نحوی کے کہ صفت مین الف بڑہاکر وازید الطویلاہ کہنا جائز سمجھتا ہے اگر قرینہ قائم ہو تو منادی سے حرف ندا کو گرانا جائز ہے جیسے یوسف اعرض عن ھذا یعنے یا یوسف وایھا الرجل یعنے یا ایھا الرجل و ایھذا الرجل یعنی یا ایھذا الرجل مگر جسوقت منادی اسم جنس ہو یا اسم اشارہ ہو یا متغائث ہو یا مندوب ہو تو ان صورتون مین حرف ندا کو حذف کرنا جائز نہین حاصل اسکا یہہ ہے کہ معرفہ کے اقسام مین سے ایک تو علم ہے جیسے اوپر کے مثال مین ہے دوسرے وہ اسم جو مضاف ہو کسی ایک معرفہ کیطرف جیسے غلام زید افعل کذا تیسرے اسم موصول جیسے من لا یزال محسنا احسن الی چوتھے ضمیر جیسے ایاک ویا انت انپر سے

یا حذف ہو سکتا ہے باقی اور چیزون سے نا جائز ہے اور اَصْبِحْ یا لَیْلُ مین اصبح لیلُ اور افتدِ یا مخنوقُ مین افتدِ مخنوقُ اور الطرق یا کردان مین الطارق کرا کہنا حرف ندا کو حذف کرکے باوجود اسبات کے کہ یہہ اسم جنس ہین شاذ ہے۔ اور قرینہ قائم ہونے سے کہی منادیٰ بھی جوازاً حذف ہو جاتا ہے جیسے الا یا اسجدوا العین الا یا قوم اسجدوا دوسرا مقام مفعول بہ کے فعل کو وجوباً حذف کرنیکا۔ ما اُضْمِرَ عَامِلُہٗ عَلٰی شَرِیْطَۃِ التَّفْسِیْر ہے یعنے وہ مفعول کہ جسکا عامل مقدر ہو اس شرط پر کہ اسکے بعد کا فعل اوس عامل مقدر کی تفسیر کرے جسکی تفصیلی تعریف یہہ ہے کہ ما اضمر عاملہ علیٰ شریطۃ التفسیر وہ اسم ہے کہ جسکے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اپنی ضمیر یا اپنی ضمیر کے متعلق مین عمل کرنے کے سبب سے اوس اسم مین عمل کرنے سے باز رہے اس طور پر کہ اگر فعل یا شبہ فعل بعینہ یا اسکا کوئی مناسب فعل خواہ مرادف ہو یا لازم اوس اسم کے پہلے لایا جائے تو اوسکو نصب دے جیسے زیداً اضربتُہٗ یعنے ضربتُ زیداً اضربتُہٗ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنی ضمیر مین عمل کرتا ہے اور بعینہ وہی فعل اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دے سکتا ہے وزیداً امررت بہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنے ضمیر مین عمل کرتا ہے اور اوس فعل کا ایک مناسب مرادف اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دیسکتا ہے وزیداً اضربتُ غلامہ

یہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے متعلق ضمیر مین اور اوس
فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیسکتا ہے و زیداً
حُبِسْتُ علیہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے اپنی ضمیر
مین اور اوس فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیسکتا ہے
پس ان سب صورتون مین (زید) منصوب ہے بسبب ایک ایسے
فعل مقدر کے کہ اوس کے بعد کا فعل اوس فعل مقدر کی تفسیر کرتا
ہے پہلے مثال مین ضَرَبْتُ مقدر ہے اور دوسرا ضَرَبْتُ مُفَسِّرٌ ہے
ضَرَبْتُ مقدر کا دوسری مثال مین جَاوَزْتُ مقدر ہے اور مررتُ
بہ اوسکا مُفَسِّر ہے تیسری مثال مین اَهَنْتُ مقدر ہے اور ضَرَبْتُ
غلامَهُ اوسکا مفسر ہے چوتھی مثال مین لَابَسْتُ مقدر ہے اور
حُبِسْتُ عَلیہ اوس کا مفسر ہے تنبیہ جس اسم مین اضمار علی شریطۃ
التفسیر کا احتمال ہوا وس مین احتمالی پانچ صورتین نکلتی ہین بعض
مین رفع مختار ہے بعض مین نصب اور بعض مین رفع واجب ہے
اور بعض مین نصب اور بعض مین رفع و نصب دونون جائز ہین
پس ما اُضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کو مبتدا قرار دیکر رفع دینا
مختار ہے جسوقت کہ رفع کے خلاف کا قرینہ نہووے یعنے نصب کا قرینہ
راجح نہ ہو جیسے زیدٌ ضربتُہ کہ اس مین اگر زید کو مرفوع پڑہین
تو فعل کو حذف کرنے کی ضرورت نہین اور اگر منصوب پڑہین تو
فعل کو حذف کرنا پڑیگا اس لئے رفع کو رجحان حاصل ہے نصب پر

یا یہہ کہ رفع و نصب دونون کا قرینہ راجح ہو لیکن رفع کا قرینہ
اقوی ہو نصب کے قرینہ سے یہہ اوس صورت مین ہے کہ جسوقت
(امّا) اسم پر داخل ہو اور فعل مین طلب کے معنی نہ ہو لقیتُ القوم
و امّا زیدٌ فاکرمتُہٗ اگر زید کو رفع دین تو زید فاکرمتہٗ جو جملہ
اسمیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے اور
اگر اوس کو نصب دین تو زیدًا فاکرمتہٗ جو جملہ فعلیہ ہے اوس کا
عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے مگر اس مین زید کو رفع
پڑہنا اقوی ہے کیونکہ امّا کے بعد اکثر مبتدا آیا کرتا ہے یا یہہ کہ اذا
جو مفاجات کے لئے ہے وہ اسم پر داخل ہو جیسے خرجتُ فاذا
زید یضربُہٗ عمرٌ اس مین بھی رفع مختار ہے کیونکہ اذا مفاجاتیہ
اکثر جملہ اسمیہ پر آتا ہے اگر ایک جملہ فعلیہ کا عطف دوسرے جملہ
فعلیہ پر بسبب مناسبت کے دیا جائے جیسے خرجتُ فزیدًا لقیتُہٗ
یا اسم حرف نفی کے بعد آوے جیسے ما زیدًا ضربتُہٗ یا بعد حرف
استفہام کے ہو جیسے ازیدًا ضربتَہٗ یا بعد اذا شرطیہ کے جیسے اذا
عبد اللہ تلقہٗ فاکرمہٗ یا بعد حیثُ کے آوے جیسے حیثُ زیدا
تجدہٗ فاکرمہٗ یا امر و نہی کے پہلے آوے جیسے زیدا اضربہٗ و
عمرًا لا تکرمہٗ تو ان سب صورتون مین اسم کو نصب دینا مختار
ہے کیونکہ یہہ فعل کے موقع ہین یعنے حرف نفی و حرف استفہام
و اذا شرطیہ و حیثُ و امر و نہی مین فعل آیا کرتا ہے اور اگر اسم کو

رفع دینے کی صورت مین خوف ہو اسبات کا کہ مفسر صفت کے
ساتھہ مشابہ ہو جائے تو اس وقت بھی نصب دینا مختار ہے جیسے
انا کلّ شیٍ خلقناہ بقدرٍ اگر کل کو رفع دین اور مبتدا بنائین اور
خلقناہ کو اسکی خبر تو اگرچہ معنی مقصود نکل آتے ہین یعنے ہر چیز پیدا
کیا ہے ہم نے اس کو موافق اندازہ کے مگر یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے
کہ خلقناہ صفت ہو (لشیٍ) کی اور (بقدر) اوسکی خبر تو اس صورت
مین معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ اس کے یہہ معنی ہوے کہ ہر چیز ایسی
جسکو ہمنے پیدا کیا ہے وہ اندازہ کے موافق ہے خواہ ہمارے
غیر کی پیدا کی ہوئی چیز اندازہ کے موافق ہو یا نہ ہو اور حالت
نصب مین سوائے معنی صحیح کے کوئی دوسرا احتمال ہی نہین
یعنے پیدا کیا ہمنے ہر چیز کو اندازہ کے موافق اور جس صورت مین
کہ عطف کیا جائے اوس جملہ کا جس مین اسم ما اُضمر عاملہ علی شریطہ
التفسیر ہے ایسے جملہ اسمیہ پر جس کی خبر جملہ فعلیہ واقع ہو تو
اوس اسم کو رفع و نصب دینا دونو برابر ہے جیسے زیدٌ قائمٌ
وعمرًا اکرمتُہ پس اگر عمرًا کو رفع دین تو جملہ اسمیہ ہوگا اور عطف
ہوگا بڑے جملہ یعنے زیدٌ قائمٌ پر جو جملہ اسمیہ ہے اور اگر نصب دین
تو جملہ فعلیہ ہوگا اور عطف ہوگا چھوٹے جملہ یعنے قائمٌ پر جو جملہ فعلیہ ہے
اور اگر اسم مذکور بعد حرف شرط یا حرف تحضیض کے واقع ہو تو اوسکو
نصب دینا واجب ہے جیسے اِن زیدًا ضربتہُ ضربتُک و الّا زیدًا

ضربتہُ اور (اَزیدٌ ذُھِبَ بہٖ) اگرچہ بظاہر شبہ پڑتا ہے کہ اسمین
اسم چونکہ حرف استفہام کے بعد آیا ہے تو نصب دینا مختار ہے
مگر بعد غور کرنے کے معلوم ہوتا ہے کہ اضمار علی شریطۃ التفسیر کے
قسم سے ہی نہین ہے کیونکہ اگر اسکا فعل ذُھِبَ بہٖ یا اوس کا کوئی
مناسب جیسے اُذْھِبَ وغیرہ زید کے پہلے لایا جاے تو اوسکو
نصب نہین دیسکتا پس ایسی صورت مین زید کو مبتدا ٹھہراکر رفع
دینا واجب ہے اور اسی طرح (کُلُّ شَیْءٍ فعلوہُ فی الزُّبُرِ) بھی
اضمار علی شریطۃ التفسیر سے نہین ہے کیونکہ اگر اسباب سے
قرار دین تو اس کی تقدیر یہ ہوگی فعلوا کل شیءٍ فی الزبر
اگر زبر کو متعلق فعلوا کے لین تو معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ معنی
یہہ ہونگے کہ اُن لوگون نے نامہ اعمال مین عمل کیا ہے حالانکہ
نامہ اعمال مین کراماً کاتبین کا عمل ہے نہ لوگون کا اور اگر فی الزبر
کو شیٔ کی صفت لین تب بھی معنی مقصود فوت ہوجاتے ہین کیونکہ
اس وقت یہہ معنی ہونگے کہ جو کچھہ نامہ اعمال مین موجود ہے اوسکو
اُن لوگون نے کیا ہے پس ایسی صورت مین کُلُّ شیءٍ کو رفع دیکر
مبتدا بنائین اور جملہ فعلوہ کو صفت لین شیءٍ کی اور فی الزبر کو
خبر مبتدا کی یعنے ہر چیز ایسی کہ جس کو اُن لوگون نے کیا ہے وہ
اعمال مین موجود ہے اور (اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوا کُلَّ وَاحِدٍ
مِنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ) اس مین موافق اس قاعدہ مذکورہ کے کہ اگر

اسم مذکور امر یا نہی سے پہلے آئے تو نصب دینا مختار ہے بظاہر
الزانیۃ والزانی کو بھی نصب دینا مختار ہونا چاہیئے تھا مگر چونکہ
سب قاریون کا اتفاق ہے اس کے رفع پڑھنے پر تو مجبوراً اس
قاعدہ مذکورہ سے نکالنے کے لئے نحویون نے اس کی توجیہ
کی ہے چنانچہ مبرد کے پاس فا اسمین شرط کے معنی مین ہے کیونکہ
الف لام الزانیۃ والزانی مین مبتدا ہے اور موصول ہے جو
متضمن ہے معنی شرط کو اور الزانیۃ والزانی جو اسم فاعل ہے
اور صلہ ہے بمنزلہ شرط کے ہے پس خبر مبتدا کی مانند جزا کے
ہے اور فا دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ شرط سبب ہے
جزا کا اور اس قسم کا فا اپنے ماقبل مین عمل نہین کرسکتا تو پھر وہ
شرط اضمار علی شریطۃ التفسیر کی کہ اگر فعل اسم کے پہلے آئے تو
اوس کو نصب دیسکے باقی نہین رہی اس لئے اس باب سے
خارج ہے پس سوائے رفع دینے کے کوئی چارہ نہین اور سیبویہ
کے پاس یہہ دو جملہ مستقل ہین یعنے حکم الزانیۃ والزانی فیما
یُتلیٰ علیکم بعد اور فاجلدوا دوسرا جملہ ہے اوس حکم موعود
کے بیان کرنے کے لئے اور فا سببیت کے لئے ہے یعنے
ان ثبت زنا ھما فاجلدوا جب دو جملے ٹھہرے تو ایک جملہ کا
جز دوسرے جملے کے جز مین عمل نہین کرسکتا پس فاجلدوا الزانیۃ
والزانی کے پہلے اگر نصب نہین دیسکتا تو شرط اضمار ہی باقی رہی

اور رفع دینا واجب ہوگیا اور اگر (فا) شرط کے معنے مین نہوتا
یا دو جملہ نہ ہوتے تو قاعدہ مذکورہ کے تحت مین یہ آیہ باقی رہتا اور
پھر نصب دینا مختار ہوتا مگر چونکہ سب قرّا نے رفع پر اتفاق کرلیا ہے
اس لئے نصب باطل اور رفع واجب ہے۔ مفعول بہ کے وجوباً
فعل حذف ہونیکا تیسرا موقع تحذیر ہے یعنے وہ اسم ہے کہ جس کا
عامل اتق و بعّد وغیرہ مقدر ہو اور اس کو بسبب مفعولیت کے
نصب دیا گیا ہو اور اوس کو اوس کے مابعد سے ڈرانے کے
لئے ذکر کرین یا یہہ کہ محذر منہ دوبارہ مذکور ہو جیسے ایاك والا
سد و ایاك و ان تخذف یہہ دونون تحذیر کے پہلی قسم کی
مثالین ہین یعنے بعّد نفسك من الاسد والاسد من نفسك و بعد
نفسك عن الحذف والحذف عن نفسك اور جیسے الطریق
الطریق یہہ مثال تحذیر کے دوسرے قسم کی ہے یعنے اتق
الطریق الطریق اور ایاك والاسد و ایاك و ان تخذف
مین سے واو کو گرا کر اوس کی جگہہ (من) رکھکر ایاك من
الاسد و ایاك من ان تخذف کہنا صحیح ہے اور ایاك
من ان تخذف مین من کو مقدر رکھکر ایاك ان تخذف
کہہ سکتے ہین کیونکہ اَنْ و اَنَّ سے حرف جر کا حذف کرنا موافق
قیاس کے ہے اور ایاك من الاسد مین من مقدر رکھکر ایاك
الاسد نہین کہہ سکتے کیونکہ یہان من کا مقدر رکھنا جائز ہے

مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جس مین فعل مذکور واقع ہوا اور
اور اوس کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ فی مقدر ہو اور
ظروف زمانی تمام خواہ مبہم ہون یا محدود فی کے مقدر ہونے کو
قبول کرتے ہین جیسے صُمتُ دھراً وانطرات الیوم اور ظروف
مکانی اگر مبہم ہون تو فی مقدر رہتا ہے جیسے جلستُ خلفک
اور اگر مبہم نہ ہون بلکہ محدود ہون تو فی مقدر نہین رہتا جیسے
جلست فی المسجد۔ اور ظروف مکان مبہم کی شش جہت یعنے
امام۔ خلف۔ یمین۔ شمال۔ فوق۔ تحت۔ سے تفسیر کی گئی ہے
اور عند و لدی اور جو مشابہ ہو ان کے جیسے دون و سوی
کو ابہام ہونے کے سبب سے اور لفظ مکان کو بوجہ کثرت
استعمال کے ظرف مکان مبہم پر حمل کر لیا ہے اور دخلتُ کے بعد کے
اسم کو بھی بسبب کثرت استعمال کے موافق مذہب صحیح کے ظرف مکان
مبہم پر محمول کیا ہے اور بعض نحویون کے پاس دخلتُ کے مابعد
کا اسم مفعول بہ ہے اور مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے بسبب ایک
عامل مقدر کے جیسے متی سرت کے جواب مین یوم الجمعہ کہنا
کہنا یعنے سرت یوم الجمعۃ اور مفعول فیہ کو موافق اضمار علی شریطۃ
التفسیر کے بھی نصب ہوتا ہے جیسے یوم الجمعۃ صمت فیہ
یعنے صمت یوم الجمعۃ صمتُ فیہ (مفعول لہ) وہ اسم ہے
جسکے حاصل کرنے کے لئے یا اوس کے موجود ہونے کے سبب سے

فعل واقع ہو جیسے ضَرَبْتُہٗ تادیبًا یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکی
حاصل کرنے کے لئے فعل واقع ہوا ہے وقعدتُ عن الحرب جُبنًا
یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکے موجود ہونے کے سبب سے فعل واقع
ہوا ہے اس مین زجاج نحوی کا اختلاف ہے کہ مفعول لہ اوس کے پاس مصدر
یعنے مفعول مطلق ہے پس اوسکے موافق ضَرَبْتُہٗ تادیبًا وقعدتُ عن الحرب
جبنًا کے یہہ معنی ہونگے اَدّبتُہٗ بالضرب تادیبًا وجبنتُ فی القعود عن
الحرب جُبنًا اور مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ لام
مقدر ہو اور جس وقت مفعول لہ فعل ہوا یسے فعل کے فاعل کا کہ خود مفعول لہ
جسکے علت ہو اور مفعول لہ اور فعل دونون کے وجود کا زمانہ ایک ہی ہو تو
لام کا حذف کرنا جائز ہے جیسا مثال مذکور مین مفعول معہ وہ اسم ہے
جو ذکر کیا جائے بعد واو کے تا کہ فعل کے معمول کو اپنے ساتھہ لے لے
خواہ فعل لفظی ہو یا معنوی جیسے استوی الماءُ والخشبۃ اگر فعل
لفظی ہو اور اسم کا عطف اوس فعل پر جائز ہو تو وہان دو صورتین
جائز ہین یعنے اوس اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب بھی دیسکتے
ہین اور اوس اسم کا عطف فعل پر بھی کر سکتے ہین جیسے جئتُ انا
وزیدًا وزیدٌ اور اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو
مفعول معہ ٹہہرا کر نصب دینا واجب ہے جیسے جئتُ وزیدًا
اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی کرنا واجب ہے
جیسے ما لزیدٍ وعمرٍو یعنے ما یصنع زیدٌ وعمرو اور اگر فعل معنوی

عطف کے جائز
ہونے کی صورت
مین فعل کا
لفظی ہونا
شرط نہین
ہے

ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب دینا واجب ہے
جیسے مالك وزیداً یعنے ما تصنع وزیداً وما شانك وعمراً یعنے
ما تصنع وعمراً حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی ہیت بیان کرتا
ہے خواہ فاعل لفظی ہو یا معنوی جیسے ضربتُ زیداً قائماً کہ اس مین
قائماً حال ہے صرف فاعل سے یا صرف مفعول سے اور وہ دونو حقیقۃ
لفظ مین موجود ہین اور جیسے زیدٌ فی الدار قائماً کہ اس مین قائماً
حال ہے ضمیر فاعل سے اوس فعل کے جو لفظ مین موجود نہین ہے بلکہ
حکماً موجود ہے یعنے زیدٌ حصل فی الدار قائماً اور جیسے ہذا زیدٌ
قائماً کہ اس مین قائماً حال ہے اوس مفعول سے جو معنوی ہے یعنے
اُشیر زیداً قائماً اور حال کا عامل یا تو فعل ہوتا ہے جیسے
ضربتُ زیداً قائماً وزید فی الدار قائماً یا شبہ فعل جیسے
زیدٌ ذاھب راکباً یا معنے فعل جیسے ھذا زیدٌ قائماً
اور شرط حال کی یہ ہے کہ نکرہ ہو اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے
اگر یہان اعتراض پڑے کہ ارسلہا العراك ومررت بہ وحدہٗ
مین العراك حال ہے (ھا) سے اور وحدہٗ حال ہے (بہ) کی ضمیر
سے حالانکہ یہہ دونو معرفہ ہین اور اوپر بیان کیا ہے کہ حال نکرہ
ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تاویل کرلی گئی یعنے
ارسلہا العراك ور اصل تعترك العراك تہا اور مررت
بہ وحدہ اصل مین بینفرد وحدہ تہا یعنی یہہ مفعول مطلق

لہ بیان عطف جائز ہونے کی وجہ سے کہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادہ جائز ہین ۱۲

ہے فعل محذوف کا پس یہان جملہ حال واقع ہوا ہے نہ کہ مفرد یا یہ
کہ الغراک وحدہ اگرچہ معرفہ ہین مگر رکھے گئے ہین جگہ مین نکرہ کے
اسے معنے کہ منفردًا اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم
کرنا واجب ہے جیسے جاءنی راکبًا رجلٌ کیونکہ اگر مقدم نکرین تو حالت
نصب مین صفت کے ساتھہ التباس ہوجاتا ہے اور حال عامل
معنوی پر مقدم نہین ہوسکتا بخلاف ظرف کے کہ اس مین مقدم
ہوسکتا ہے یعنے اگر عامل ظرف ہو تو اخفش کے بنا بر حال اوسپر
مقدم ہوسکتا ہے بشرطیکہ مبتدا حال پر مقدم ہو پس زید فی الدار
قائمًا مین زید قائمًا فی الدار کہہ سکتے ہین اور قائمًا زید فی الدار
قائمًا فی الدار زید نا جائز ہے اور سیبویہ کے پاس تقدیم حال
کے ظرف پر کسیصورت مین جائز نہین خواہ مبتدا حال پر مقدم ہو
یا نہ ہو اور موافق مذہب صحیح کے مجرد ذوالحال پر بھی حال
مقدم نہین ہوسکتا پس جاءنی ضاربة زیدٍ مجردًا عن الثیاب
مین جاءنی مجردًا عن الثیاب ضاربة زید کہنا صحیح نہین ہے
اور جو کوئی اسم کسی ہیئت پر دلالت کرے خواہ مشتق ہو یا جامد
وہ حال بن سکتا ہے جیسے ھذا بسرًا اطیب منہ رطبًا مین
بسرًا بسبب حالت بسریت کے اور رطبًا بوجہ حالت رطبیت کے
حال واقع ہوے ہین حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے اگر جملہ اسمیہ حال
ہو تو واو اور ضمیر دونون لاسکتے ہین جیسے جاءنی زیدٌ وابوہ

راکبٌ یا صرف واو جیسے کنتُ نبیًّا و آدم بین الماء والطین
یا صرف ضمیر مگر یہہ ضعیف ہے جیسے کلمتہ فوہ الیّ فی اور
حال اگر مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر کافی ہے جیسے خرج زیدٌ
یُسرِعُ اور اگر حال جملہ اسمیہ و مضارع مثبت کے سوا ہو یعنے
مضارع منفی یا ماضی مثبت یا ماضی منفی ہو تو واو و ضمیر دونو لاوین
یا صرف واو یا صرف ضمیر جیسے جاء نی زیدٌ وما یتکلم غلامُہ و
جاء نی زیدٌ وما یتکلم عمرٌو وجاء نی زیدٌ ما یتکلم غلامُہ
جاء نی زیدٌ وقد خرج غلامُہ وجاء نی زیدٌ وقد خرج عمرٌو
وجاء نی زیدٌ قد خرج غلامُہ۔ وجاء نی زیدٌ وما خرج غلامُہ
وجاء نی زیدٌ وما خرج عمرٌو وجاء نی زیدٌ ما خرج غلامُہ حال
اگر ماضی مثبت ہو تو اوس پر قد کا بڑہانا ضروری ہے خواہ
لفظ بین ظاہر ہو جیسے جاء نی زید قد رکب غلامہ یا مقدر
ہو جیسے جاؤ کم حصرت صدورھم یعنے قد حصرت اور اگر
قرینہ پایا جاوے تو حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
راشدًا مہدیا کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر کا ارادہ رکھتا
ہو یعنے سر راشدًا مہدیًا اور اگر حال موکدہ ہو یعنے
اپنے ماقبل کے جملہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو تو اوس کے عامل کو
حذف کرنا واجب ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ حال جملہ اسمیہ کے
مضمون کو ثابت کرے جیسے زید ابوک عطوفًا یعنے أحقُّہ

عطوفاً تمیز وہ اسم ہے جو دور کردے اوس ابہام کو جو ذات مذکورہ یا مقدرہ مین قائم ہو پس اگر ذات مذکورہ کے ابہام کو دور کرے تو وہ اکثر مفرد مقداری ہوتی ہے اور وہ مقدار یا تو عدد مین ہوگی جیسے عشرون درھماً یا غیر عدد مین عام اس سے کہ وزن ہو یا کیل ہو یا ذراع ہو یا مقیاس جیسے رطل زیتاً ومنوان سمناً وعلی التمرۃ مثلہا زبداً پہلی مثالین اسم تنوین کے ساتھہ اور دوسری مثالین نون تثنیہ کے ساتھہ ہے اگرچہ دونو مین مقدار وزنی ہے اور تیسری مثالین اضافت کے ساتھہ ہے اور مقیاسی ہے کیونکہ اسم کا تمام ہونا تنوین سے ہوتا ہے یا نون سے یا اضافت سے اور تقییز ان بدا مین مقدار کیلی ہے اور ذراع ثوباً مین مقدار مساحتی ہے اگر تمیز جنس ہو تو مفرد لائی جائیگی مگر یہہ کہ اوس جنس سے انواع مقصود ہون تو اوس صورت مین تثنیہ اور جمع آسکتی ہے جیسے عندی رطلٌ زیتین اور زیوتاً پس اگر مفرد مقداری تنوین یا نون تثنیہ کے ساتھہ ہو تو اوس کو تمیز کیطرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے رطل زیت ومنوا سمن اور اگر تنوین و نون تثنیہ نہ ہو بلکہ نون جمع یا اضافت ہو تو پھر اضافت جائز نہین اور تمیز ذات مذکورہ مفرد غیر مقداری سے بھی ہوتی ہے جیسے خاتم حدیداً اس قسم کی تمیز مین نصب وجر باضافت دونو جائز ہین مگر جر زیادہ آیا ہے اور اگر تمیز ذات

۱ تمیز اسم کی تعریف ہے یعنی تمیز ایسے اسم کو کہتے ہین جو کسی عام کے ابہام کو دور کرے اور اوس کی حالت یہ ہو کہ اوس سے پہلے اضافت درست ہو اور وزنی ہو یا کیلی ہو یا ذراعی ہو یا مساحتی ہو یا مقیاسی ہو اور تنوین یا نون تثنیہ یا نون جمع یا اضافت کے ساتھہ ہو

مضاف نہین ہوسکتا ۱۲

۲ وہ چیز جو ایسی ہو کہ جسکے اجزا متشابہ ہون اور ذات سے علیحدہ ہو کر قلیل و کثیر پر اطلاق کیجاوے مسمی بمقدار وغیرہ ۱۲

مقدرہ یعنے نسبت کے ابہام کو دور کرے تو وہ ذات مقدرہ یا تو جملہ
یا مشابہ جملہ مین ہوگی جیسے طاب زیدٌ نفسًا یہہ مثال ہے جملہ کی اور
تمیز خاص منتصب عنہ کی ہے و زیدٌ طیبٌ ابا یہہ مثال ہے مشابہ
جملہ کی اور تمیز منتصب عنہ اور متعلق منتصب عنہ دونون کی ہوسکتی
ہے و ابوۃً و دادًا و علمًا مصنف نے یہان جملہ و مشابہ جملہ کی تمیز کے
پانچ پانچ مثالین دین ہین جیسے طاب زیدٌ نفسًا و اباً و ابوۃً
و دادًا و علمًا و زیدٌ طیبٌ نفسا و اباً و ابوۃ و دادًا و علمًا
نفس مثال ہے عین غیر اضافی کی جو خاص ہے منتصب عنہ سے
اور دار مثال ہے عین غیر اضافی کی جو متعلق ہے منتصب عنہ کے
اور اب مثال ہے عین اضافی کی جو منتصب عنہ سے خاص بھی ہوسکتی
ہے اور متعلق منتصب عنہ کے بھی - اور ابوۃ عرض اضافی ہے
جو متعلق ہے منتصب عنہ کے اور علم عرض غیر اضافی ہے جو متعلق
ہے منتصب عنہ کے الاضافۃ[۱] ھی النسبۃ العارضۃ للشیٔ
بالقیاس الی نسبۃ اخری کالابوۃ و البنوۃ یا وہ ذات
مقدرہ اضافت مین ہوگی جیسے یعجبنی طیبہ نفسا و اباً و ابوۃً
و دادًا و علمًا للہ درہ فارسًا یہہ مثال ہے اسبات کی کہ
تمیز کبھی صفت مشتق بھی ہوتی ہے اور اگر تمیز[۲] ایسا اسم ہو
جو منتصب عنہ کی تمیز بن سکے تو جائز ہے کہ منتصب عنہ اور اسکے
متعلق دونون کی تمیز ہو جیسے طاب زیدٌ اباً اس مین اگر طیب

[۱] وہ چیز قائم بالذات
ہو اور اس کو عین
کہتے ہین اور جو
قائم بالغیر ہو
وہ عرض ہے
اور جو چیز کہ علما قہ
اور سکا کسی غیر
سے ہو وہ اضافی
ہے اور اگر علاقہ
غیر سے نہ رہے

[۲] وہ غیر اضافی

کی اسناد زید کے طرف ہو اس اعتبار سے کہ وہ باپ ہے
عمرو کا تو اباً منتصب عنہ زید کی تمیز ہو گی اور اگر طیب کی اسناد
متعلق زید یعنے اوس کے باپ کیطرف ہو تو اباً متعلق منتصب عنہ
کی تمیز پڑے گی اور اگر تمیز منتصب عنہ کی تمیز نہ بن سکے
تو وہ متعلق منتصب عنہ کی تمیز ہو گی جیسے طاب زیدٌ ابوۃً و
علماً و اداً ان دو نوصورتون مین تمیز مطابق ہو گی مقصود کے
مفرد و تثنیہ و جمع ہونے مین جیسے طاب زید اباً و الزیدان
ابوین و الزیدون اباءً اگرچہ جس وقت تمیز جنس ہو تو مفرد
ہی لائی جائے گی خواہ مقصود واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے
طاب زید علماً و الزیدان علماً و الزیدون علماً ہان
اگر جنس سے معنی جنسی مقصود نہ ہو بلکہ انواع مقصود ہو تو تمیز
مفرد و تثنیہ و جمع لائی جائیگی جیسے طاب زید علماً و الزیدان
علمین و الزیدون علوماً۔ اور اگر تمیز صفت مشتق ہو تو
وہ خاص منتصب عنہ ہی کی تمیز ہو گی نہ اوسکے متعلق کی اور
مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث ہونے مین اوس کے مطابق
ہو گی جیسے للہ درہٗ فارساً و للہ درہما فارسین و للہ
درھم فوارس اور جب تمیز صفت ہوتی ہے تو اوس مین حال
کا بھی احتمال ہوتا ہے جیسے طاب زیدٌ فارساً ین فارساً
تمیز بھی ہو سکتی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے یعنے حال کونہ

فارسًا[۵۱] اور تمیز اپنے عامل پر جس وقت کہ وہ اسم تام ہو بالاتفاق
مقدم نہین ہو سکتی پس عندی درھمًا عشرون وزیتًا رطل کہنا
صحیح نہین ہے اور مذہب اصح یہہ ہے کہ تمیز اپنے عامل پر جسوقت
کہ وہ فعل ہو[۵۲] مقدم نہین ہو سکتی پس طاب زیدٌ اأبًا مین اباطاب
زیدٌ کہنا درست نہین ہے بخلاف مازنی ومبرد کے کہ ان دونو
کے پاس تمیز اپنے عامل پر اگر وہ فعل صریح ہو یا اسم فاعل ومفعول تو
مقدم ہو جائے گی اور اگر فعل صریح نہ ہو جیسے فجرنا الارض عیونًا
یعنے انفجرت عیونہا یا جیسے امتلاء الاناءُ ماءً یعنے ملاء
الماءُ تو اس صورت مین عامل پر اپنے مقدم نہو گی۔ مستثنےٰ
کے دو قسم ہین ایک متصل دوسرا منقطع مستثنےٰ متصل وہ اسم ہے جو بذریعہ
الّا یا اوسکے اخوات حاشا وخلا وغیرہ کے متعدد[۵۳] مین سے نکالا جائے خواہ
وہ متعدد لفظ مین موجود ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدا یا مقدر ہو
جیسے ماجاء نی الا زید یعنے ماجاء نی احدٌ الا زید مستثنےٰ
منقطع وہ اسم ہے جو بعد الّا اور اس کے اخوات کی مذکور ہو
اور متعدد سے نہ نکالا جائے جیسے جاء نی القوم الا حمارًا۔ اگر
مستثنےٰ بعد ایسے الّا کے واقع ہو جو صفت کے لئے نہ ہو اور
کلام موجب یعنے ایسے کلام مین ہو جس مین نفی ونہی واستفہام
نہ ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدًا یا مستثنےٰ منہ پر مقدم
ہو جیسے جاء نی الا زیدًا القوم و یا مستثنےٰ منقطع ہو موافق

۵۱ اس قسم کی تمیز بعض وقت اعین سے زاید ہوتا ہے جیسے لنا درہ من فارس دعزمن قائل اسوقت حال کا احتمال نہیں ہوتا ۱۲

۵۲ متعدد سے مراد وہ چیز ہے جس کے جزئیات متعدد ہون جیسے ماجاءنی احدٌ الا زیدا یا اخراستعدد ہون جیسے اشتریت العبد الا نصفہ ۱۲

اکثر لغات کے جیسے جاء نی القوم الاحمارًا یا مستثنےٰ بعد عدا و
خلا کے ہو موافق اکثر استعمال کے جیسے جاء نی القوم عدا زیدًا
وخلا زیدًا یا بعد ماخلا وماعدا کے ہو جیسے جاء نی القوم
ماخلا زیدًا وماعدا عمرًا یا بعد لیس کے ہو جیسے جاء نی القوم
لیس زیدًا یا بعد لا یکون کے ہو جیسے جاء نی القوم لا یکون زیدًا
تو ان سب صورتون مین مستثنےٰ کو نصب دینا واجب ہے اور جس وقت
مستثنےٰ بعد الا کے کلام غیر موجب مین ہو اور مستثنےٰ منہ مذکور ہو تو
اوس کو مستثنےٰ ٹہرا کر نصب بھی دیسکتے ہین اور مستثنےٰ سے بدل قرار
دینا مختار ہے جیسے ما فعلوہ الا قلیل وقلیلًا کہ اس مین قلیلا کو
مستثنےٰ بناکر منصوب پڑہ سکتے ہین اور قلیلٌ کو (ما فعلو) کی ضمیر سے
بدل قرار دیکر مرفوع پڑہنا مختار ہے اور جیسے ما مررت باحدٍ الا
زیدٍ وزیدًا وما رائیت احدًا الا زیدًا اور اگر مستثنےٰ منہ
مذکور نہ ہو اور مستثنےٰ کلام غیر موجب مین ہو تو اوس مستثنےٰ کو عامل کے
موافق اعراب دیا جاتا ہے اور ایسے مستثنےٰ کو مُفرَغ کہتے ہین اور
اس مین کلام غیر موجب کی جو قید لگائی گئی ہے صرف اس غرض سے ہے
کہ پورا فائدہ حاصل ہو جائے کیونکہ اکثر کلام غیر موجب مین معنے درست
ہوا کرتے ہین اور کلام موجب مین بہت کم جیسے ما ضربنی الا زیدٌ۔
کہ اگر اس کو کلام موجب بناکر ضربنی الا زید کہا جائے تو معنی درست
نہ ہونگے کیونکہ اس وقت یہہ معنے ہون گے کہ مجکو سوائے زید کے

سب لوگون نے مارا اور یہہ ٹہیک نہین ہے - مگر جس وقت کلام موجب
اسی مین معنی درست ہو جائین تو پھر غیر موجب کے قید کی ضرورت نہین
جیسے قرات الیوم الا کذا یعنے قرات ایام الاسبوع او الشہر الا
یوم کذا اور چونکہ مستثنےٰ مفرغ کلام موجب مین بن نہین سکتا تا وقتیکہ
اوس کے معنے درست نہ ہو لین اس لئے ماذال زید الا عالما کہنا
ناجائز ہے کیونکہ زال مین معنے نفی کے ہین اور جب اس پر ما پڑھا
یا گیا تو نفی کی نفی ہوئی جو اثبات کا فائدہ دیتی ہے تو اس جملہ کے یہہ
معنے ہوئے ثبت زیدٌ دائما علی جمیع الصفات الا صفۃ العلم -
یعنے زید مین سوائے صفت علم کے باقی اور سب صفات موجود ہین
اور یہہ معنے درست نہین اور جس وقت مستثنےٰ مستثنےٰ منہ کے لفظ
سے بدل نہ بن سکے تو مستثنےٰ منہ کے محل و موضع سے بدل بنایا جائیگا
جیسے ماجاء نی من احدٍ الا زید مین جو نفی کے معنے تھے وہ اِلّا
کے آنے سے ٹوٹ گئے تو کلام ثبت ہو گیا پس اگر زید کو احدٌ کے
لفظ سے بدل ڈالین اور یون کہین ماجاء نی من احدٍ الا زیدٍ
تو چونکہ بدل مبدل منہ کے جگہ مین قایم ہو سکتا ہے اس لئے یہ کلام
حکم مین ہو گا جاء نی من زید کے اور اس مین من زاید ہو گا جو خلاف
جمہور ہے کہ من استغراقیہ کلام ثبت مین زاید نہین ہوتا پس
اس مثال مین زیدٌ کو احدٌ کے محل سے جو مرفوع ہے بدل بنا کر رفع
دیا گیا اور لا احد فیہا الا عمرٌو و ما زید شیئا الا شئی لا یعبا

مثال اول مین عمرٌو کو احد کے لفظ سے اور مثال ثانی مین شی ثانی
کو شئے اول کے لفظ سے بدل نہین بنا سکتے کیونکہ ما و لا نفی کا عمل
کرتے ہین اور الا کے آنے سے نفی ٹوٹ گئی تو کلام مثبت ہوگیا اور
کلام مثبت مین ما و لا عامل نہین بنائے جا سکتے پس مثال اول مین عمرٌو
کو لا احد کے محل سے اور مثال ثانی مین شئے ثانی کو شئے اول کے محل سے بدل بناکر
رفع دیا گیا بخلاف لیس زید شیئًا الا شیئًا کے کہ اسمین شی ثانی کو شئے اول کے لفظ سے بدل
قرار دے سکتے ہین کیونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور الا آنے سے اگر نفی ٹوٹ
جائے تو اوسکے عمل مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ لیس جسکے سبب سے عمل کرتا
ہے یعنے فعلیت وہ تو باقی ہے اور چونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور ما و لا نفی کا اس لئے
لیس زید الا قائمًا کہنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ الا سے نفی ٹوٹ گئی مگر فعلیت
تو باقی ہے و ما زید الا قائمًا کہنا جائز نہین ہے کیونکہ ما نفی کا عمل
کرتا ہے اور الا کے آنے سے اوسکی نفی ٹوٹ گئی پس کلام مثبت ہوگیا
اور اوس کا عمل باطل ہوگیا اور اگر مستثنےٰ بعد غیر و سوی و سواء
کے آئے تو مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم غیر زید و سوی
زیدٍ و سواء زید اور بعد حاشا کے آئے تو اکثر استعمال مین
مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم حاشا زید اور بعض لوگ اسکو
نصب دیتے ہین جیسے جاء نی القوم حاشا زیدا اور غیر
جس وقت استثنا کے معنی مین مستعمل ہو تو اوس کا اعراب
مستثنےٰ بالا کے اعراب کے مانند ہے موافق تفصیل سابق کے مثلًا

جاء نی القوم الا زیدا ہین اگر الا کی جگہ لفظ غیر رکہدین تو زیدًا
کو جو اعراب تہا وہی اعراب غیر کو ہوگا اور رکھا جائیگا جاء نی القوم
غیر زید ا اسیطرح جاء نی الا زیدٌ القوم ہین جاء نی غیر
زید ن القوم کہینگے علی ہذا القیاس اور غیر اصل ہین موضوع ہی صفت
کے لئے مگر بعض وقت الا استثنائیہ کی جگہ ہین اوسکا استعمال ہوتا ہے
جسطرح سے کہ الا جو موضوع ہے استثنا کے لئے کبہی اوس کا استعمال غیر
صفتی کی جگہ ہین ہوتا ہے اور الا کا غیر صفتی کی جائے ہین استعمال
کیا جانا اوسیوقت ہوگا جبکہ الا بعد واقع ہو ایک ایسی جمع کے جو نکرہ ہو
اور محصور نہ ہو کیونکہ اس صورت ہین استثنا متعذر ہے جیسے لو
کان فیہما الہۃٌ الا اللہ لفسدتا اس آیہ ہین الا بعد آیا ہے ۔
آلہۃٌ کے جو جمع ہے اور نکرہ غیر محصور ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ الہۃٌ
ہین یقینی طور سے داخل نہین ہے تو پھر یہہ الا استثنا کے لئے نہین
ہوسکتا اور دوسرا مانع یہ ہے کہ اگر الا کو استثنائے معنی ہین لین تو اس
آیت کے معنی بگڑ جاتے ہین یعنے یہ معنی ہونگے لو کان فیہما الہۃٌ مستثنےٰ
عنہا اللہ لفسدتا اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئے اللہ جن ہین سے
اللہ مستثنےٰ ہے تو انتظام بگڑ جاتا تو اس سے یہہ نکلا کہ اسمین ایسے خدا
ہین جن ہین سے اللہ مستثنےٰ نہین ہے اور یہ مخالف ہے ثبوت وحدانیت
کے پس اس آیہ ہین الا غیر صفتی کے معنی ہین استعمال ہوا ہے یعنے
اگر ہوتے آسمان و زمین ہین کئی خدا ایسے جو مغائر ہین اللہ کے تو انتظام

بگڑ جاتا اس سے یہہ نکلا کہ آسمان و زمین مین ایسے کئے خدا ہی
نہین جو اللہ کے مغائر ہین جب مغائرت کی نفی ہوگئی تو تعدد جو
اس کو لازم تہا اوس کی بہی نفی ہوگئی پس وحدانیت ثابت ہوگئی
اور اس صورت کے سوائے کسی اور صورت مین الا کو غیر
صفتی کی معنی مین استعمال کرنا ضعیف ہے اور اعراب سوی
وسواء کا نصب ہے بنا بر ظرفیت کے موافق مذہب اصح کے
جیسے جاء فی القوم سوی زیدٍ وسواءَ زیدٍ بجائے مکان
زید کے اور کوفیین حالت رفع و نصب و جر مین غیر کے مانند اس کو
اعراب دیتے ہین خبر کان اور اوس کے اخوات کی مسند
ہوتی ہے بعد ان حروف کے داخل ہونے کے جیسے کان زید
قائمًا اور اس کی خبر کا حال مبتدا کی خبر کے مانند ہے مگر اسکی
خبر جبوقت معرفہ ہو تو اسم پر مقدم ہو سکتی ہے جیسے کان
المنطلق زیدٌ اور کبھی خبر کان کا عامل یعنے کان حذف کر دیا
جاتا ہے جس صورت مین کہ لفظ اِنْ کے بعد ایک اسم ہو
پہر اس کے بعد فعل ہو اور بعد اسکے ایک اور اسم ہو
جیسے اَلنَّاسُ مَجْزِیُّون باعمالھم ان خیرًا فخیرٌ وان شرًّا
فشرٌّ اس طرح کی صورت مین چار صورتین نکلتے ہین اول یہہ
کہ پہلے اسم کو نصب دین اور دوسرے اسم کو رفع جیسے
ان خیرًا فخیرٌ وان شرًّا فشرٌّ یعنے ان کان عملہ خیرًا

فجزاءہٗ خیرٌ وان کان عملہ شرًا فجزاءہٗ شرٌ دوم یہہ کہ دونو
اسم کو نصب دین جیسے ان خیرا فخیرًا وان شرًا فشرًا یعنے
ان کان عملہ خیرًا فکان جزاءہٗ خیرًا وان کان عملہ شرًا
فکان جزاءہٗ شرًا سوم یہہ کہ دونو اسم کو رفع دین جیسے ان خیر
فخیر وان شرٌ فشرٌ یعنے ان کان فی عملہ خیرٌ فجزاءہٗ خیرٌ و
ان کان فی عملہ شر فجزاءہٗ شرٌ چہارم یہہ کہ پہلے اسم کو رفع دین
اور دوسرے اسم کو نصب جیسے ان خیرٌ فخیرًا وان شرٌ فشرًا
یعنے ان کان فی عملہ خیر فکان جزاءہٗ خیرًا وان کان فی
عملہ شرٌ فکان جزاءہٗ شرًا اور واجب ہے حذف کرنا خبر کان کے
عامل یعنے کان کا جس مقام مین کہ کان کو محذوف کرکے اوس کے عوض
مین لفظ ما بڑہا دین جیسے امّا انت منطلقًا انطلقتُ یعنی لان
کنت منطلقًا انطلقت اس مین امّا انت در اصل لان کنت
تہا لام قیاسًا حذف ہوگیا کیونکہ لام کو ان پر سے حذف کرنا قیاسی
ہے پہر کلمہ کان کو اختصار کے لئے حذف کیا اور ضمیر متصل منفصل
بن گئی اور لفظ ما بعد اَن کے کان کی جگہ مین زیادہ کیا اور
نون میم مین مدغم ہوگئی یہہ اس صورت مین ہے کہ جس وقت
امّا انت کے ہمزہ کو مفتوح پڑہین اور اگر مکسور پڑہین اور
اما انت منطلقا انطلقت کہین تو اس کی اصل ان کنت
منطلقا انطلقتُ ہوگی کان کو اختصارًا حذف کیا تو ضمیر متصل

منفصل بن گئی اور لفظ ما بعد ان کے کان جگہ مین بڑھایا گیا پھر نون
و میم مین ادغام ہو کر اِمّا انت ہو گیا۔ اسم اِنَّ اور اس کے اخوات کا
مسند الیہ ہوتا ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
اِنَّ زیداً قائمٌ منصوبات مین سے ایک لا نفی جنس کا
اسم ہے جو مسند الیہ ہوتا ہے بعد لا کے داخل ہونے کے
اور بعد لا کے بلا فاصلہ واقع ہوتا ہے نکرہ مضاف ہو کر یا مشابہ
مضاف لا غلام رجل ظریف فیہا یہہ مثال ہے نکرہ مضاف
کی و لا عشرین درھما لک یہہ مثال ہے نکرہ مشابہ مضاف
کی اگر اسم لا کا مفرد ہو یعنے نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف
ہو تو علامت نصب پر مبنی ہوتا ہے جیسے لا رجل فی الدار
ولا مسلمات فی الدار ولا مسلمین ولا مسلمین لک اور
اگر معرفہ ہو یا لا اور اسم لا مین فاصلہ آگیا ہو تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے جیسے لا زیدٌ فی الدار
ولا عمروٌ ولا غلام زید فی الدار ولا عمرو ولا فی الدار
رجل ولا امراۃ ولا فی الدار غلام رجل ولا امراۃ ولا فی الدار زید ولا عمرو ولا
فی الدار غلام زید ولا عمرو اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ
اوپر بیان کیا ہے کہ اسم لا کا جب معرفہ ہوتا ہے تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے حالانکہ اس جملۂ قضیۃ ولا
اباحسن لہا مین باوجود اس بات کے کہ معرفہ ہے نہ اس کو

رفع دیا گیا ہی نہ مکرر لایا گیا ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی اس طرح سے کہ اباحسن اگرچہ لفظ مین معرفہ ہے مگر مراد اس سے
یہان ایک فیصلہ کرنے والا شخص نکرہ مراد ہے یعنے لا فیصل
لھا اور جس وقت لا عطف کے طور پر مکرر ہو اور ہر لا کے بعد
ایک نکرہ ہو بلا فاصلہ جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اوس مین
پانچ صورتین جائز ہین - اوّل یہہ کہ لا کے بعد کے دونون اسمونکو
فتح دین جیسے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صورت مین دونون لا
نفی جنس کے ہونگے اور لا قوۃ کا عطف لاحول پر عطف مفرد کا
مفرد پر ہوگا اور خبر محذوف ہوگی لاحول ولا قوۃ موجودٌ الا
باللہ یا عطف جملہ کا جملہ پر اے لاحول الا باللہ ولا قوۃ الا باللہ
اور خبر جملہ اولی کی محذوف رہیگی - دوم یہہ کہ پہلے اسم کو فتح دین اور
دوسرے کو نصب جیسے لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا لا نفی جنس کا
اور دوسرا زایدہ ہے تاکید نفی کے لئے - سوم یہہ کہ پہلے کو فتح دوسرے
کو رفع جیسے لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا لا نفی جنس کا اور دوسرا
زاید - چہارم دونو اسم کو رفع جیسے لاحول ولا قوۃ اس
صورت مین یہہ جواب ہوگا الغیر اللہ حول و قوۃ کا اس لئے
سوال کے مطابقت کے واسطے جواب مین بہی رفع دیا گیا پنجم پہلے
کو رفع دین اور دوسرے کو فتح مگر اول کو رفع ضعیف ہے جیسے
لاحول ولا قوۃ اس مین پہلا معنے مین لیس کے ہوگا جو ضعیف ہے

اور دوسرا لا نفی جنس کے لئے اور جبوقت لا نفی جنس پر ہمزہ داخل ہو تو لا کے عمل مین کچھ تغیر نہین آئے گا اور معنی اس ہمزہ کے یا تو استفہام کے ہونگے جیسے الا رجل فی الدار یا عرض کرنے کے معنے ہونگے جیسے لا تنزل عندی یا تمنی کے جیسے الا ماء الشربہ لا نفی جنس کے اسم مبنی کے پہلے صفت جو مفرد ہو اور اسم سے متصل ہو بلا فاصلہ وہ مبنی علی الفتح ہو سکتی ہے اور اس کو معرب قرار دیکر باعتبار محل بعید کے رفع اور باعتبار لفظ یا محل قریب کے نصب بھی دیسکتے ہین جیسے لا رجل ظریف وظریف وظریفا ورنہ معرب ہے یعنے اگر لا کے اسم معرب کی صفت اول ہو جیسے لا غلام رجل ظریفا یا یہہ کہ لا کے اسم مبنی ہی کی صفت ہو مگر صفت اول نہ ہو جیسے لا رجل ظریف کو یمہ فی الدار - یا یہہ کہ صفت مضاف ہو جیسے لا رجل حسن الوجہ یا یہہ کہ صفت اور اسم لا مین فاصلہ آگیا ہو جیسے لا غلام فیہا ظریفٌ تو ان سب صورتون مین صفت کو معرب قرار دیکر رفع دین یا نصب اور اگر معطوف نکرہ ہو اور لا اوس مین مکرر نہ آیا ہو تو لا نفی جنس کے اسم مبنی پر لفظ کے اعتبار سے عطف دیکر اوس کو منصوب پڑہ سکتے ہین اور محل کے اعتبار سے عطف دیکر مرفوع جیسے لا اب وابنًا وابنٌ اور اگر معطوف معرفہ ہو تو رفع واجب ہے جیسے لا غلامك والفرس اور لا اباله ولا غلامی لہ یعنے وہ ترکیب کہ جسمین لا نفی جنس کے اسم کے بعد لام اضافت آوے اور اوس اسم پر احکام اضافت کے

نہ ہو اور نہ مضاف کا ظرف ہو جیسے غلام زید یعنے غلامٌ لزید دوم اضافت
بمعنے مِن یہہ اوس صورت مین ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے
ہو جیسے خاتم فضۃ یعنے خاتم من فضۃ ف یاد رہے کہ مضاف
الیہ کی جنس مضاف ہونے سے مراد یہہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف
اور غیر مضاف دونون پر صادق ہو بشرطیکہ مضاف بہی غیر مضاف
الیہ پر صادق آئی پس ان دونون مین عموم وخصوص من وجہ کی
نسبت ہے سوم اضافت بمعنی فی یہہ اوس صورت مین ہے کہ
مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے ضرب الیوم یعنے ضرب
فی الیوم اور اضافت بمعنے فی قلیل الاستعمال ہے اور اضافت
معنوی کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف مین تعریف
پیدا کر دیتی ہے جیسے غلام زید اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف
مین تخصیص پیدا کرتی ہے جیسے غلام رجل اور شرط اضافت معنوی کی
یہہ ہے کہ مضاف مین تعریف نہ ہو اور وہ ترکیب جس کو کوفیین نے
جائز رکھا ہے یعنے عدد معرف باللام مضاف ہو ظرف معرف باللام معدود
کے جیسے الثلثۃ الاثواب والخمسۃ الدراہم والمائۃ الدینار
ضعیف ہے کیونکہ عدد کے معرف باللام ہوتے ہوئے معرفہ کیطرف
مضاف کرنا تحصیل حاصل ہے اور دوسرے یہہ کہ فصحا کے کلام مین عدد
بغیر لام تعریف کے مضاف ہوا ہے جیسے قول ذی الرمہ کا مصع ثلث الاثافی والدیار البلاقع اور اضافت
لفظی وہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو اور اپنے معمول کیطرف مضاف ہو جیسے ضارب زید

کہ اس مین اسم فاعل مضاف ہوا ہے اپنی معمول اسم مفعول کیطرف
اور حسن الوجہ کہ اس مین اضافت صفت مشبہ کی ہوئی ہے اپنی
معمول اسم فاعل کیطرف اور اضافت لفظی صرف تخفیف لفظ کا فائدہ
دیتی ہے نہ تعریف و تخصیص کا یا تو تخفیف صرف لفظ مضاف مین ہوگی
جیسے ضاربُ زید کہ در اصل ضاربٌ زیدًا تھا بہ سبب
مضاف ہونے کے تنوین ضاربٌ کی جو مضاف سے جاتی رہی یا
صرف لفظ مضاف الیہ مین جیسے القایم الغلام کہ اصل مین القام
غلامہ تھا جس وقت قائم کو غلام کیطرف مضاف کیا تو ضمیر غلامہ کی
حذف ہوگئی اور قائم مین مستتر ہوگئی یا مضاف مضاف الیہ دونو کے
لفظ مین ہوگی جیسے زیدٌ قائم الغلام کہ اصلین زیدٌ قائمٌ
غلامہُ تھا قائم سے جو مضاف ہے تنوین جاتی رہی اور غلامہُ
جو مضاف الیہ ہے اوس مین سے ضمیر حذف ہوکر قائمٌ مین مستتر ہوگئی
اور چونکہ اضافت لفظیہ تخفیف لفظ کا فائدہ دیتی ہے نہ تعریف و تخصیص کا
اس لئے مررت برجل حسن الوجہ کہنا جائز ہے کیونکہ یہہ اصلین
حسنٌ وجہہُ تھا حسن کی تنوین بہ سبب تخفیف لفظ کے گر گئی اور
تعریف و تخصیص نہین پیدا ہوئی تو حسن الوجہ نکرہ رہا پس حسن الوجہ ترکیب
اضافی صفت اور رجلٌ اوسکا موصوف دونو نکرہ ہین اور اس مین
کوئی نقصان نہین اور مررت بزیدٍ حسن الوجہ ناجائز ہے
کیونکہ حسن الوجہ نکرہ ہے اور زید معرفہ اور صفت و موصوف مین

مطابقت شرط ہے اور الضاربا زید والضاربو زیدٍ جائز ہے کہ اصل
مین الضاربان زیداً والضاربون زیداً تھے بہ سبب مضاف
ہونے کے نون تثنیہ وجمع کا حذف ہوگیا تو لفظ مین تخفیف حاصل ہوگئی
جو اضافت لفظی سے مقصود تھا اور الضاربی زیدٍ کہنا جائز ہے
کیونکہ الضاربیُ کی تنوین الف لام تعریف کے داخل ہونے کے
سبب سے چلی گئی ہے نہ اضافت کے سبب سے تو تخفیف لفظی نہ ہوئی
اس مین فرّا کا اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جائز ہے اوس کے مؤید
تین دلیلین ہین اول یہہ کہ الضاربی زید اصل مین ضاربی
زیداً تھا پہلے اضافت کے سبب سے ضاربی کی تنوین جاتی رہی
اور بعد اس کے الف لام تعریف بڑہایا گیا تو تخفیف ضاربی کے
تنوین کی اضافت کی سبب سے ہوئی نہ الف لام سے اسکا جواب صاحب
کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ الف لام تعریف کو موخر خیال کرنا
اور اضافت کو مقدم خلاف ظاہر ہے کیونکہ الف لام بمنزلہ جز کلمہ کے
ہوتا ہے اور اضافت خارج ہوتی ہے تو الف لام کا پہلے لحاظ کرنے
چاہئے اور اضافت کا پیچھے دوم یہہ کہ الواہبُ المائۃ الھجان
وعبدِھا جاعشی کا شعر ہے اس مین عبد ہا مجرور ہے اور اس کا
عطف ہوا ہے المائۃ پر تو یون عبارت ہوجائے گی الواہب
عبد ھا جا الضاربُ زید کے مانند ہے جس وقت ایسے شاعر
بلیغ نے ایسی ترکیب کا استعمال کیا ہے تو پھر الضاربی زید کو کیون

ناجائز رکھین جواب اسکا مصنف نے یہہ دیا ہے کہ الواھب المائۃ
الھجان وعبدھا سے دلیل لانا ضعیف ہے کیونکہ عبدھا کے واؤ کے
مجرور پڑہنے پر کوئی نص نہین ہے بلکہ باعتبار محل کے منصوب بھی
ہوسکتا ہے اور مفعول معہ بھی سوم یہہ کہ الضاربُ الرجلِ والضاربی
جائز ہین حالانکہ یہہ دونو الضارب زید کے مانند ہین جب وہ
جائز ہین تو اس کو بھی جائز رکھنے چاہئے جواب یہہ دیا ہے کہ الضاربی
الرجل ناجائز ہونا چاہئے تھا مگر الحسن الوجہ ہین جو الوجہ کو مضاف
الیہ قرار دیکر مجرور پڑہنے کی ایک صورت پسندیدہ ہے اوس پر
قیاس کرکے اس کو بھی جائز کردیا کیونکہ الضاربُ الرجل والحسن الوجہ
دونو مشترک ہین اس بات مین کہ مضاف صفت ومعرف باللام ہے اور
مضاف الیہ جنس ومعرف باللام بخلاف الضارب زیدٍ کے کہ اسمین
مضاف الیہ جنس نہین ہے اور اسی طرح الضاربیك والضاربی
والضاربہ اوغیرہ بھی ناجائز ہونا چاہئے تھا بسبب تخفیف لفظی
نہ ہونے کے موافق مذہب سیبویہ کے جو قائل ہے اس بات کا
کہ الضاربیك مین الضاربُ مضاف ہوا ہے ضمیر کے طرف مگر
ضاربك پر قیاس کرکے الضاربك کو جائز کیا گیا وجہ اسکی یہہ ہے
کہ اسم فاعل واسم مفعول جس وقت نکرہ ہون اور اون کو اون کے
مفعولون کے ساتھہ جو ضمائر متصل ہون ملانا چاہین تو اسم فاعل اسم
مفعول کو مضاف کرتے ہین مفعول کیطرف بغیر لحاظ کرنے تخفیف

لفظ کے جیسے ضاربك مین ضارب جو اسم فاعل ہے اپنے مفعول
ضمیر متصل کے طرف مضاف ہے اگرچہ تخفیف لفظی نہین ہے اور جب
ضاربُكَ کو باوجود تخفیف لفظ نہونے کے جائز کردیا تو الضاربُك
کو بھی اسی پر قیاس کرکے جائز رکھدیا کیونکہ ان دونون مین اسم فاعل
مضاف ہوا ہے ضمیر متصل کے طرف بخلاف الضارب زید کے
کہ اس مین اسم فاعل ضمیر کے طرف مضاف نہین ہے بلکہ اسم معرفہ
کیطرف مضاف ہے۔ موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف نہین ہوتا
اور نہ صفت اپنی موصوف کے طرف یعنے جس کلام مین ترکیب وصفی
پائی جائے اوسکے ہوتے ہوئے ترکیب اضافی کے معنے اسمین
نہین آسکتے اور اگر اعتراض کیا جائے کہ مسجد الجامع وجانب
الغربی وصلوٰۃ الاولیٰ وبقلۃُ الحمقاء۔ ان سب ترکیبون مین
موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف ہوا ہے کہ مسجد موصوف اور
الجامع اس کی صفت اور جانب موصوف ہے اور الغربی اسکی
صفت اور صلوٰۃ موصوف ہے اور الاولیٰ اس کی صفت اور
بقلۃ موصوف اور الحمقاء اس کی صفت حالانکہ اوپر بیان کیا ہے
کہ موصوف اپنی صفت کے طرف مضاف نہین ہوتا جواب اس کا
یہہ ہے کہ ان سب ترکیبون کی تاویل کی گئی ہے اس طرح سے کہ مسجد
الجامع معنی مین ہے مسجد الوقت الجامع کے یعنے یہان لفظ الوقت
مقدر ہے جو موصوف ہے الجامع کا اور مسجد مضاف ہی الوقت کے

طرف تو جامع نہ مضاف الیہ ہے مسجد کا نہ صفت ہے اس کی۔ اسیطرح
جانب الغربی معنی مین ہے جانبُ المکان الغربی کے وصلوۃ الاولیٰ
بمعنے صلوۃ الساعۃ الاولیٰ اور بقلۃ الحمقاء بمعنے بقلۃ حمیۃ الحمقاء
اور اگر پھر کوئی اعتراض کرے کہ جرد قطیفۃ و اخلاق ثیاب اصل مین
قطیفۃ جرد و ثیاب اخلاق ہے اس مین صفت مقدم کی گئی ہے
موصوف پر اور مضاف ہوئی ہے طرف موصوف کے حالانکہ اوپر بیان
کیا تھا کہ صفت موصوف کیطرف مضاف نہین ہوتی جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس کی تاویل اسطرح سے کی گئی ہے کہ جب عربون نے قطیفۃ جرد
مین سے قطیفۃ کو حذف کیا تو جرد ایک اسم غیر صفتی ہوگیا اور معنی
ابہام کے اوس مین پیدا ہوگئے اور جب ان کو مقصود ہوا کہ اس مین
تخصیص پیدا کرین تو اس کو مضاف کردیا قطیفۃ کیطرف پس اس وقت
اضافت جرد کی قطیفۃ کے طرف صفت ہونے کے اعتبار سے
نہین ہے بلکہ باعتبار اوسکے جنس مبہم ہونے کے اسیطرح اخلاق ثیاب
اور جو اسم کہ مشابہ ہو دوسرے اسم کے ساتھہ عمومیت اور خصوصیت
مین تو اوس اسم کی اضافت دوسرے اسم کیطرف نہین ہوسکتی
بسبب نہ حاصل ہونے فائدہ اضافت کے خواہ دونون اسم مترادف
ہون جیسے لیث و اسد کہ ذات وحشہ مین مترادف ہین اور حبس و
منع کہ معنی مین مترادف ہین یا یہہ کہ مترادف نہون بلکہ متساوی
فی الصدق ہون یعنے دونون اسم ایک چیز پر صادق آنے مین برابر

ہون جیسے انسان و ناطق بخلاف کل الذی ہو انسان الشیئ
یہہ اضافت جائز ہے کیونکہ ان دونون مین اضافت عام کی خاص
کے طرف ہوے ہے اور جو اضافت سے مقصود تہا مثلاً تخصیص
حاصل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ سعید کرز باوجود اسبات کے
کہ ایک ہی مسمی کے دو نام ہین اور مشابہ ہے لیث اسد کے ایک کی
اضافت دوسرے کے طرف ہوگئی حالانکہ اوپر بیان کیا ہے کہ اس
قسم کی اضافت صحیح نہین ہے۔ جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی ہے اسطرح سے کہ سعید سے مراد مدلول اور کرز سے مراد لفظ
ہے یعنے جس وقت ہم نے جاءنی سعید کرز کہا تو اسکے یہہ معنی ہوئے
کہ سعید جو لفظ کرز کا مدلول ہے وہ میرے پاس آیا اور اسم صحیح یعنی
وہ اسم جسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو یا ملحق بصحیح یعنے وہ اسم
جس کے اخیر مین واو یا ہو ماقبل اسکا ساکن ہو ان دونو اسمون سے
اگر کسیکو یاء متکلم کیطرف مضاف کرین تو اُس کے آخر کو کسرہ دیا
دیا جاتا ہے اور یا یا تو مفتوح ہوگی یا ساکن جیسے ثوبیَ و دارِیْ
وظَبْیِیْ و دلوی اور اگر اسم کے اخیر مین الف ہو تو یا متکلم
کیطرف مضاف کرنے کے وقت وہ باقی رہتا ہے جیسے عصای
و رحای اور بنی ہذیل اس الف کو اگر تثنیہ کے لئے نہ ہو تو یا سے
بدلتے ہین اور یا کو یا مین ادغام کرتے ہین جیسے عصیّ و رحیّ
اور اگر اسم کے اخیر مین یا ہو تو یا متکلم مین ادغام کی جائے گی جیسے

مسلمیٰ بحالت نصب وجر اور اگر اسم کے اخیر مین واو ہو تو یا سے بدلتا ہے
اور یا یا مین ادغام کیجاتی ہے جیسے مسلمیٰ بحالت رفع اور ان تینون
صورتون مین یعنے اگر اسم کے آخر مین الف ہو یا واو ہو یا یا یائے متکلم
کو فتح دیا جاتا ہے تاکہ التقائے ساکنین لازم نہ آجائے اور اسمار ستہ
مکبرہ مین سے اگر اخٌ و ابٌ کو یا متکلم کیطرف مضاف کرین تو اخی و ابی
کہا جائیگا یعنے ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا ہے وہ واپس
نہین لایا جائیگا اور مبرد اخیَ و ابیَ کہنے کو جائز جانتا ہے یعنے وہ
کہتا ہے کہ ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو حالت
اضافت مین واپس لاکر یا سے بدلین اور پہر یا کو یا مین ادغام کرین
اور حمٌ و ھنٌ کو جب وقت یا متکلم کیطرف مضاف کرین تو حمی و ہنی کہا
جائیگا یعنے محذوف واپس نہ لایا جائیگا اور فمٌ کو جب وقت یا متکلم کیطرف
مضاف کرین تو موافق اکثر استعمال کے فِیَ کہا جائے گا یعنے اس کے
اخیر مین سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو واپس لاکر یا سے بدلین
اور یا کو یا مین ادغام کرین اور بعض لغات مین فِیْ آیا ہے یعنے
میم جو در عوض واو کے ہے باقی رکہین اور ان پانچون اسمون کو یعنی
اب واخ وحم وھن وفم کو جب وقت مضاف نکرین تو اخٌ و ابٌ
وھنٌ وحمٌ وفمٌ کہا جائیگا اور فم کے فا کو تینون حرکتین دیسکتے ہین
مگر فتح زیادہ فصیح ہے بہ نسبت ضمہ و کسرہ کے اور حم کبہی مانند یدٌ کے
پڑہا جاتا ہے جیسے ہذا حم او حمٌ روایت حمًا ادحمٌ و مررت بحمٍ

اوحماك اور کبھی مانند خبا کے جیسے ہذا حمٌ اوحماك ورایت حمًا اوحماك ومررت بحمإٍ اوحماك اور کبھی مانند دلو کے واو کے ساتھہ جیسے ھذا حمْوٌ اوحموك ورائت حموًا اوحموك ومررت بحموٍ اوحموك اور کبھی مانند عصا کے الف کے ساتھہ جیسے ھذا حمًا اوحماك ورائت حمًا اوحماك ومررت بحمًا اوحماك ۔ اور حمٌ کا ید و خباء و دلو و عصا کے مانند مستعمل ہونا مطلق ہے یعنے اضافت مین ہون یا غیر اضافت مین اور ھنٌ مانند یدٌ کے آتا ہے خواہ حالت اضافت مین ہو یا نہو جیسے ھذا ھنٌ وھنك ورائت ھنًا وھنك ومررت بھنٍ وھنك اور ذو ضمیر کے طرف مضاف نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسم جنس کے طرف مضاف ہوتا ہے اور بے اضافت کے بھی استعمال نہین ہوتا ۔ **التوابع** ۔ تابع وہ دوسرا اسم ہے جو اپنے پہلے اسم کا سا اعراب رکھتا ہو اور اوس پہلے اسم کو جو اعراب جس حیثیت سے دیا گیا ہو وہی اعراب اوسی حیثیت سے اس دوسرے اسم کو بھی آئے **نعت** وہ تابع ہے جو عام طور سے دلالت کرتا ہے اوس معنے پر جو اپنی متبوع مین پائی جاتے ہین اور فائدہ نعت کا اکثر یا تو نکرہ مین تخصیص کا پیدا ہوتا ہے یا توضیح معرفہ مین جیسے رجلٌ عالم و زید الظریف اور نعت کبھی صرف مدح کے لئے بھی آتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا صرف مذمت کے لئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ یا صرف تاکید کے لئے جیسے نفخۃ واحدۃ اور نعت خواہ مشتق ہو یا غیر مشتق اوسکی صفت واقع ہونے مین کوئی فرق

نہین مگر جسوقت کہ لفظ غیر مشتق ہو تو اوس مین یہہ شرط ہے کہ اوس کی
وضع اپنی متبوع کے معنے پر تمام استعمالات مین دلالت کرنے کی غرض سے
ہو جیسے تمیمی و ذو مال کہ تمیمی ہمیشہ ہر استعمال مین دلالت کرتا ہے اسبات
پر کہ ایک ذات قبیلہ بنی تمیم کے طرف منسوب ہے اور ذو مال دلالت
کرتا ہے کہ ایک ذات صاحب مال ہے یا یہہ کہ بعض استعمال مین اپنی
متبوع کے معنی پر دلالت کرے اور بعض استعمال مین دلالت نکرے تو
جس صورت مین کہ اپنی متبوع کے معنے پر دلالت کرے گی تو صفت واقع
ہو سکتی ہے ورنہ نہین جیسے مررت برجل ای رجل یعنے کامل فی الرجولیۃ
اس ترکیب مین ای رجل کامل رجولیت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے
صفت واقع ہو سکتا ہے اور ای رجل عندک چونکہ اس معنی پر دلالت نہین
کرتا ہے اس لئے صفت نہین ہو سکتا اور اسیطرح مررت بھذا الرجل
چونکہ ہذا ایک ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور الرجل ذات معین پر
اور خصوصیت ذات معین کی بمنزلہ اوس معنے کے ہے جو ذات مبہم مین
پائی جاتے ہین اس لئے الرجل ہذا کی صفت بن سکتا ہے اور اسی طرح
مررت بزید ہذا ای بزید المشار الیہ دلالت کرتا ہے اوس معنی پر
جو ذات زید مین پائی جاتے ہین اس لئے زید کی صفت بن سکتا ہے
اور کبھی نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آتی ہے اوس وقت جملہ مین ایک ضمیر کا
ہونا ضروری ہے جو راجع ہو اوس نکرہ کے طرف جیسے جاءنی رجلٌ
ابوہ قائمٌ صفت کبھی تو باعتبار حال موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے

مررت برجلٍ حسنٍ اوس کو صفت بحال موصوف کہتے ہین اور کبھی باعتبار
حال متعلق موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے مررت برجل حسنٍ غلامہُ
اوس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہین اور صفت اول یعنے صفت
بحال موصوف مین صفت دس چیزون مین اپنی موصوف کے تابع ہوتی
ہے۔ رفع۔ نصب۔ جر۔ تعریف تنکیر۔ افراد۔ تثنیہ۔ جمع
تذکیر۔ تانیث اور دوسری صفت یعنے صفت بحال متعلق
موصوف مین صفت پہلے کے پانچ یعنے رفع و نصب وجر و تعریف
و تنکیر مین اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے اور پچھلے پانچ یعنے افراد
و تثنیہ وجمع و تذکیر و تانیث مین فعل کے مانند ہوتی ہے یعنے اوس
صفت کے فاعل کو دیکھینگے۔ اگر مفرد یا تثنیہ یا جمع ہو تو صفت بھی مفرد
لائی جائیگی جیسا کہ فعل مفرد لایا جاتا ہے جیسے مررت برجل قاعدٍ
غلامہُ و مررت برجلین قاعدٍ غلاماھما و مررت برجال قاعدٍ
غلمانھم اور اگر فاعل مذکر ہو یا مونث حقیقی بلا فصل ہو تو صفت فاعل کے
مطابق لائی جائے گی جیسے مررت بامراۃٍ قائمٍ ابوھا و مررت
برجل قائمۃ جاریتہُ اور اگر فاعل مونث غیر حقیقی ہو یا یہ کہ حقیقی ہو
مگر فصل کے ساتھ ہو تو اختیار ہے کہ صفت کو مذکر لائین یا مونث جیسے
مررت برجل معودٍ او معودۃ ادلہُ و مررت برجل قائمٍ او قائمۃٍ
فی الدار جاریتہُ اور چونکہ صفت بحال متعلق موصوف کا افراد و تثنیہ
و جمع و تذکیر و تانیث مین فعل کے مطابق ہونا ضروری ہے اس لئے قام

رجلٌ قاعدٌ غلمانہٗ مستحسن ہے جیسے یقعد غلمانہ کہنا مستحسن ہے
اور قام رجلٌ قاعدون غلمانہٗ کہنا ضعیف ہے کیونکہ وہ بمنزلہ
یقعدون غلمانہ کے ہے اور قام رجلٌ قعودٌ غلمانہٗ جائز ہے
نہ ضعیف ہے نہ مستحسن اور ضمیر نہ خود موصوف ہو سکتی ہے نہ کسی اور
اسم کی صفت اور موصوف یا تو صفت سے بڑھکر یا باعتبار تعریف کے
خاص ہو یا یہہ کہ صفت کے برابر ہو اس سبب سے معرف باللام
کی صفت سوائے معرف باللام یا اوس اسم کے جو معرف باللام کے طرف
مضاف ہو کوئی اور چیز واقع نہیں ہو سکتی جیسے جاء نی الرجل الفاضل
وجاء نی الرجلُ صاحب الفرس اور اسم اشارہ کی صفت جو معرف
باللام ہی لازم کی گئی ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اسم اشارہ میں ایسا
ابہام وضعی ہوتا ہے جو خواہش کرتا ہے اسبات کی کہ جنس صاف طور سے
معلوم ہو جائے اور سوائے معرف باللام کے کسی اور چیز سے وہ ابہام اٹھ
نہیں سکتا اس وجہ سے مررت بھذا الابیض کہنا ضعیف ہے کیونکہ
الابیض عام ہے کسی جنس کے ساتھہ خاص نہیں اور مررت بھذا العالم
کہنا مستحسن ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشار الیہ انسان ہے
بلکہ ایک مرد ہے عطف یعنے معطوف بالحرف وہ تابع ہے جو اپنی
متبوع کے ساتھہ مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے یعنے کلام میں جو نسبت
ہوتی ہے اوس سے جیسا تابع مقصود ہوتا ہے ویسا ہی متبوع بھی
مقصود ہوتا ہے اور تابع اور متبوع کے درمیان دس حروف عطف

مین سے کوئی ایک حرف آتا ہے جیسے قام زیدٌ وعمروٌ اور جس وقت
ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو پہلے ضمیر منفصل سے تاکید
لائی جائیگی اور بعد اوس کے عطف کیا جائیگا جیسے ضربت انا وزید
مگر جس صورت مین کہ ضمیر مرفوع متصل اور اوسکے اسم معطوف کے درمیان
فاصلہ آجائے تو اوس وقت تاکید نہ لانا جائز ہے جیسے ضربت الیوم
وزید اور جس وقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو جار کا اعادہ
لازم ہے جیسے مررت بک وبزید وغلامک وغلام زید اور معطوف حکم مین معطوف
علیہ کے ہے یعنے جو حالتین معطوف علیہ کو ماقبل کے اعتبار سے عارض
ہوتے ہین خواہ وہ جائز ہون یا ممتنع وہ حالتین معطوف کو بھی عارض
ہونگے۔ چونکہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہوتا ہے اس لئے
ما زید بقائم او قائمًا ولا ذاهب عمرٌو مین عمرٌو کو سوائے
رفع دینے کے کوئی اور صورت نہین نکل سکتی کیونکہ اگر عمرٌو کو نصب اور جر دین
تو قائم یا قائمًا پر عطف ہوگا اور خبر ہوگا زید کی اور یہہ نہ جائز ہے
وجہ اس کی یہہ ہے کہ قائم یا قائمًا مین معطوف علیہ زید کیطرف پھرنے
والی ضمیر موجود ہے اور ذاهبٌ مین معطوف کے کوئی ضمیر نہین ہے
پس اس صورت مین جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے الذی
یطیرُ فیغضبُ زیدٌ الذباب مین یطیر جو معطوف علیہ ہے اوس مین
تو ضمیر ہے اور فیغضب جو معطوف ہے اوس مین کوئی ضمیر نہین ہے
پس اوپر کا یہہ قاعدہ کہ معطوف حکم مین معطوف علیہ کے ہے ٹوٹ گیا

اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع منفصل یا الفاظ وہ معنی ہے کہ بجز تاکید کے کام نہین آتی پس اگر بغیر تاکید کے عطف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ کلمہ کے کسی حرف پر عطف ہو۔ ۱۲

جواب اسکا یہہ ہے کہ فیغضب پر جو فا آیا ہے وہ عطف کا نہین ہے
بلکہ سببیت کا ہے اور معنے اسکے یہہ ہین الذی یطیر فیغضب زید
بسبب الذباب اور جس وقت دو مختلف عاملون کے معمول پر عطف
دیا جائے ایک حرف عطف کے ساتھہ تو جمہور کے پاس جائز نہین ہے
سوائے اوس صورت کے جہان مجرور مقدم ہو اور مرفوع یا منصوب
متاخر ہو جیسے فی الدار زید والحجرۃ عمرٌو وان فی الدار زیدا
والحجرۃ عمرًا بخلاف فراکے کہ وہ ایسے عطف کو ہر صورت مین جائز
جانتا ہے خواہ مجرور مقدم ہو یا نہو پس فراکے پاس ان زیدًا فی الدار
وعمرًا الحجرۃ جائز ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ اس قسم کا عطف کسی صورت
مین جائز نہین تاکید وہ تابع ہے جو ثابت کرتا ہے متبوع کی حالت
کو باعتبار اوسکے منسوب یا منسوب الیہ ہونیکے جیسے ضرب زید
زیدٌ وضرب ضرب زید یا اس اعتبار سے کہ وہ متبوع اپنی افراد کو شامل
ہے جیسے جاء نی القوم کُلُّھم تاکید کے دو قسم ہین لفظی و معنوی
تاکید لفظی وہ ہے کہ پہلے لفظ کو دوبارہ لائین حقیقۃً جیسے جاء
نی زیدٌ زیدٌ یا حکمًا جیسے ضربت انت وضربت انا اور یہہ تاکید
تمام الفاظ مین جاری ہوتی ہے اور تاکید معنوی چند لفظون سے
ہوا کرتی ہے اور وہ یہہ ہین نفسہ عینہ کلاھما۔ کُلُّہ اجمع۔
اکتع۔ ابتع۔ ابصع۔ انمین سے پہلے دو یعنے نفس و عین عام
ہین واحد تثنیہ جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتے ہین صرف

صیغہ اور ضمیر بدلتی جائیگی جیسے واحد مذکر کی تاکید مین جاء نی زید
نفسہ اور واحد مونث مین جاءت ھندٌ نفسھا اور تثنیہ مذکر و مونث
مین جاء نی رجلان انفسھما و جاءتنی امرا تان انفسھما اور
جمع مذکر مین جاء نی الرجال انفسھم اور جمع مونث مین جاءتنی
النساء انفسھن اور دوسرا یعنے لفظ کِلا تثنیہ کے لئے ہے
جیسے جاء نی الرجلان کلاھما و جاءتنی امرا تان کلتا ھُما
اور جو باقی ہین یعنے کُلّہٗ و اَجمَع و اکتَع و اَبتَع و ابصع وہ غیر تثنیہ
کے لئے ہین خواہ واحد ہو یا جمع مگر کلہٗ مین صرف ضمیر بدلتی
جائیگی جیسے قرأت الکتاب کُلّہٗ و قرأت الصحیفۃ کلھا
و اشتریت العبید کلھم و طلقت النساء کُلّھُنّ اور اجمع
اکتع ابتع ابصع مین صیغہ بدلتا جائیگا جیسے واحد مذکر مین اجمع اور
واحد مونث مین جمعاءُ اور جمع مذکر مین اجمعون اور جمع مونث مین
جمع اسی طرح اکتع کتعاءُ اکتعون کتع ابتع بتعاءُ ابتعون بتع ابصع
بصعاءُ ابصعون بصع اور کل و اجمع سے تاکید نہین لائی جاسکتی
مگر اوسی چیز کی جو اجزا والی ہو اور وہ اجزا باعتبار حس کے یا
حکماً باہم جدا ہو سکتے ہون جیسے اکرمت القوم کلھم و اشتریت
العبید کلہ بخلاف جاء زیدٌ کُلّہٗ کے کیونکہ صحیح نہین ہے کیونکہ زید
کے اجزا نہ حِسّاً نکلتے ہین نہ حکماً اور جسوقت ضمیر مرفوع متصل
کی تاکید نفس و عین سے لانا چاہین تو پہلے اوس کی تاکید ضمیر منفصل سے

لائی جائیگی اور پھر نفس و عین سے جیسے ضربت انت نفسک
واکتع وابتع وابصع تابع ہین اجمع کے پس انمین سے کوئی اجمع
سے پہلے نہین آسکتا اور انمین سے کسیکو بغیر اجمع کے ذکر کرنا
ضعیف ہے **بدل** وہ تابع ہے کہ جو چیز متبوع کے طرف
منسوب ہو اوس سے وہی تابع مقصود ہو نہ متبوع اوس کے چار
قسم ہین اول بدل کل دوم بدل بعض سوم بدل اشتمال چہارم
بدل غلط ؛ بدل کل وہ ہے کہ مدلول اسکا بعینہ اول کا مدلول ہو
یعنے دونو متحد ہون ذات مین اگرچہ مفہوم مین مختلف ہون جیسے
جاءنی زیدٌ اخوک بدل بعض وہ ہے کہ مدلول اس کا مبدل منہ
کا جز ہو جیسے ضربتُ زیدًا راسَہ۔ بدل اشتمال وہ ہے
کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایک ایسا تعلق ہو جو علاوہ ہو بدل
کل اور بدل بعض کے تعلق کے یعنے بدل و مبدل منہ مین سے کوئی
ایک دوسرے کو شامل ہو جیسے سُلِبَ زیدٌ ثوبُہٗ کہ اس مین بدل شامل
ہو گیا ہے مبدل منہ کو اور جیسے یسئلونک عن الشہر الحرام قتال
فیہ کہ اس مین مبدل منہ شامل ہوا ہے بدل کو۔ بدل غلط وہ ہے
کہ پہلے مبدل منہ کو غلطی سے بیان کرکے پھر ارادہ کرے بدل کا جیسے
جاءنی زیدٌ حمار اور بدل و مبدل منہ کبھی دونو معرفہ ہوتے ہین جیسے
ضُرِبَ زیدٌ اخوک اور کبھی دونو نکرہ جیسے جاءنی رجلٌ غلام
لک اور مختلف بھی ہوتے ہین یعنے مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ

جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ یا بدل معرفہ اور مبدل منہ
نکرہ ہو جیسے جاءنی رجلٌ غلام زیدٍ اور جس وقت بدل
نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ تو بدل کو کسی صفت سے موصوف کرنا
واجب ہے جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور کبھی بدل و
مبدل منہ دونو اسم ظاہر ہوتے ہین جیسے جاءنی زیدٌ اخوك
اور کبھی دونو ضمیر جیسے الزیدون لقیتھم ایّاھم اور کبھی مختلف
یعنے مبدل منہ اسم ظاہر اور بدل ضمیر جیسے اخوك رایت زیداً
ایاہ یا بدل اسم ظاہر اور مبدل منہ ضمیر جیسے اخوك رایتہٗ
زیداً اور اسم ظاہر ضمیر حاضر و متکلم سے بدل کل نہین ہوسکتا مگر
ضمیر غائب سے ہوسکتا ہے جیسے ضربتہٗ زیداً **عطف بیان**
وہ تابع ہے جو صفت نہو اور اپنی متبوع کی توضیح کرے جیسے اقسم
باللہ ابوحفص عمرؓ اور عطف بیان اور بدل کا باہمی فرق باعتبار لفظ کے
اس مثال ع انا ابن التارك البکری بشر سے ظاہر ہے کہ اگر
بشر کو البکری کا عطف بیان قرار دین تو صحیح ہے اور اگر بشر کو بدل
قرار دین بکری کا تو چونکہ بدل مبدل منہ کی جگہ مین آسکتا ہے اسلئے
یہہ عبارت ہوگی التارك بشر جو الضارب زید کے مانند ہے
اور الضارب زید ناجائز ہے تو یہہ بھی ناجائز ہے **مبنی**
وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا مرکب نہ ہو اور حکم اوسکا
یہہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اوس کی آخر کی حالت نہ بدلے اور

القاب اسکے ضمہ و فتحہ و کسرہ و وقف ہین اور مبنیات آٹھ ہین -
ضمائر - اسمائے اشارہ - اسمائے موصولہ - مرکبات - کنایات - اسماء
الافعال - اصوات - بعض ظروف - ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم یا حاضر
کے لئے وضع کیا گیا ہو یا ایسے غائب کے لئے جس کا ذکر پہلے ہو چکا
ہو خواہ لفظاً ہو یا معنیً یا حکماً جیسے ضرب زید غلامہ کہ اسمین
(ہ) کا مرجع حقیقتہً لفظ مین پہلے مذکور ہے اور ضرب غلامہ
زیدٌ کہ اس مین (ہ) کا مرجع زید تقدیراً پہلے مذکور ہے اور
اعدلوا ھو اقرب للتقوی کہ اسمین (ہو) کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا سے
سمجھہ مین آتا ہے اور معنی مقدم ہے اور انہ زید قائم مین (ہ)
کا مرجع زید قائم ہے جو بعد ہے مگر چونکہ مخاطب اور متکلم کے درمیان اسکا
ذکر پہلے ہی سے معین رہتا ہے اس لئے مرجع کو تقدم حاصل ہوتا ہے اسکو
تقدم حکمی کہتے ہین اور یہہ ضمیر شان و قصہ مین ہوا کرتا ہے - ضمیر کے دو
قسم ہین متصل - منفصل - منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل ہو
اور متصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل نہ ہو بلکہ محتاج ہو کسی اور
کلمہ کی اور ضمیر کے باعتبار اعراب کے تین قسم ہین - مرفوع - منصوب - مجرور
ضمیر مرفوع و منصوب مین سے ہر ایک کے دو قسم ہین متصل و منفصل یعنے
مرفوع متصل و مرفوع منفصل و منصوب متصل و منصوب منفصل اور ضمیر مجرور
کے صرف ایک ہی قسم ہے متصل یعنے مجرور متصل پس یہہ ضمیرین پانچ قسم کے
ہوئین اول یعنے ضمیر مرفوع متصل ضربت متکلم ماضی معروف و ضربت متکلم

ماضی مجہول سے لیکر ضُرِبْنَ و ضُرِبْنَ جمع مونث غائب ماضی معروف و مجہول
تک جیسے ضربت ضربا ضربت ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن
ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربتا ضربن دوم ضمیر مرفوع منفصل انا
سے ھُنَّ تک سوم منصوب متصل ضربنی سے ضربھُنَّ اور انی سے
اِیَّاھُنَّ تک چہارم منصوب منفصل ایایِ سے ایاھن تک پنجم مجرور
متصل غلامی سے غلامھُنَّ اور لی سے لَھُنَّ تک پس ضمیر مرفوع متصل
خاصۃً مستتر رہتی ہے ماضی کے دو صیغون مین واحد مذکر غائب و واحد
مونث غائب جیسے زید ضرب و ھند ضربت اور مضارع کے
صیغہ متکلم مین مطلقاً خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر یا مونث جیسے
اضرب و نضرب اور واحد مذکر حاضر اور واحد مذکر غائب اور واحد
مونث غائب مین جیسے تضرب و زید یضربُ و ھند تضرب
اور صفت کے صیغہ مین مطلقاً خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول صفت
مشبہ ہو یا افعل التفضیل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو یا مونث
جیسے زیدٌ ضارب و ھند ضاربۃ و الزیدان ضاربان و
الزیدون ضاربون و الھندان ضاربتان و الھندات
ضاربات اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہے مگر اوس صورت مین
کہ جہان ضمیر متصل کا لانا متعذر ہو اور اوس کے متعذر ہونے
کے کئے صورتین ہین یا تو ضمیر اپنے عامل سے پہلے لائی جائے
جیسے ایاک ضربت یا یہہ کہ ضمیر اور اوس کے عامل مین کسی غرض سے

فاصلہ آگیا ہو جیسے ما ضربك الا انا کہ اس مین تخصیص کے
غرض سے فاصلہ آیا ہے یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حذف کر دیا گیا ہو جیسے
ایاك والشرای اتق نفسك والشر یا یہہ کہ ضمیر کا عامل معنوی ہو
جیسے انا زیدٌ یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حرف ہو اور وہ ضمیر مرفوع
ہو جیسے ما انت قائما یا یہہ کہ ضمیر کے طرف ایک ایسی صفت
کی اسناد ہو کہ وہ صفت اصل مین جس کی ہے اوس پر جاری
نہ ہو بلکہ اوس کے غیر پر جاری ہو جیسے ھندٌ زیدٌ ضاربتہ
ھی کہ اس مین ضاربتہ جو صفت ہے اوس کی اسناد ہوئی ہے
ھی کے طرف جو ضمیر ہے اور وہ ایسی صفت ہے کہ زید پر جاری
ہوی ہے کیونکہ اوس کی خبر واقع ہوی ہے اور درحقیقت صفت
ہے ہند کی کیونکہ ضرب اوس سے قائم ہوا ہے جہان دو ضمیر جمع
ہون اور اون مین سے کوئی بھی مرفوع نہ ہو پس اگر ایک اعرف
ہو اور دوسری غیر اعراف اور اعرف کو غیر اعرف پر مقدم بھی کر دین
تو دوسری ضمیر مین اختیار ہے کہ اوس کو متصل لائین جیسے اعطیتکہ
یا منفصل لائین جیسے اعطیتك ایاہ اسیطح ضربیك وضربنی ایاك
اور اگر اون مین سے کوئی بھی اعرف نہ ہو یا یہہ کہ اعرف ہو مگر اوسکو
غیر اعرف پر مقدم نکرین تو دو نو صورتون مین دوسرے ضمیر کو منفصل
لانا واجب ہے جیسے اعطیتہ ایاہ و اعطیتہ ایاك اور افعال
ناقصہ کے خبر مین مذہب مختار یہہ ہے کہ ضمیر منفصل لائی جائے نہ متصل

جیسے کان زید قائمًا وکنت ایاہ اور اکثر استعمال مین لولا کے
بعد ضمیر منفصل آتی ہے جیسے لولا انت لولا انتما ولولا انتم ولولا انت
لولا انتما لولا انتن لولاھو لولاھما لولاھم لولاھی لولاھما
لولاھُنّ لولا انا لولا نحن اور بعد عسی کے بھی اکثر استعمال مین ضمیر
مرفوع متصل آتی ہے جیسے عسیت سے عسینا تک اور بعض لغات
مین لولاك وعساك آیا ہے اخفش کہتا ہے کہ لولا کے بعد جو کاف ہے
وہ ضمیر مجرور ہے جگہ مین ضمیر مرفوع کے آئی ہے اور ایک ضمیر دوسری
ضمیر کے جائے مین آسکتی ہے جیسے ما انا کانت اور سیبویہ کہتا ہے
کہ لولا اس مین حرف جر ہے اور کاف مجرور اپنے جائے مین آئی ہے
اور عساك مین اخفش کہتا ہے کہ کاف ضمیر منصوب ہے جو ضمیر مرفوع
کے جائے مین آئی ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ عسا یہان لعل پر حمل
کیا گیا ہے کیونکہ دونون کے معنے قریب قریب ہین - اور ماضی مین
نون وقایہ کا یائے متکلم کے ساتھہ ہونا ضروری ہے جیسے ضربنی
اور مضارع مین اوس وقت لازم ہے جبکہ وہ نون اعرابی سے خالی ہو
جیسے یضربنی اور نون اعرابی رہنے کی صورت مین اختیار ہے
خواہ مضارع مین نون وقایہ لائین یا نہ لائین جیسے یضربانی یا یضربنی
اور لدُن وحروف مشبہ بالفعل کے ساتھہ نون وقایہ کے لانے
مین اختیار ہے خواہ لائین یا نہ لائین اور لیت ومن وعن
قد وقط مین نون وقایہ لانا مختار ہے جیسے لیتنی ومنّی وعنّی و

قدنی وقطنی اور لعل لیت کا عکس ہے یعنے لعل مین نون وقایہ نہ لانا مختار ہے جیسے لعلی اور کبھی مبتدا اور خبر کے درمیان عامل سے پہلے ہو یا بعد ایک ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو مفرد وتثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث و تکلم وخطاب وغیبت مین مبتدا کے موافق ہوتی ہے اوس کو ضمیر فصل کہتے ہین کیونکہ وہ خبر کے صفت وخبر ہونیمین تمیز دلاتی ہے جیسے زید ھو القائم وکنت انت الرقیب اور شرط ضمیر فصل کی یہہ ہے کہ خبر معرفہ ہو یا یہہ کہ افعل التفضیل ہو جسکا استعمال من کے ساتھہ ہو جیسے کان زید ھو افضل من عمرو خلیل کے پاس ضمیر فصل کے لئے باعتبار اعراب کے کوئی درجہ نہین ہے کیونکہ وہ اس کو ایک حرف بصورت ضمیر جانتا ہے اور بعض عرب ضمیر فصل کو مبتدا بناتے ہین اور اوسکے مابعد کو اوس کی خبر اور کبھی جملہ کے پہلے ایک ضمیر غائب آتی ہے جس کو ضمیر شان وقصہ کہتے ہین اور وہ جملہ اوس ضمیر کے تفسیر کرتا ہے اور ضمیر شان منفصل اور متصل مستر یا بارز موافق عامل کے ہوتی ہے جیسے ھو زیدٌ قائمٌ مثال منفصل کے وکان زید قائم مثال ضمیر متصل مستر کی اور انّہٗ زید قائمٌ مثال متصل بارز کی اور ضمیر شان کو لفظ مین سے حذف کردینا اوس کی منصوب ہونے کے حالت مین ضعیف ہے جیسے اس شعر انّ من یدخل الکنیسۃ یومًا ۔ یلق فیھا جاذرًا و ظباءً امین انّ اصل مین انّہٗ تھا جس وقت ان مفتوحہ مخففہ کے ساتھہ مذکور ہو تو اوس وقت حذف کرنا لازم ہے جیسے اخر دعوٰھم ان الحمد للّٰہ

رب العالمین ہین اَنْ کے آخر سے (ہ) حذف ہوگیا اسم
اشارہ وہ اسم ہے جو کسی چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا
ہے وہ یہہ ہین ذا واحد مذکر کے واسطے اور تثنیہ مذکر کے لئے ذان حالت
رفع مین اور ذین حالت نصب وجر مین اور واحد مونث کے لئے تا
وذی وتی وتہ وذہ وتھی وذھی اور تثنیہ مونث کے لئے تان
حالت رفع مین اور تین حالت نصب وجر مین اور جمع مذکر ومونث کے
لئے اولاء یا اولا ممدود وقصر دونو کے ساتھہ اور ابتدا مین ان اسماء
اشارہ کے حرف تنبیہ آتا ہے جیسے ھذا وھذان وھاتا و
ھاتان وھولاء اور ان کے اخیر مین حروف خطاب ملتے ہین اور
وہ پانچ ہین کیونکہ تثنیہ مشترک ہے کَ ۔ کما ۔ کم ۔ کِ کنّ اور
جب ان پانچون حروف خطاب کو اُن پانچون اسمار اشارہ مین ملاتے
ویا تو پچیس ہوئے اس طرح سے کہ ذاک ذاکما ذاکم ذاکِ
ذاکنّ ۔ وذانك وذانكما وذانكم وذانك وذانكنّ علی ہذا القیاس
اور باقی بھی پس ذاكَ اوس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ واحد مذکر کے
طرف ہو اور خطاب بھی واحد مذکر کے طرف اور ذاكنّ اوس وقت
کہینگے کہ اشارہ واحد مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے
ہو اور ذانكَ اس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف
اور خطاب واحد مذکر سے ہو اور ذانكن اوس وقت کہینگے کہ
اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے اسیطرح باقی

سب اور ذا نزدیک کے چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے
اور ذلك دور کی چیز کے طرف اور ذاك اوس چیز کے طرف
اشارہ کرنے کے لئے ہے جو نہ دور ہو نہ نزدیک بلکہ متوسط ہو اور
تلك وذانك وتانك مشدد اور اولالك دور کی چیز کی طرف
اشارہ کرنے کے لئے مانند ذلك کے ہین اور ثم وهنا وهنا
ایک مکان کے طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہین اسم
موصول وہ اسم ہے جو جزء تام نہین بن سکتا مگر صلہ اور ایک ضمیر
سے جو راجع ہو اوس اسم کے طرف اور صلہ سے مراد یہہ ہے
کہ اسم موصول کے بعد ایک جملہ خبریہ مذکور ہو جس مین ایک ضمیر ہو
جو راجع ہو اوس اسم موصول کے طرف اور صلہ الف ولام کا اسم
فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے اسمائے موصولہ یہہ ہین الذی واحد
مذکر کے لئے اور التی واحد مونث کے لئے اور اللذان تثنیہ
مذکر اور اللتان تثنیہ مونث کے لئے حالت رفع مین الف کے
ساتھہ اور اللذین واللتین حالت نصب وجر مین یا کے ساتھہ اور
اولی جمع مذکر ومونث کے لئے اور اللذین جمع مذکر کے لئے
اور اللائی ہمزہ اور یا کے ساتھہ اور اللاء صرف ہمزہ کے ساتھہ اور
اللای صرف یاے مکسور یا ساکن کے ساتھہ اور اللاتی واللواتی
یہہ چارون جمع مونث کے لئے اور ما غیر ذی عقل
اور من ذی عقل کے لئے اور ای ایۃ جیسے اضرب ایهم

فی الدار ای الذی فی الدار و اضرب ایتھن فی الدار ای التی
فی الدار اور ذو قبیلہ بنی طی مین جیسے ؎ و بئری ذو حفرت
و ذو طویت ای التی حفرتھا و التی طویتھا اور ذا جو ما استفہامیہ
کے بعد واقع ہو جیسے ماذا صنعت ای ما الذی صنعت اور الف
و لام جیسے جاء الضارب زیدًا ای الذی ضرب اور صلہ مین جو اسم
موصول کے طرف پھر نیوالی ضمیر ہوتی ہے اگر وہ مفعول کے ضمیر ہو تو
اوس کو حذف کرنا جائز ہے جیسے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من
عبادہ و یقدر لہ ای لمن یشاءہ اور جس وقت الذی سے کسی
جزء جملہ کی خبر دینا چاہین تو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ ابتدا مین جملہ کے الذی
کو لائین اور مخبر عنہ کے جائے پر الذی کے طرف پھر نیوالی ضمیر رکھین
اور خود مخبر عنہ کو آخر مین جملہ کے لائین اور خبر قرار دین الذی کے
جیسے ضربت زیدًا مین جو زید ہے اگر اوس کی الذی سے خبر
دینا منظور ہو تو الذی کو اول لائین گے اور زید جو مخبر عنہ ہے اوسکے
جائے مین ایک ضمیر رکھین گے جو الذی کے طرف راجع ہو اور زید
کو جو دراصل مخبر عنہ ہے جملہ کے اخیر مین خبر بنا کر لائین گے اور یون
کہا جائیگا الذی ضربتہ زیدٌ اور اسیطرح الف لام بمعنے الذی سے
جملہ فعلیہ کے کسی جزء کی خبر دیسکتے ہین اور اس کو خصوصیت جملہ فعلیہ کے
ساتھہ اس لئے ہے کہ اگر اوس جملہ فعلیہ مین فعل معروف ہوگا تو اوس سے
اسم فاعل بن سکتا ہے اور اگر فعل مجہول ہوگا تو اوس سے اسم مفعول

بن سکتا ہے صورت اول مین الذی کا صلہ اسم فاعل ہوگا اور صورت
ثانی مین اسم مفعول بخلاف جملہ اسمیہ کے کہ اوس سے نہ اسم فاعل
نکل سکتا ہے نہ اسم مفعول تاکہ الذی کا صلہ بن سکے مثال اسم
فاعل کے الضارب ھو زید ضَرَبَ زیدٌ مین اور مثال اسم
مفعول کے المضروب ھو زید ضُرِبَ زیدٌ مین اور اخبار
بالذی مین تین چیزین جو ذکر ہوئے ہین یعنے اسم موصول کا اول
لانا اور مخبر عنہ کی جائے مین موصول کے طرف پھرنے والی ضمیر رکھنا
اور مخبر عنہ کو خبر بنا کر اخیر مین لانا اگر کسی مقام پر ان تینون مین
سے کوئی ایک بھی متعذر ہو تو وہان اخبار نہین ہو سکتا اسیوجہ سے
ضمیر شان مین اخبار بالذی ناجائز ہے کیونکہ اخبار بالذی مین الذی
کو پہلے لانا ضرور ہے اور ضمیر شان بھی ابتدا جملہ مین آیا کرتی ہے
پس ان دونون کا ایک جائے جمع ہونا ناممکن ہے اسیطرح موصوف
مین بغیر صفت کے اور صفت مین بغیر موصوف کے اخبار بالذی
ناممکن ہے کیونکہ صورت اول مین ضمیر کو موصوف ہونا پڑے گا اور
یہہ ناجائز ہے جیسے ضربت زیدا العاقل مین اگر صرف زید سے
جو موصوف ہے اخبار کرین تو ضمیر زید کی جانے مین واقع ہوگی
جو موصوف ہے یعنے الذی ضربتہ ھو العاقل زید اور
صورت ثانی مین ضمیر کو صفت ہونا پڑے گا اور یہہ بھی ناجائز
ہے جیسے ضربت زیدن العاقل مین اگر صرف العاقل سے

جو صفت ہے اخبار کرین تو ضمیر العاقل کی جگہ مین واقع ہوگی جو
صفت ہے یعنے الذی ضربتہ ھو زید العاقل ہان اگر موصوف
و صفت دونو سے اخبار ہو تو کوئی قباحت نہین ہے جیسے ضربت
زیدن العاقل مین الذی ضربتہ زیدن العاقل اسیطرح
اگر کسی مقام پر مصدر عامل ہو تو بغیر اوس کے معمول کے صرف مصدر
عامل سے اخبار نہین ہو سکتا کیونکہ اگر مثلاً عجبت من دق القصار
الثوب مین صرف دق سے اخبار کرین تو لازم یہہ آئیگا کہ جو ضمیر
دق کی جگہ رکھی گئی ہے وہ عامل ہو ثوب مین یعنے الذی عجبت
منہ القصار الثوب دق اور یہہ ناجائز ہے کیونکہ ضمیر عامل نہین
ہو سکتی ہان اگر مصدر عامل اور اوس کے معمول دونون سے
اخبار ہو تو جائز ہے جیسے الذی عجبت منہ دق القصار
الثوب اور اسیطرح حال سے بھی اخبار نہین ہو سکتا کیونکہ حال
ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ضمیر جو معرفہ ہوتی ہے وہ حال کی جگہ مین
جو نکرہ ہوا کرتا ہے کیسے آسکتی ہے پس جاء زید راکبا
مین الذی جاء ھو زید راکب نہین کہہ سکتے اسیطرح جو ضمیر
پر ضمیر الذی کے طرف راجع نہ ہو بلکہ کسی اور کلمہ کیطرف پھرتی
ہو وہان بھی اخبار نہین ہو سکتا جیسے زیدٌ ضربتہ مین اگر
ضمیر مفعول سے اخبار کرین اور یون کہین الذی زید ضربتہ
تو ضمیر یا الذی کیطرف پھری گی تو زید جو مبتدا ہے اوس کے

طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی یا زید کیطرف پھرے گی تو الذی جو
موصول ہے اوسکی طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی اور اسیطرح
اگر کوئی اسم ایک ایسے ضمیر پر شامل ہو جو راجع ہو غیر کلمہ الذی
کیطرف تو وہاں بھی اخبار نہین ہوسکتا پس زیدٌ ضربت غلامہ
مین غلامہ سے اخبار کرنا اور الذی زیدٌ ضربتُہ غلامہ
کھنا صحیح نہین ہے کیونکہ ضربتُہ کے (ہ) کی ضمیر اگر الذی کے
طرف راجع ہو تو زید جو مبتدا ہے اوس کے طرف پھرنے والی
ضمیر نرہی اور اگر زید کیطرف راجع ہو تو الذی کے طرف پھرنے
والی ضمیر نرہی **ما** اسمیہ کے کئے قسم ہین یا تو موصولہ ہوگا
جیسے عرفت ما اشتریتُہ یا موصوفہ ہوگا جیسے مررت
بما معجب لك ای شیء یُعجبُكَ یا استفہامیہ جیسے ما عندك
یا شرطیہ جیسے ما تصنع اصنع یا تامہ معنی مین شیء کے جیسے
فنعما ھی ای نعم شیئًا ھی یا صفت جیسے اضربہُ ضربًا ما ای
ضربًا ای ضرب کان اور **من** بھی ما کے مانند ہے مگر تامہ اور
صفت نہین ہوتا موصولہ جیسے اکرمتُ من جاءك استفہامیہ
جیسے من غلامك شرطیہ جیسے مَن تضرب اضرب موصوفہ
بمفرد جیسے شعر وکفٰی بنا فضلًا علٰی من غیرنا حب النبی
محمد ایانا + اسین من غیرنا معنی مین ہے شخص غیرنا کے یا موصوفہ
بجملہ جیسے من جاءك قد اکرمتہ اور **ای** جو مذکر کے لئے

۹۱ موصوفہ ہونے مین دو شرطین ہین ایک موصوف کا نکرہ ہونا دوسرے جملہ کا موصوف کے ساتھ متصل ہونا اور موصوفہ ہونے مین تین شرطین ہین ایک موصوف کا نکرہ ہونا دوسرے جملہ کا موصوف کے ساتھ متصل ہونا تی

ہے اور آیۃٌ جو مونث کے لئے ہے من کے مانند موصولہ و استفہامیہ
و شرطیہ و موصوفہ ہوتا ہے موصولہ جیسے اضرب ایّھم لقیت استفہامیہ
جیسے ایّھم اخوك شرطیہ جیسے ایّا ما تدعوا فلہ الاسماء
الحسنیٰ اور موصوفہ جیسے یا ایہا الرجل اور موصولات مین سے
صرف ایّ و ایّۃ معرب ہین مگر یہہ کہ جس وقت موصول ہو اور اسکے
صلہ کا ابتدائی حصّہ محذوف ہو تو وہ مبنی ہوجاتا ہے جیسے لننزعن
من کل شیعۃ ایّھم اشد علی الرحمن عتیا ای ایھم ھو اشد
وجہ مبنی ہونے کی یہہ ہے کہ صلہ کے سوائے دوسرے کسی امر کیطرف
محتاج ہونے کے سبب سے حرف سے زیادہ مشابہ ہوگا اور عرب جو ماذا
صنعت بولتے ہین اسکے دو صورتین ہین ایک تو یہہ کہ ماذا ما الذی
کے معنے مین ہو اوس وقت اوس کا جواب مرفوع ہوگا کہ خبر ہوگی
مبتدا محذوف کی جیسے الاکرام یعنی الذی صنعتہ الاکرام
تاکہ جواب جملہ اسمیہ ہونے مین سوال کے مطابق ہوجائے دوسرے
یہہ کہ ماذا ای شئی کے معنے مین ہو اوس وقت اسکا جواب منصوب
ہوگا کہ مفعول ہوگا فعل محذوف کا جیسے الاکرام یعنے صنعت الاکرام
تاکہ جواب جملہ فعلیہ ہونے مین سوال کے مطابق ہوجائے

اسماء الافعال

اسم فعل وہ اسم ہے جو معنی مین امر کے ہو
یا ماضی کے جیسے رویدزیدًا ای امھلہ و ھیھات ذاك
یعنے بعد ذاك اور ثلاثی مجرد کا اسم فعل امر کے معنی مین فعال کے

وزن پر قیاسی ہے جیسے نزال معنی ہین انزل کے تراک معنی ہین
اترک کے اور وہ اسم فعل جو فعال کے وزن پر ہو اور مصدر معرفہ
کے معنی ہین ہو جیسے فجار معنی ہین الفجور کے یا یہہ کہ صفت ہو کسی
مونث کی جیسے فساق معنی ہین یا فاسقۃ کے دونون صورتون
مین مبنی ہے کیونکہ معدول ہونے مین اور وزن مین مشابہ ہے
فعال بمعنی امر کے یعنے جیسا نزال معدول ہے انزل سے اسی
طرح فجار معدول ہے الفجور سے اور وزن مین ایک ہونا تو ظاہر
ہے اور جو صیغہ فعال کا علم ہو کسی ذات مونث کا جیسا قطام
وغلاب اہل حجاز کے پاس مبنی ہے اور بنی تمیم کے پاس معرب
مگر جس وقت اوس کے اخیر مین را ہو جیسے حضار و طمار تو اکثر
بنی تمیم بھی پڑہنے مین اہل حجاز کے موافق ہین اور بعضے بنی تمیم سب
کو معرب پڑہتے ہین خواہ کسرہ والے ہون یا بغیر را کے اصوات
صوت وہ لفظ ہے جس سے کسی چیز کی آواز نقل کی جاے جیسے
غاق کہ کوی کی آواز کی نقل ہے یا کسی جانور کو اوس سے آواز
دین جیسے نخ اونٹ بٹھلانے کے وقت بولتے ہین مرکبات
مرکب وہ اسم ہے جو ایسے دو کلمون سے مرکب ہوے جن مین
باہم کوی نسبت نہو پس اگر جز ثانی کسی حرف عطف وغیرہ پر مشتمل ہو
تو نون مبنی ہون کے جیسے حادی عشر اور اسکے اخوات کہ
حادی عشر مین عشر جو جز دوم ہے حرف عطف کو مشتمل ہے کیونکہ

دراصل حادی وعشر ہے مگر اثنا عشر مین دونو جز مبنی نہین ہین بلکہ جز دوم مبنی ہے اور جز اول معرب کیونکہ بوجہ مشابہت مضاف کے نون ساقط ہوگیا اور اگر دوسرا جز حرف عطف وغیرہ کو متضمن نہ ہو تو جز ثانی معرب رہیگا اور غیر منصرف اور جزء اول مبنی جیسے بعلبك ۔ جاء بعلبكُ ورات بعلبكَ ومررت ببعلبكَ **الکنایات** کنایہ کسی شئی معین کو ایک لفظ مبہم سے کسی غرض کے لئے ۔ بیانکرنا کم اور کذا اعدد سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے کم درھما اعطیت وصرفت درھما کذا اور کیت وذیت گفتگو سے کنایہ کرنے کے لئے ہین جیسے قلت لزید کیت وذیت کم کے دو قسم ہین ایک استفہامیہ دوسرا خبریہ کم استفہامیہ کا ممیز منصوب مفرد ہوتا ہے جیسے کم درھما عندك اور کم خبریہ کا ممیز مجرور ہوتا ہے کبھی مفرد کبھی جمع جیسے کم رجلٍ عندی وکم رجال عندی اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون کے ممیز پر مِنْ داخل ہوا کرتا ہے جیسے کم من رجل ضربت وکم من قریۃ اھلکناھا اور کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ ابتدائی کلام مین آیا کرتا ہے اور کم استفہامیہ وخبریہ دونون مرفوع بھی ہوتے ہین اور منصوب ومجرور بھی پس اگر کم کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور اوس فعل یا شبہ فعل مین کوئی ضمیر نہ ہو جسکے سبب وہ فعل یا شبہ فعل کم مین عمل کرنے سے باز رہے تو وہ کم منصوب پڑھا جائیگا اور اوس فعل کے عمل کے موافق معمول بنے گا یعنے تمیز واقع ہوگا جیسے کم رجلًا ضربت وکم ضربۃ ضربت وکم یوما سرت مثال کم استفہامیہ کے اور کم

غلامِ ملکت وکم ضربۃ ضربت وکم یوم سرت مثال کم خبریہ کی اور اگر
کم سے پہلے حرف جر ہو یا کوئی ایسا اسم ہو جو مضاف ہو کم کے طرف تو کم
مجرور ہوگا جیسے بکم درھما اشتریت وبکم رجلٍ مررت وغلامَ
کم رجلًا ضربت وعبدُ کم رجلٍ اشتریت اور اگر یہہ دونو مذکورہ صورتین
(منصوب ومجرور کی) نہ پائی جائین تو کم مرفوع ہوگا اگر ظرف نہ ہو تو مبتدا
بن جائیگا جیسے کم مالک اور اگر ظرف ہو تو خبر ہو جائیگا جیسے کم یوما سفرك
اور جیسا کم مین تین صورتین باعتبار مرفوع ومنصوب ومجرور ہونے کے نکلتی
ہین اسی طرح اسمار استفہام واسمار شرط مین بھی یہہ تینون صورتین جاری
ہوتی ہین جیسے مَنْ ضربت ومَا صنعت مثال اسمار استفہام
کی جو منصوب ہین ومن مررت وغلامَ من ضربت مثال اسمار
استفہام کی جو مجرور ہین ومن ضربتُہٗ وما صنعتُہٗ مثال اسمار
استفہام کی جو مرفوع ہین اور مَنْ تضرب اَضْرِبْ وما تصنع
اصنع مثال اسمائے شرط کی جو منصوب ہین ومن تمرر امرر وغلامَ من تضرب اضرب مثال اسمائے شرط کی جو مجرور ہین و
من یاتنی نھو مکرم وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ
عند اللہ مثال اسمار شرط کی جو مرفوع ہین اور کم عمۃٍ لك یا
جریرُ وخالۃ یعنے اوس مقام پر جہان کم استفہامیہ بھی ہوسکتا
ہو اور خبریہ بھی تین صورتین جائز ہین اول کم کو مبتدا بنا کر مرفوع
پڑہین دوم کم کو منصوب پڑہین باعتبار ظرفیت کے سوم کم کو منصوب

پڑھین باعتبار مصدریت کے یاد رہے کہ یہہ فرزدق کا شعر ہے
جس مین جریر کی ہجو کی ہے جسکا دوسرا مصرع یہہ ہے فدعا قد
حلبت علی عشاری یعنے اے جریر تیری کتنے پہپیان اور
خالہ ہین جن کے ہاتھ خدمت کرتے کرتے خمیدہ ہو گئے ہین جو میرے
پاس آکر میری دودہ والے اونٹنیون کا دودہ دوہا کرتے ہین اور
جہان کہین کم کے ممیز یعنے (تمیز) کے حذف ہونے پر قرینہ قایم
ہو وہان کم کے ممیز کا حذف کرنا جائز ہے جیسے کم مالك و کم ضربت
یعنے کم درھما مالك و کم ضربة ضربت ظروف بعض انمین
سے وہ ہین جو منقطوع الاضافت ہوتے ہین یعنے انکا مضاف الیہ
لفظ مین محذوف ہوتا ہے مگر نیت مین موجود رہتا ہے جیسے
قبل و بعد و فوق و تحت و قدام و خلف و وراء یہہ ضمہ
پر مبنی ہوتے ہین اور لاغیر و لیس غیر و حسب ظروف
مقطوع الاضافت کا حکم رکھتے ہین اور ظروف مبنی مین سے
ایک حیث ہے جو ظرف مکانی کے لئے ہے اور اکثر استعمال مین
جملہ کے طرف مضاف ہوا کرتا ہے جیسے المرء من حیث یبثت
لا من حیث ینبت ضمہ پر مبنی ہے مگر بعض وقت مفرد کے طرف
بھی مضاف ہوتا ہے جیسے اس مصرع مین اما تری حیث سہیل
طالعا۔ اور انمین سے اذا ہے جو زمانہ مستقبل کے لئے ہے
یعنے اگر ماضی پر بھی داخل ہو تو مستقبل کے معنے دیتا ہے جیسے

ایک اشکال یہ ہے کہ یہہ تینون
صورتین کم
کی تمیز (عشق)
مین جاری ہوئی
اول نصب کم
استفہامیہ کا
دوم جو کم خبریہ
بنا کر ان دونون
صورتون مین کم
محل رفع مین ہوگا
باعتبار مبتدا
ہونے کے اور
(فدعا الخ) خبر
ہوگی سوم رفع
بحذف خبر کم
ای کم مرۃ اور
اور اس ممیز
محذوف مین

اذا کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجودٌ اور اذا ہین شرط
کے معنے ہوتے ہین اس لئے اس کے بعد فعل کو ذکر کرنا مختار ہے
اور کبھی اذا مفاجات کے لئے آتا ہے اوس وقت اسکے بعد
ایک مبتدا کا ذکر کرنا لازم ہے جیسے خرجت فاذا السبع ای فاذا
السبع حاضر یا واقفٌ اور انمین سے ایک اِذ ہے جو زمانہ ماضی
کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد جملہ فعلیہ و اسمیہ دونو اسکتے ہین
ہین جیسے کان ذالک اِذْ زید قائمٌ یا اذ قام زید اور
انمین سے اَینَ و انّی ہین جو ظرف مکانی کے لئے ہین استفہام
کے معنی مین ہون یا شرط کے جیسے این زیدٌ و این تکن اکن و
انی زید و انی تجلس اجلس اور انمین سے متی ہے جو حالت
استفہام و شرط مین ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے متی
القتال و متی تخرج اخرج اور انمین سے ایان ہے بحالت استفہام
ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے ایّان یوم الدّین اور انمین
سے کیف ہے جو حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے
کیف حالک اور انمین سے ندو منذ ہین جو اول مدت کے معنے
مین آتے ہین اور ان کے بعد ایک اسم مفرد معرفہ ذکر ہوتا
ہے جیسے ما رائتہٗ مذ او منذ یوم الجمعۃ یعنے میرے
نہ دیکھنے کی زمانہ کی ابتدا جمعہ کا دن ہے اور کبھی یہہ دونون
تمام مدت کے معنی مین بھی آتے ہین پھر ان کے بعد مقصود بالعدد

بیان ہوتا ہے جیسے ما رایتہٗ مذ یومان یعنے میرے نہ دیکھنے
کے زمانے کی تمام مدت دو دن ہے اور کبھی ان دونون کے بعد مصدر
آتا ہے جیسے ماخرجت مذ ذھابك اور کبھی فعل جیسے ما
خرجت مذ ذھبت اور کبھی اَنْ مخففہ ہو یا مثقلہ جیسے ماخرجت
مذ انك ذاھبٌ او ماخرجت مذ ان ذھبت پس ان
دونون کے بعد لفظ زمان مقدر ہوتا ہے جو مضاف ہوتا ہے ان
تینون مین ہر ایک کے طرف جیسے ماخرجت مذ ان ذھبت
مین مذ زمان ذھبت اور مذو مند ترکیب مین مبتدا واقع
ہوتے ہین کیونکہ یہہ دونو معنے مین اول مدۃ یا جمیع مدت کے ہین اور
اسکا مابعد اس کی خبر بخلاف زجاج کے کہ اوس کے پاس مذو منذ
خبر مقدم ہین اور اس کے مابعد مبتدا موخر اور انمین سے لدی
و لَدُنْ ہین اور بعض لغات مین لَدُنِ و لدَنْ و لُدُنِ و لَدْ
و لَدُ و لُدْ بھی آئے ہین اور انمین سے قط ہے ماضی منفی
کے لئے جیسے ما رأیتُہٗ قطُّ اور عوض مضارع منفی کے لئے جیسے
لا ارا ہُ عوض اور جو ظروف کہ جملہ کیطرف مضاف ہون یا طرف
کے جو مضاف ہو جملہ کے طرف تو اون کو فتح پر مبنی کرنا جائز ہے
جیسے یوم ینفع الصادقین وصن خزی یومئذ اور اسیطرح
مثل وغیرجس وقت کہ ما و ان مخففہ و مثقلہ کے ساتھہ مذکور ہون
فتح پر مبنی کرنا جائز ہے جیسے قیامی مثل ما قام زید وقیامی

وقیامی مثل ان یقوم زیدٌ وقیامی مثل انک تقوم **المعرفۃ والنکرۃ** معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے مقرر ہو اوسکے چھہ قسمین ہین اول مضمرات دوم اعلام سوم مبہمات یعنے اسمائے اشارہ وموصول چہارم وہ اسم جو معرف باللام ہو پنجم وہ جو معرف بحرف ندا ہو ششم وہ اسم جو ان مذکورہ چیزون مین سے کسی ایک کے طرف باضافت معنوی مضاف ہو جیسے کتاب زید و فرس الرجل وغیرہ **علم** وہ اسم ہے جو شی معین کے لئے مقرر ہو اور اپنی غیر کو ایک وضع کے لحاظ سے شامل نہ ہو سب سے زیادہ اعرف ضمیر متکلم ہے پھر ضمیر حاضر نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے مقرر ہو **اسماء العدد** وہ الفاظ ہین جو اشیا کے احاد کی مقدار بتانے کے لئے مقرر ہین خواہ وہ آحاد منفرد ہو کر پائے جائین یا مجتمع ہون اصل اسمائے عدد بارہ ہین واحدٌ اثنان ثلثۃ۔ اربعۃ۔ خمسۃ۔ ستۃ۔ سبعۃ۔ ثمانیۃ تسعۃٌ۔ عشرۃٌ۔ مائۃ۔ الفٌ۔ ایک اور دو کے لئے مذکر ہین مذکر مونث ہین مونث چاہئے جیسے جاء واحدٌ اثنان وواحدۃٌ واثنتان یا ثنتان اور تین سے دس تک مذکر کے لئے مونث اور مونث کے لئے مذکر جیسے ثلثۃ رجال وثلث نسوۃ وعشرۃ رجال وعشر نسوۃٍ اور گیارہ وبارہ ہین مذکر کے لئے دونون جزو مذکر اور مونث کے لئے دونون جزو مونث جیسے احد عشر رجلًا واثنا عشر رجلًا واحدی عشرۃ امراۃً واثنتا عشرۃ

امراۃً اور تیرہ سے انیس تک مذکر کے لئے پہلا جزء مونث اور دوسرا
مذکر اور مونث کے لئے پہلا جزء مذکر اور دوسرا جزء مونث جیسے ثلثۃ عشر
رجلاً وتسعۃ عشر رجلاً وثلث عشرۃ امراۃ وتسع عشرۃ امراۃ
اور لفظ عشر جو تمت مرکب ہو کر مونث میں آئے تو بنی تمیم شین کو
عشرۃ کے کسرہ دیتے ہیں تاکہ چار فتحہ پے در پے جمع نہ ہو جائیں اور
اہل حجاز اس کو ساکن پڑھتے ہیں اور دہائیوں میں عشرون سے
لیکر تسعون تک مذکر و مونث میں کوئی فرق نہیں جیسے عشرون
رجلاً وامراۃ وتسعون رجلاً وامراۃ اور جب دہائیاں مرکب
ہوں تو ایکیس ۲۱ میں مذکر کے لئے پہلا جزء مذکر اور مونث کے لئے
پہلا جزء مونث جیسے احدٌ وعشرون رجلاً واحدیٰ وعشرون
امراۃ اور بائیس سے ننانوے تک عطف کے ساتھ موافق الفاظ
بالا کے ذکر کریں جیسے اثنان وعشرون رجلاً واثنتان وعشرون
امراۃ وثلثۃ وعشرون رجلاً وثلث وعشرون امراۃ و
تسعۃ وتسعون رجلاً وتسع وتسعون امراۃ اور مائۃ
والف ومائتان والفان مذکر اور مونث میں بلا فرق آتے ہیں
جیسے مائۃ رجلٍ وامراۃ ومائتا رجل وامراۃ والف رجل
وامراۃ والفا رجل وامراۃ اور جب اور ایکائیاں اس پر بڑھائی
جائیں تو اس کا حال عطف کیساتھ موافق پہلے صورت کی ہے اور دراصل
ثمانی عشرۃ میں یا کو فتح ہے اور اس کو ساکن کرنا جائز ہے جیسے

ثمانی عشرۃ اور یا کو گرا کر نون کو فتح دیکر ثمان عشرۃ پڑھنا
شاذ ہے بین سے دس تک تمیز مجرور ہوگی اور جمع خواہ وہ جمع
باعتبار لفظ کے ہو جیسے ثلثۃ رجال یا باعتبار معنی کے جیسے ثلثۃ
رھط مگر ثلاث مائۃ سے تسع مائۃ تک مائۃ صرف واحد ہیگا
نہ جمع اور قاعدہ یہہ چاہتا تھا کہ مئات یا مئین ہوتا اور گیارہ سے
تانوے تک تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے جیسے احد عشر رجلاً
وتسعۃ وتسعون غلاماً اور تمیز مائۃ والف اور ان دونوں
کے تثنیہ مائتان والفان اور الف کے جمع آلاف کی مجرور
مفرد ہوتی ہے اور جسوقت کہ معدود مونث ہو اور لفظ مذکر جیسے لفظ
شخص بولین اور اوس سے مراد لین مونث یا یہہ کہ معدود مذکر ہو اور
لفظ مونث جیسے لفظ نفس بولین اور مراد اوس سے مذکر لین تو عدد
بین دونو وجہ جائز ہین کہ مذکر لائین یا مونث جیسے لفظ شخص سے
مونث مراد لیکر باعتبار لفظ کے ثلثۃ اشخص اور باعتبار معنی کے
ثلث اشخص کہدین اور واحد و اثنین کو ذکر کرکے اوس کے بعد
پھر اوس کی تمیز نہین لائی جاتی کیونکہ لفظ تمیز کے ذکر کرنے کے
بعد واحد و اثنین کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین رہتی ہے
جیسے صرف جاء رجلٌ ورجلان کہدینا جو لفظ تمیز رہے مستغنی کردیتا
ہے جاء واحد رجل واثنا رجلین کے کہنے سے اس لئے کہ
لفظ تمیز مقصود بالعدد کو صاف بتلا دیتا ہے بعض وقت

سے کسی واحد کو ذکر کرتے ہین باعتبار تصییر کے (یعنے اس لحاظ سے
کہ وہ واحد عدد ناقص کے ساتھہ ملکر اوس کو عدد زاید کردے) جیسے
الثانی مذکر ہین والثانیۃ مونث ہین کہ یہہ ایک ایسا عدد مفرد ہے
کہ عدد واحد کے ساتھہ جو ناقص ہے ملکر اوس کو عدد زائد یعنے دو کردیا
اسیطرح العاشر مذکر ہین اور العاشرۃ مونث ہین پس ایسا مفرد دو سے
کم ہین اور دس سے زیادہ ہین نہین بن سکتا کیونکہ اوس سے اسم فاعل
کا مشتق ہونا دشوار ہے اور باعتبار حالت یعنے درجہ کے مذکر کے لئے الاول اور مونث کے
لئے الاولی کہا جائیگا اور اسیطرح مذکر ہین الثانی اور مونث ہین الثانیۃ
والعاشر والعاشرۃ والحادی عشر والحادیۃ عشرۃ والثانی
عشر والثانیۃ عشرۃ والتاسع عشر والتاسعۃ عشرۃ اور چونکہ
اعتبار تصییر و حالت ہین اختلاف ہے اس لئے اول ہین یعنے
باعتبار تصییر کے مفرد ہین ثالث اثنین باضافۃ الی الانقص کہینگے
یعنے ایسا مفرد جو دو کو تین کرنیوالا ہے مراد اوس سے تیسرا ہے
یہہ ماخوذ ہے ثلثتھما سے جس کے معنی ہین صیرت الاثنین ثلثۃ
یعنے کیا ہین نے دو کو تین اور دوسرے ہین یعنے باعتبار حالت کے
ثالث ثلثۃ کہینگے یعنے تین ہین کا ایک جو تیسرے درجہ ہین ہے
اور خاص باعتبار حالت کے حادی عشر احد عشر یعنے مرکب اول کو مضاف
کرکے طرف مرکب دوم کے یا حادی احد عشر مرکب اول کے جزء اخیر کو حذف
کرکے اسیطرح تاسع تسعۃ عشر یعنے مرکب اول

کا پہلا جزمعرب ہوگا باقی اور دوسرا خبر مبنی (مذکر و مونث)
مونث وہ اسم ہے جسمین علامت تانیث کی لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے
امراۃ و دار اور مذکر وہ اسم ہے کہ جس مین علامت تانیث کی نہ
لفظاً ہو نہ تقدیراً اور علامتین تانیث کی دو ہین اول تا دوم الف
مقصورہ جیسے جبلی یا ممدودہ جیسے صحراء اور مونث کے دو قسم ہین
حقیقی و لفظی مونث حقیقی وہ اسم ہے کہ جسکے مقابل مین جنس حیوان سے
کوئی مذکر ہو جیسے امراۃ مقابلہ مین رجل کے و ناقۃ مقابلہ مین جمل اور مونث لفظی اسکے
خلاف ہی یعنے اوسکے مقابلہ مین کوئی مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ و عین کہ پہلا مونث لفظی
حقیقتہً ہے اور دوسرا تقدیراً۔ اور جسوقت فعل کے اسناد مونث کے
طرف ہو اور دونون مین کوئی فاصلہ نہ ہو خواہ وہ مونث حقیقی ہو یا
لفظی اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہر حال مین فعل کو مونث لانا واجب ہے
جیسے جاءت ھندٌ و ھندٌ جاءت و انھدمت الدار و الدار
انھدمت اور مونث ظاہر غیر حقیقی مین اختیار ہے یعنے اگر فعل کی اسناد
مونث غیر حقیقی کے طرف ہو اور وہ اسم ظاہر ہو تو وہان اختیار ہے
کہ فعل کو مذکر لائین یا مونث جیسے طلع الشمس و طلعت الشمس اور
حکم اوس ظاہر جمع کا جو مذکر سالم نہ ہو مطلقاً حکم ظاہر غیر حقیقی کا ہے یعنے اگر
اسناد فعل کی ایسے جمع کے طرف ہو جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور وہ
جمع اسم ظاہر ہو تو اوسکا حکم مونث غیر حقیقی ظاہر کا سا ہے خواہ وہ
مونث کی جمع ہو یا مذکر کی جیسے جاء المومنات و جاءت المومنات

وجاء الرجال وجاءت الرجال اور ضمیر جمع عاقل کی جو جمع مذکر سالم
نہو (فعلت) و (فعلوا) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی ایسے
جمع مذکر عاقل کے طرف ہو جو جمع مذکر نہ ہو اور ضمیر ہو تو فعل
کو بصیغہ واحد مونث و جمع مذکر دونون طرح سے لا سکتے ہین جیسے
الرجال فعلت و الرجال فعلوا اور ضمیر النساء و الایام کی (فعلت
و فعلن) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی جمع مونث یا جمع مذکر غیر سالم
کے طرف ہو اور وہ دونون ضمیر ہون تو فعل کو بصیغہ واحد مونث
و جمع مونث دونون لا سکتے ہین جیسے النساء فعلت و فعلن و
الایام منصت و مضین (تثنیہ) وہ اسم ہے جس کے
مفرد کے اخیر مین الف یا یا ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسورہ تا دلالت
کرے اسبات پر کہ مفرد کے ساتھہ اوسی کے جنس سے اوس کے جیسا
ایک اور ہی جیسے جاء رجلان و راءت رجلین و مررت
برجلین اگر کسی مفرد کے اخیر مین الف مقصورہ ہو اور
وہ الف واو سے بدلا ہوا ہو اور وہ اسم ثلاثی ہو تو
وہ الف واو سے بدلجاتا ہے جیسے عصا سے
عصوان اور اگر وہ الف واو سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ یا سے
بدلا ہوا ہو جیسے رحیٰ سے رحیان یا یہہ کہ چار یا چار سے زیادہ حرف
رکھتا ہو جیسے حبلی و مصطفیٰ تو وہ یا سے بدلیگا جس اسم کے اخیر مین الف
ممدودہ ہو اگر اوسکا ہمزہ اصلی ہو تو حالت تثنیہ مین باقی رہتا ہے

جیسے قرّاء سے قرّاءان۔ اور اگر وہ ہمزہ تانیث کے لئے ہو تو واو
سے بدلجائیگا جیسے حمراء سے حمراوان۔ اور اگر وہ ہمزہ اصلی بھی نہ ہو اور
تانیث کے لئے بھی نہ ہو بلکہ الحاق کے لئے ہو یا واو یا یا ی اصلی سے
بدلا ہوا ہو تو اوس مین دونون صورتین جائز ہین کہ ہمزہ کو باقی رکھین
یا یہہ کہ واو سے بدلین جیسے عِلْباء سے علباءان وعلباوان
اور کساء سے کساءان وکساوان ورداء سے رداءان و
رداوان۔ اور نون تثنیہ کا بسبب اضافت کے حذف ہوجاتا
ہے جیسے مسلما مکة اور خصیة والیة مین سے حالت تثنیہ مین
تاء تانیث کو خلاف قیاس حذف کرکے خُصیان والیان کرلیا گیا اور
وجہ اوس کی یہہ ہے کہ یہہ شمار مین اگرچہ دو ہین مگر بسبب شدت اتصال
کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو نہین سکتا حکم مین مفرد کے ہوگئے
اور تاء تانیث جو آتی ہے تو اخیر مین آتی ہے نہ حشو مین جمع
وہ اسم ہے جو دلالت کرتا ہے مجموعہ پر چند آحاد کے جو اوس کے
مفرد کے حروف سے مقصود ہون صرف تھوڑا سا تغیر ہو پس تمر[۵۱]
ورکب موافق مذہب اصح کے جمع نہین ہین بلکہ تمر اسم جنس ہے
اور رکب اسم جمع فرق دونون مین یہہ ہے کہ اسم جنس واحد
وتثنیہ دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر
اور فُلْک یعنے وہ اسم کہ جسکے واحد وجمع کی صورت ایک ہی ہو
وہ جمع ہے اور جمع مین تغیر تقدیری ہے کہ جس وقت مفرد ہو تو اوسکا

[۵۱] ترجمہ مراد وہ لفظ ہے کہ جو مفرد کے ساتھ واحد پر اطلاق کیا جائے اور بغیر تاء تانیث کے واحد و کثیر پر اور رکب اسم جمع ہے ۱۲

ضمہ قفلٌ کا سا سمجھا جائیگا اور اگر جمع ہو تو اَسَدٌ کا سا جمع کے دو قسم ہین
صحیح۔ مکسر جمع صحیح کے پھر دو قسم ہین اگر مذکر کے جمع ہو تو جمع صحیح مذکر
اور مونث کی جمع ہو تو جمع صحیح مونث جمع صحیح مذکر وہ ہے جس کے
آخر ہین واؤ ماقبل مضموم حالت رفع ہین یا یای ماقبل مکسور حالت
نصب وجر ہین اور نون مفتوح ہوتا دلالت کرے اسبات پر کہ
اوس مفرد کے ساتھہ اوس کے جنس سے کئی فرد ہین پس اگر اسم
مفرد کے اخیر ہین یا ہو اور ماقبل اوسکا مکسور تو حالت جمع ہین وہ یا
حذف ہو جائیگی جیسے قاضی سے قاضُوْن۔ اور اگر کسی اسم مفرد کے
اخیر ہین الف مقصورہ ہو تو حالت جمع ہین محذوف ہو جاتا ہے اور
ماقبل اوسکا مفتوح رہتا ہے جیسے مصطفٰے سے مُصطَفَوْن جس اسم کی
جمع صحیح مذکر بنانا چاہین اوس کی شرط یہہ ہے کہ اگر وہ اسم ہو تو مذکر
ہو اور علم ہو ذی عقل کا جیسے زیدٌ سے زیدون اور اگر صفت
ہو تو اوس مین کئی شرطین ہین اوّل یہہ کہ مذکر عاقل ہو دوم ایسا
صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو افعل کے جسکا مونث فعلاءُ
کے وزن پر آتا ہو جیسے احمر حمراءُ کہ اوس کی جمع احمرون نہین
آتی۔ سوم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو فعلان کے
اور مونث اوسکا وزن پر فعلی کے آتا ہو جیسے سکران سکری
کہ اس کی جمع سکرانون نہین آتی۔ چہارم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو
جو صفت ترکیبی ہین مونث کے مساوی ہو یعنے ایسی صفت نہ ہو

ترکیب بین مذکر کی بھی صفت واقع ہو اور مونث کی بھی جیسے
جریحٌ وصبورٌ کہ یہہ مذکر مونث دونون کی صفت پڑتی ہے رجلٌ
جریحٌ وصبورٌ و امرأۃٌ جریحٌ وصبورٌ پس اس کی جمع جریحون
وصبورون نہین آئیگی۔ پنجم یہہ کہ اوس صفت کے اخیر مین
تائے تانیث نہو جیسے عَلّامۃ اور بہ سبب اضافت کے
جمع کا نون حذف ہو جاتا ہے جیسے مسلمو مکۃ اور سنۃ کی
جمع سنون اور ارض کی ارضون جو آئی ہے باوجود شرایط
مذکورہ نہ پائے جانے کے شاذ ہے جمع صحیح مونث وہ ہے جسکے
اخیر مین الف وتا ہو شرط اوسکی یہہ ہے کہ اگر واحد اسکا صفت
کا صیغہ ہو اور اوس کا کوئی مذکر بھی ہو تو اوس مذکر کے جمع واو
نون کے ساتھہ آتی ہو جیسے مسلمۃ کی جمع مسلمات کیونکہ
اسکے مذکر مسلمٌ کی جمع مسلمون ہے اگر اوس کا کوئی مذکر ہی نہو
تو وہ تانانیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض کہ چونکہ تا تانیث
اس مین نہین ہے اس لئے اس کی جمع حائضات نہین
آئیگی۔ اور اگر مونث صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اوسکی جمع بغیر
کسی قسم کے شرط کے الف وتا کے ساتھہ آئے گی جیسے
زینب سے زینبات و طلحۃ سے طلحات۔ جمع مکسر
وہ جمع ہے کہ جس مین اوس کی واحد کی بنا متغیر ہو جائے جیسے
رجل و فرس کی جمع رجال و افراس جمع قلت کے چار وزن

ل
وجمع جریحۃ
وصبورۃ تکسیر
۱۲۰۹

ہین اَفْعُلٌ جیسے فَلْسٌ سے اَفْلُسٌ۔ اَفْعَالٌ جیسے فرس سے
افراس اَفْعِلَةٌ جیسے رغیفٌ سے ارغفه فِعْلَةٌ جیسے غلام
سے غلمةٌ جمع صحیح خواہ مذکر ہو یا مونث اور جوان اوزان جمع
قلت کے سوائے ہین وہ سب جمع کثرت ہین

المصدر

وہ اسم ہے جو دلالت کرے حدث یعنی معنی قایم بالغیر پر اور فعل پر جاری
ہو یعنے فعل کی تاکید یا نوعیت یا عدیت بیان کرتا ہو جیسے جلست
جلوسًا وجِلسة وجَلسة۔ فعل ثلاثی مجرد کا مصدر سماعی ہے اور غیر ثلاثی مجرد
کا مصدر قیاسی مثلاً اَخْرَجَ سے اِخْراجٌ یعنے ماضی افعل کے
وزن پر ہو تو اوس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے اسیطرح
اِسْتَخْرَجَ سے اِسْتِخْراجٌ مصدر جس وقت کہ مفعول مطلق نہ ہو تو
اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے خواہ وہ فعل ماضی ہو جیسے اعجبنی اکرامُ
عمرٍو خالدًا غدًا او الان۔ اور مصدر کا معمول مصدر سے
پہلے آ نہین سکتا پس اعجبنی عمرًا اضربُ زیدٌ نہین کہسکتے
اور مصدر کا معمول مصدر بین مضمر نہین ہو سکتا اور مصدر کے
فاعل کو فاعلیت کے حیثیت سے ذکر کرنا لازم نہین ہے اور
اوس کو فاعل کے طرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے ولولا
دفعُ اللهِ الناس اور کبھی مصدر مفعول کے طرف بھی مضاف
ہوتا ہے جیسے ضربُ اللصِّ الجلادُ وضربُ یوم الجمعة
وضربُ التادیب اور مصدر کو معرف باللام رہنے کی حالت مین

۱۵ وہ جمع جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہو ۱۲

عمل دینا کم آیا ہے اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو عمل اوسکے فعل کو دیا جائیگا
جیسے ضربت ضربًا زیدًا اِین ضربت کو زید کا عامل قرار دینگے
نہ ضربًا کو اگر مصدر فعل سے بدل ہو یعنے فعل وجوبًا حذف ہوا ور مصدر
اوس کی جگہ مین آیا ہو تو وہان دو وجہ جائز ہین کہ فعل کو عمل دین یا مصدر
کو جیسے سقیًا له وشکرًا له وحمدًا له اِین سقیا وشکرًا
وحمدًا کو بھی عامل بنا سکتے ہین اور ان کے فعل محذوف سقیت
وشکرت وحمدت کو بھی (اسم الفاعل) اسم فاعل
وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اوس شخص کے لئے موضوع
ہو جس سے فعل قائم ہے اور معنی حدوث کے رکھتا ہو یعنے فعل کا
وجود و قیام اوسکے ساتھہ تجددی طور پر ہو اور کسی ایک زمانہ سے
مقترن ہو۔ فعل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ فاعل کے
وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے مضارع معروف کے وزن پر
اسطرح کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم رکھین اور ماقبل آخر کو کسرہ
دین جیسے یُدخِلُ سے مُدخِلٌ ویستغفر سے مستغفر اسم فاعل
اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے اوسکے دو شرط ہین اول یہہ کہ معنے مین حال
یا استقبال کے ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ غلامه عمرًا الان اوغدًا
دوم یہہ کہ اسم فاعل کا اعتماد ہو اپنے صاحب[۵] پر یعنے اسم فاعل کے پہلے
یا تو مبتدا ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوه یا اسم موصول ہو جیسے جاء
الضاربُ ابوه یا موصوف ہو جیسے جاء رجل ضارب ابوه

[۵] صاحب کردہ ہمارے کلام کا فاعل مقتضا ہو۔ ۱۲

یا ذوالحال ہو جیسے جاء زید راکبًا فرسہ یا اعتماد ہو ہمزہ استفہام
یا مای نافیہ پر یعنے بعد ہمزہ استفہام یا مای نافیہ کے واقع ہو جیسے
اقایمٌ زیدٌ وما قائم زیدٌ اور اگر اسم فاعل ماضی کے معنے مین
ہو تو اوس کو مفعول کیطرف باضافت معنوی مضاف کرنا واجب ہے
جیسے زیدٌ ضارب عمرو امس بخلاف کسائی کے کہ وہ کہتا ہے
مضاف کرنا واجب نہین پس اوسکے پاس زید ضارب عمرًا
امس صحیح ہو جائیگا - اگر اسم فاعل کا کوئی دوسرا معمول ہو سوائے
اوس معمول کے جسکے طرف وہ مضاف ہوا ہے تو وہان ایک فعل
مقدر سے اوس کو نصب دیا جائیگا جیسے زیدٌ معطی عمرٍو درہمًا
ای اعطاہ درہمًا - اور اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو جائے
تو سب برابر ہین یعنے زمانہ ماضی و حال و استقبال مین کوئی فرق نہین
ہے جیسے مررتُ بالضارب ابوہ زیدًا امس ومررت
بالضارب ابوہ زیدًا الآن اوغدًا اور اسم فاعل کے اوزان
جو مبالغہ کے لئے ہین جیسے ضرابٌ وضَرُوبٌ ومضرابٌ وعلیم
وحَذِرٌ وغیرہ عمل کرنے مین اسم فاعل کے مانند ہین اور جو شرطین
اوپر ہین اسمین بھی ہین جیسے زید ضراب ابوہ عمرًا الآن
اوغدًا ومررت بزیدٍ الضراب عمرًا الآن اوغدًا
اوامس اور اسم فاعل کا تثنیہ وجمع عمل کرنے مین اسم فاعل
مفرد کے مانند ہے اور تثنیہ وجمع جسوقت اپنی معمول کو مفعول

(۵) درہمًا مفعول ہوا ہے (اعطی) فعل مقدر کیونکہ جب (معطی عمرو) کہا گیا تو سوال کیا گیا ما اعطاہ اوس کے جواب مین درہمًا کہا گیا یعنے اعطاہ درہمًا - ۱۲

بنا کر نصب دین اور دو تثنیہ و جمع معرف باللام بھی ہون تو اوس
صورت مین تثنیہ و جمع کے نون کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے جیسے
المقیمی الصلوٰۃ (اسم المفعول) وہ اسم ہے جو فعل
سے مشتق ہو اور موضوع ہو اوس ذات پر دلالت کرنے کے
لئے جس پر فعل واقع ہو فعل ثلاثی مجرد سے اوسکا صیغہ مفعول کے
وزن پر آتا ہے جیسے مضروبٌ اور نیز ثلاثی مجرد سے اسم فاعل
کے وزن پر آتا ہے میم تو مضموم رہیگی مگر ماقبل آخر مفتوح ہوگا جیسے
مستخرج اور عمل کرنے مین اور شروط عمل مین اسکا حال اسم فاعل کا
سا ہے پس جب معرف باللام ہو تو بمعنی ماضی بھی عمل کرے گا اور رفع
دیگا قایم مقام فاعل کو اور اگر کوئی دوسرا مفعول ہو تو وہ اپنی نصب
پر باقی رہیگا جیسے زید معطی غلامُہ درھماً الآن او غداً
او المعطی غلامہ درھماً الآن او غداً او امس (الصفۃ
المشبّہ) وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو اوس شخص کے
لئے جس سے وہ قائم ہو باعتبار معنی ثبوتی اور سماعی طور سے صفت
مشبہ کا صیغہ اسم فاعل کے صیغہ کے مخالف ہوتا ہے مثلاً حسنٌ و
صعبٌ و شدیدٌ اور مطلقاً یعنے بغیر کسی زمانہ کے شرط کے
اپنی فعل کا سا عمل کرتا ہے اور اوس کے صورتون کے تقسیم یہہ
ہے کہ صفت یا تو معرف باللام ہوگی یا لام تعریف سے خالی ہوگی اور
ان دونو صورتون مین اوسکا معمول یا تو مضاف ہوگا یا معرف

بالام یا خالی ہوگا لام تعریف اور اضافت دونون سے پس یہہ تو
چہہ قسم ہوئے اور ان چہہون قسمون مین سے ہر ایک مین معمول یا تو مرفوع
ہوگا یا منصوب یا مجرور تو سب ملکر اٹھارہ ہوئے پس معمول کو رفع فاعلیت
کے لحاظ سے ہوگا اور نصب درصورت معرفہ ہونے کے مشابہت بمفعول
کے اعتبار سے اور درصورت نکرہ ہونے کے باعتبار تمیز کے اور جر بوجہ
اضافت کے تفصیل ان اٹھارہ اقسام کی یہہ ہے حسن وجہہٗ مین تین
صورتین اول حسنٌ وجہُہٗ دوم حسنٌ وجہَہٗ سوم حسنُ وجہِہٖ اسیطرح
(حسنُ الوجہِہٖ) مین حسنُ الوجہُہٗ وحسنُ الوجہَہٗ وحسنُ الوجہِہٖ (حسن
وجہٌ) مین حسنٌ وجہٌ وحسنٌ وجہًا وحسنٌ وجہٍ اور (الحسنُ وجہہ)
مین الحسنُ وجہُہٗ والحسنُ وجہَہٗ والحسنُ وجہِہٖ اور (الحسنُ
الوجہِہٖ) مین الحسنُ الوجہُہٗ والحسنُ الوجہَہٗ والحسنُ الوجہِہٖ۔ اور
(الحسن وجہٌ) مین الحسنُ وجہٌ والحسن وجہًا والحسن وجہٍ انمین
سے دو صورتین ناجائز ہین اول یہہ کہ صفت معرف باللام ہو اور
مضاف ہو اپنی معمول کے طرف اور وہ معمول مضاف ہو ضمیر موصوف
کے طرف جیسے الحسن وجہِہٖ کہ اس مین اضافت لفظی ہے اور فائدہ
اضافت لفظی کا یعنے تخفیف لفظی حاصل نہین ہے دوم یہہ کہ صفت معرف
باللام ہو اور مضاف ہو اپنی معمول کے طرف جو خالی ہو لام تعریف سے
جیسے الحسنُ وجہٍ کہ اسمین اگرچہ الحسن کی اضافت جو وجہ کے طرف
ہوئی ہے اسمین تخفیف لفظی ہے کہ ضمیر حذف ہو کر صفت مین مستتر ہوگئی

مگر چونکہ معرفہ نکرہ کے طرف مضاف ہوا ہے اس لئے صورتین مشابہ ہے
معمول[۵۱] من الاضافۃ کے عکس سے اور جس صورت مین کہ صفت لام
تعریف سے خالی ہو اور مضاف ہوا پنے معمول کے طرف جو مضاف ہو
ضمیر موصوف کے طرف جیسے حسن وجہہٖ اس مین اختلاف ہے سیبویہ
اور تمام بصریین اس کو ضرورت شعری مین بکراہیت جائز رکھتے ہین
کیونکہ وہ کہتے ہین کہ مقصود اضافت سے تخفیف لفظی ہے پس تخفیف
ہو بھی تو ایسی ہو جسقدر اوس کلمہ مین ممکن ہو اور تھوڑی سی تخفیف یعنے
(حذف تنوین) پر کفایت کرنا باوجود زیادہ تخفیف (یعنے ضمیر حذف
کرکے صفت مین مستتر کردینا) ممکن ہونے کے قبیح ہے اور کوفیین
اس کو غیر شعر مین بلاکراہیت جائز رکھتے ہین اس دلیل سے کہ تنوین کے
حذف ہونے سے فی الجملہ تخفیف حاصل ہوگئی اور یہہ کافی ہے اور
باقی صورتون مین سے جسمین ایک ہی ضمیر ہو خواہ صفت مین ہو یا
معمول مین وہ احسن ہے[۵۲] جیسے الحسن الوجہَ بنصب معمول
والحسن الوجہِ بجر معمول وحسن الوجہَ بنصب معمول وحسن الوجہِ بجر معمول والحسنُ وجہًا
وحسنٌ وجہًا وحسن الوجہِ بجر معمول والحسنُ وجہُہٗ وحسن وجہُہٗ برفع
معمول اور جس مین دو ضمیر ہون ایک صفت مین اور دوسرے
معمول مین وہ حسن ہے[۵۳] جیسے حسنٌ وجہَہٗ والحسنُ وجہَہٗ بنصب
معمول اور جس مین کوئی بھی ضمیر نہ ہو وہ قبیح ہے جیسے[۵۴] الحسن الوجہُ
وحسن الوجہُ والحسن وجہٌ وحسنٌ وجہٌ برفع معمول اور جسوقت

صفت مشبہ کے معمول کو رفع دیا جائے تو پھر صفت مین کوئی ضمیر نہین رہیگی[۱]
پس حال صفت کا فعل کا سا ہے یعنے فعل جسطرح فاعل ظاہر کے تثنیہ و جمع ہونے
سے تثنیہ و جمع نہین ہوسکتا اوسیطرح صفت مشبہ بھی اپنی معمول کے
تثنیہ و جمع ہونے سے تثنیہ و جمع نہین ہوسکتا اور اگر صفت کے
معمول کو رفع نہ ہو بلکہ نصب و جر ہو تو صفت مین اک ضمیر موصوف
کی رہیگی پس صفت مونث آئیگی جس وقت کہ موصوف اوسکا
مونث ہو جیسے ھند حسنۃ وجھا یا حسنۃ وجھا اور
جب موصوف تثنیہ ہو تو صفت بھی تثنیہ ہوگی جیسے الزیدان
حسنا وجھا وحسنان وجھا اور جب موصوف جمع ہو تو صفت
بھی جمع ہوگی جیسے الزیدون حسنو وجھا وحسنون وجھا
اور وہ اسم فاعل و اسم مفعول جو متعدی نہ ہون اونکا حال
ان اٹھارہ صورتون مین صفت مشبہ کا سا ہے[۲] مثلاً زیدٌ قائمٌ
الابُ وزیدٌ قائمٌ الابَ وزیدٌ قائمُ الابِ اسیطرح
زید مضروبٌ الابُ وزید مضروبٌ الابَ وزید
مضروبُ الابِ (اسم تفضیل) وہ اسم ہے
جو فعل سے مشتق ہو ایک ایسے موصوف کے لئے جو اصل فعل مین
اپنی غیر سے زیادہ ہو اور وہ اسم تفضیل مذکر کے لئے اَفعَلُ اور
مونث کے لئے فُعلیٰ ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ فعل ثلاثی مجرد سے
بنایا جائے تاکہ افعل وفعلیٰ کے وزن پر بن سکے اور وہ

[۱] کیونکہ معمول صفت کا اوسکا فاعل ہے پس اگر اوس مین ضمیر نہو تو فقدو فاعل کا لازم آتا ہے ۱۲

[۲] یعنے اسم فاعل و مفعول غیر متعدی فاعل و مفعول مانند اسم فاعل و مفعول متعدی کے رفع بھی رکھتے ہین اور نصب بھی اور مضاف الیہ بھی ہوسکتے ہین ۱۲

وہ ثلاثی مجرد رنگ اور عیب ظاہری کے معنے نہ رکھتا ہو کیونکہ لون و عیب
کے معنی مین جو افعل ایا کرتا ہے وہ غیر اسم تفضیل کے لئے ہوتا ہے اگر
اسم تفضیل کے لئے ہو تو دونون مین التباس ہوجائیگا جیسے زید
افضل الناس اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانا چاہین تو لفظ
اشد یا اکثر وغیرہ اوسکے ساتھہ ملادین جیسے زید اشد شجاعا
وبیاضا وعمی من عمرو۔ اور قاعدہ یہہ ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے
معنے مین ہو اور کبھی مفعول کے معنے مین بھی آتا ہے جیسے اعذر
زیادہ معذور (الوم) زیادہ ملامت کیا ہوا (اشغل) زیادہ
مشغول (اشہر) زیادہ مشہور۔ اسم تفضیل تین طریقون مین سے کسی
ایک طریقہ پر مستعمل ہوتا ہے یا تو مضاف ہوتا ہے جیسے زید
افضل الناس یا مِن کے ساتھہ جیسے زید افضل من عمرو
یا معرف باللام جیسے زید الافضل پس ان تینون طریقون
مین سے دو کو ایک حالت مین جمع کرنا جائز نہ ہے جیسے زید الافضل
من عمرو۔ ہان اگر مفضل علیہ معلوم ہو تو بغیر ان تینون طریقون
کے بھی آسکتا ہے جیسے اللہ اکبر۔ اسم تفضیل کو جسوقت مضاف
کرتے ہین تو اوسکے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ زیادتی مقصود ہو
اوس پر جسکے طرف اسم تفضیل مضاف ہو اور اسی معنی مین اسم تفضیل
اکثر آتا ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ موصوف ایک جزو ہو مضاف
الیہ کا اور اسمین داخل ہو اور مفہوم عام مین اوسکے ساتھہ شریک ہو

جیسے زید افضل الناس پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اخوتہ کی اضافت حضرت یوسف کے طرف ہونے
کے سبب سے یوسف اپنے بھائیون سے خارج ہین اور اگر داخل کیا جاے
تو یہہ معنے ہونگے کہ یوسف اپنے اخوت مین جو ایک مفہوم عام ہے شریک
ہین جس سے لازم آتا ہے کہ یوسف خود اپنے آپ بھائی ہون پس اپنے
بھائیون مین داخل نہوے اور شرط یہہ ہے کہ موصوف اپنے مضاف
الیہ مین داخل ہو۔ دوسرے معنی اسم تفضیل کے یہہ ہین کہ مطلق زیادتی بغیر
تخصیص مضاف الیہ کے مقصود ہو اور اضافت اسم تفضیل کی مضاف الیہ کے
طرف توضیح کے لئے ہو پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا صحیح ہو جائیگا۔ اور اسم تفضیل مضاف کی پہلے قسم مین اسم تفضیل کو دو
طرح سے ذکر کرسکتے ہین اول یہہ کہ اوس کو مفرد لائین خواہ اوسکا موصوف
تثنیہ ہو یا جمع اسیطرح مذکر لائین اگرچہ موصوف مونث ہو جیسے زید
او الزیدان او الزیدون او ھند والھندان او الھندات افضل
الناس دوم یہہ کہ اوس کو موصوف کے مطابق لائین جیسے الزیدان
افضلا الناس والزیدون افضلوھم وھند فضلی النساء والھندان
فضلیاھن والھندات فضلیات ھن اور اسم تفضیل مضاف کی دوسرے
قسم اور اسم تفضیل معرف باللام مین اسم تفضیل کا موصوف کے مطابق ہونا
ضروری ہے اور وہ اسم تفضیل جسکا استعمال (من) کے ساتھہ ہو اوسکو
ہر حالت مین مفرد مذکر ہی لانا چاہیے۔ اسم تفضیل اسم ظاہر مین عمل کرکے

اوس کو اپنا فاعل بنا کر رفع نہین دیسکتا مگر ایک صورت مین وہ یہہ ہے
کہ اسم تفضیل لفظ کے لحاظ سے کسی شئے کی صفت ہو اور معنی کے لحاظ
سے ایک ایسے سبب کی صفت ہو جو مشترک ہو اوس شئے مین اور اوسکے
غیر مین اور وہ مسبب موافق پہلے اعتبار کے مفضل ہو اور موافق اعتبار
غیر اول کے مفضل علیہ اور وہ اسم تفضیل منفی ہو جیسے ما رأیت رجلاً احسن
فی عینہ الکحل منہ فی عین زیدٍ مین احسن جو اسم تفضیل ہے باعتبار
لفظ کے رجلا کی صفت ہی اور معنی کے لحاظ سے صفت ہے کحل کی اور کحل
مسبب ہے اور مشترک ہے عین رجل و عین زید مین اور عین رجل کے اعتبار
سے مفضل ہے اور عین زید کے لحاظ سے مفضل علیہ اسم تفضیل کے منفی ہونے
کی شرط اس لئے ہے کہ وہ منفی ہونے کی حالت مین معنے مین فعل کے
ہو جاتا ہے اور فعل کا سا عمل کرتا ہے اسی لئے اس مثال مین احسن بمعنے
حسن کے ہے وجہ اس کی یہہ ہے کہ جس وقت اسم تفضیل پر نفی آتی ہے
تو وہ اسم تفضیل کے قید یعنے معنی زیادت کیطرف متوجہ ہوتی ہے پس
نکل آیا کہ کحل عین رجل کحل عین زید سے زائد نہین ہے یا تو اوسکے مساوی
ہوگا یا اوس سے کم اور چونکہ مقام مدح کا ہے اس لئے مساوات نہی
اور یہہ معنی حاصل ہوئے کہ ہر ایک کے آنکھہ مین سرمہ خوبصورت ہو گیا
ہے مگر زید کے آنکھہ سے کم۔ دوسرا سبب احسن کے عمل کرنے کا کحل مین
یہہ ہے کہ اگر احسن کو کحل کا عامل نہ بنائین بلکہ احسن کو خبر بنا کر رفع دین
اور کحل کو مبتدا بنا کر رفع دین تو احسن جو اسم تفضیل ہے اور منہ فی عین

زید جو اوسکا معمول ہے ان دونون مین ایک اجنبی چیز یعنے (کحل)
کا فاصلہ آجائیگا جو نا جائز ہے اور اسی مثال سے منہ کی ضمیر اور نی
حذف کرکے اوس کی جگہ پر من عین زید رکھکر ما رایت رجلا
احسن فی عینہ الکحل من عین زید بھی کہسکتے ہین اور لفظ
عین کو جس مین کحل مفضل علیہ ہے اسم تفضیل پر مقدم کرکے ما رایت
لعین زید احسن فیھا الکحل کہنا بھی صحیح ہے۔ جسطرح سے کہ اس
شعر مین آیا ہے ؎ مررت علی وادی السباع ولا ادی کوادی
السباع حین یظلم وادیا۔ اقل بہ رکب اتوہ تائبۃ۔
واخوف الا ما وقی اللہ سار یا۔ گویا اصل اس کی یہ ہے۔
لا ادی وادیا اقل بہ رکب منھم فی وادی السباع۔ وادی
السباع کو اسم تفضیل پر جو اقل ہے مقدم کیا معنی اسکا یہہ ہے میرا گزر
وادی سباع پر سے ہوا بحالیکہ نہین دیکھتا ہون مانند وادی سباع کے
شب تاریک مین کوئی ایسی وادی جہان سوار کم ٹھہرتے ہون اور خوفناک
ہون ہر وقت مین مگر وقت بچانے خدائے تعالی کے (الفعل
فعل وہ کلمہ ہے جو اپنی معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور تین زمانون مین
سے کسی ایک زمانہ سے مقترن ہو اور فعل کے خواص مین سے ہے
داخل ہونا۔ قد اور سین وسوف اور جوازم کا اور تا تانیث
ساکنہ وضمیر متصل بارز مرفوع متحرک کا آخر مین آنا جیسے فعلت وفعلتُ
کی (ت) (ماضی) وہ فعل ہے جو زمانہ حاضر کے پہلے کے زمانہ پر دلالت کرے

اور جسوقت ماضی مین ضمیر مرفوع متحرک[۱] اور داو نہ ہو تو وہ فتحہ پر مبنی رہتی ہے
(مضارع) وہ فعل ہے جسکے اول مین حروف نائیت مین سے کوئی ایک حرف
بڑہنے سے اسم کے مشابہ ہو اور یہہ مشابہت یا تو زمانہ حال و استقبال مین
مشترک ہونے کے لحاظ سے ہے جیسے کہ اسم مشترک ہوتا ہے متعدد معانی مین
مثلاً لفظ عین ذہب و دکبہ وغیرہ کے لئے یا بسبب خاص ہو جانے فعل
مضارع کے استقبال کے ساتہہ سین و سوف بڑہانے کے سبب سے
جیسا کہ اسم خاص ہو جاتا ہے بہت ساری معانی مین سے کسی ایک معنی کے ساتہہ بسبب
قرینہ کے پس ہمزہ تو واحد متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مونث جیسے
اَضْرِبُ اور نون جمع متکلم کے لئے جیسے نَضْرِبُ اور ت مخاطب اور ولد
مونث غائب اور تثنیہ مونث غائب کے لئے ہے اور یا غائب کے لئے
ہے سوائے اون دو صیغون کے (یعنے واحد مونث و تثنیہ مونث غائب کے
اور حروف مضارع مضموم ہوتے ہین رباعی مین یعنے ماضی جسوقت چار حرفی ہو
خواہ چارون اصلی ہون جیسے یُدَحْرِجُ یا اصلی نہ ہون جیسے یُکْرِمُ
اور غیر رباعی مین مفتوح اور افعال مین سے سوائے فعل مضارع کے کوئی
اور فعل معرب نہین ہے مگر وہ بھی دو شرطون کے ساتہہ ایک تو یہہ کہ نون
تاکید یعنے نون ثقیلہ و خفیفہ اوس مین نہ ہو اور دوسرے یہہ کہ نون
جمع مونث سے نہ ہو اعراب مضارع کے تین ہین رفع۔ نصب۔ جزم مضارع
جسوقت صحیح ہو یعنے اوسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو اور اوس ضمیر بارز
مرفوع متصل سے خالی[۲] ہو جو تثنیہ و جمع و واحد مونث حاضر مین ہوا کرتی ہے

تو حالت رفع مین ضمہ لفظی اور حالت نصب مین فتحہ لفظی اور حالت جزم
مین سکون ہوتا ہے جیسے یضربُ ولن یضربَ ولم یضربْ اور جو مضارع
کہ ضمیر بارز مرفوع سے متصل ہو اوسکا اعراب حالت رفع مین نون سے
ہوتا ہے اور حالت نصب وجزم مین نون محذوف ہوجاتی ہے جیسے
یضربان وتضربان ویضربون وتضربون وتضربین ولن یضربا ولن تضربا
ولن یضربوا ولن تضربوا ولن تضربی ولم یضربا ولم تضربا ولم یضربوا
ولم تضربوا ولم تضربی اور جس مضارع کے اخیر مین حرف واو ہو یا یا
حالت رفع مین ضمہ مقدر رہتا ہے اور حالت نصب مین فتحہ لفظی اور حالت
جزم مین واو یا حذف ہوجاتے ہین جیسے یدعُو ولن یدعُوَ ولم یدعُ
ویرمی ولن یرمیَ ولم یرمِ اور جس مضارع کے اخیر مین الف ہو حالت رفع
ونصب مین ضمہ وفتحہ مقدر رہتا ہے اور حالت جزم مین الف حذف ہوجاتا
ہے جیسے یخشی ولن یخشیَ ولم یخشَ مضارع جسوقت عامل ناصب وجازم
سے خالی ہو تو مرفوع رہتا ہے جیسے یقوم زیدٌ اور مضارع منصوب ہوتا
ہے اَنْ ولَنْ واِذَنْ وکَیْ اور اوس (اَنْ) ہی جو بعد حتّٰی ولام کَیْ ولام
جحود اور فِ اور واو اور اَوْ کے مقدر ہو (اَنْ) جیسے اریدُ ان تحسن
الیّ۔ مثال ہے حالت نصب مین فتحہ کے آنے کی وان تصوموا خیرٌ
لکم مثال ہے حالت نصب مین جمع سے نون گرنیکی اور جو اَنْ کہ بعد علم
کے واقع ہو وہ اَنْ مخففہ ہے جو ان مشقلہ سے تخفیف کرلیا گیا ہے اور فعل مضارع
کو نصب دینے والا اَنْ نہین ہے جیسے علمت ان سیقومُ وَاَنْ

لا یقوم اور جو اُن کے بعد ظن کے واقع ہو اوس مین دونون وجہ جائز
ہین کہ اس کو مخففہ ٹھہراکر مضارع کو ضمہ دین یا مثقلہ بناکر نصب دین جیسے
ظننت ان یقومُ (لن) جیسے لَنْ اَبْرَحَ معنے اس کے نفی مستقبل کے
ہین (اذن) مضارع کو اوس وقت نصب دیگا جو وقت کہ اسکا مابعد
اسکے ماقبل پر اعتماد نکرے یعنے اسکا مابعد اسکے ماقبل کا معمول نہ ہو اور وہ
فعل جو اس کے بعد مذکور ہو وہ مستقبل ہو جیسے اذن تدخل الجنۃ
کہنا اوس شخص سے جو اسلمتُ کہے اور اَذن جو وقت کہ بعد واو
وقف کے واقع ہو تو وہان دونون وجہ جائز ہین کہ اپنے مابعد کے فعل کو
نصب دے یا رفع (کے) جیسے اسلمتُ فَیُدخلَ الجنۃ اور معنے
اس کے سببیت کے ہین یعنے کہی کا ماقبل اوسکے مابعد کا سبب ہو جیسا
اسلام سبب ہے دخول جنت کا مثال مذکور مین (حتّٰی) مضارع کو اسوقت
نصب دیتا ہے جبکہ مضارع مستقبل ہو باعتبار ماقبل حتّٰی کے اگرچہ زمان
تکلم کے لحاظ سے ماضی ہو یا حال ہو یا استقبال اور وہ حتی معنی مین کی
کے ہو یا اِلٰی کے جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ مثال ہے حتی بمعنی
کی کے اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کے ونیز باعتبار
زمان تکلم کے وکنت سرت حتی ادخل البلد مثال ہے حتی بمعنے کی۔
اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کی
واسیر حتی تغیب الشمس مثال ہے حتی بمعنی الی اور مابعد کی کے
استقبال کی اگر حتّٰی کے مابعد کے فعل سے زمانہ حال حقیقۃً یا بطور حکایت کے

مراد ہو تو حتی وہان حرف ابتدا سمجھا جائیگا اور اوسکا مابعد فعل مرفوع ہوگا اور جملہ
مستانفہ ہوگا اور ماقبل حتی کا مابعد کے لئے سبب ہونا واجب ہوگا جیسے مرض
فلانٌ حتی لا یرجُونہ مثال ہے فعل سے زمانہ حال حقیقۃ مراد لینے کی و
کنت سرت امسِ حتی ادخُلَ البلدَ مثال ہے فعل سے زمانہ حال بطور
حکایت کے مراد لینے کی اور چونکہ حتیٰ کے بعد کے فعل سے جسوقت زمانہ
حال مراد ہو تو اس مین دو شرط ہین اوّل تو یہہ کہ وہ حرفِ ابتدا ہو جاتا
ہے دوم یہہ کہ اسکا ماقبل اسکے مابعد کی علت پڑتا ہے اس لئے کان سیری
حتّی ادخلها جسوقت کہ کان ناقصہ لیا جائے تو شرط اول کے لحاظ سے
اسکے فعل کو رفع نہین آسکتا کیونکہ حتی جب حرف ابتدا ہے تو ضرور اوسکا
مابعد اول سے بالکل بے تعلق رہیگا پس کان ناقصہ بلا خبر کے رہجائیگا بخلاف
اس کے کہ کان تامہ لین کیونکہ تامہ خبر کو نہین چاہتا اور آمِرتُ حتّیٰ
تدخلها مین فعل کو شرط دوم کے لحاظ سے رفع نہین آسکتا کیونکہ حتی کا مابعد
خبر مستانف ہے جو یقینی طور سے واقع ہے اور اسکا ماقبل جو سبب ہے حرف
استفہام کے پائے جانے کی وجہ سے مشکوک ہے تو لازم آئیگا کہ سبب کے
وقوع کا حکم لگایا جائے سبب کے مشکوک ہونے کی حالت مین اور یہہ
ناجائز ہے اور اگر حتی پر کان تامہ داخل ہو تو حتی اپنی مابعد کے فعل
مضارع کو رفع دیسکتا ہے جیسے کان سیری حتی اَدخُلها اَنتُم سار
حتی یدخلها یدخل کو رفع دیکر کیونکہ سیر اس مقام مین متحقق ہے اور
شک تعیین فاعل مین ہے پس سبب متحقق الحصول ہو سکتا ہے لام کی

جیسے اسلمت لادخل الجنۃ لام جحود وہ لام تاکید ہے جو کان کی نفی کے
بعد اس کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے وما کان اللہ لیعذبھم
ف جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اسکے دو شرط ہین اوّل سببیت
یعنے ف کا ماقبل اسکے مابعد کا سبب ہو۔ دوم یہہ کہ ف سے پہلے اِن
چہہ چیزون مین سے جو ذیل مین ہین کوئی ایک ہو اوّل امر جیسے زُرنی
فاکرمك دوم نہی جیسے لاتشتمنی فاضربك سوم استفہام جیسے
ھل عندکم ماءٌ فاشربہ چہارم نفی جیسے ما تاتینا فتحدثنا
پنجم تمنی جیسے لیت ما لانا نُفقہ ششم عرض جیسے الاتنزل بنا
فتصیب خیرًا واو جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اس کی بھی
دو شرط ہین اوّل جمعیت یعنے واو کا ماقبل اسکے مابعد کے ساتھہ ساتھہ ہو
دوم یہہ کہ واو سے پہلے امر و نہی و استفہام و نفی و تمنی و عرض مین سے کوئی
ایک ہو جیسے ف کے پہلے ہوا کرتا ہے امر جیسے زرنی وَاکرمك نہی جیسے لاتشتمنی
واضربك استفہام جیسے ھل عندك ماءٌ واشربہ نفی جیسے ما تاتینا وتحدثنا تمنی لیت
لی مالا واُنفقہ عرض جیسے الاتنزل بنا وتُصیب خیرًا واو جو مضارع کو
بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اوسکی شرط یہہ ہے کہ اِلیٰ اَنْ کے معنے مین ہو یا اِلّا اَنْ کے معنے
لالزمنك او تعطینی حقی ای الیٰ اَنْ تعطینی حقی یا اِلّا اَنْ تعطینی حقی
حروف عطف جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتے ہین اسکی شرط یہہ ہے
کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی ضربك زیدا او تشتمَ او فتشتمَ
او ثم تشتمَ اور لام کی اور حروف عطف کے ساتھہ اَنْ کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے

ف
تقدیر اَنْ نصب دیتا ہے
شرط ہین
اوّل سببیت
دوم
امر
نہی
استفہام
نفی
تمنی
عرض
واو
تقدیر اَنْ نصب دیتا ہے
شرط ہین
اوّل جمعیت
دوم
امر
نہی
استفہام
نفی
تمنی
عرض
الی کو تاویل مصدر
اِلّا کو تاویل مصدر
حروف عطف
اَنْ کا ظاہر کرنا
جائز ہے

جیسے جئتنك لان تکرمنی واعجبنی قیامك وان تذهب
اور جس صورت مین کہ مضارع پر لا داخل ہو اور ان پر لام کی ہو تو ان کا ظاہر
کرنا واجب ہے جیسے لئلا یعلم اور مضارع لم و لما و لام امر و لا نہی و کلمات
مجازات اور ان مقدرہ سے مجزوم ہوتا ہے اور کلمات مجازات یعنے کلمات
شرط و جزا یہہ ہین ان و مہما و اذما و حیثما و این و متی و ما و من و
ای و انی اور مضارع کا کیفما و اذا سے مجزوم ہونا شاذ ہے (لم) مضارع
کو ماضی منفی کے معنے مین کرنے کے لئے آتا ہے (لما) بھی لم کے مانند مضارع کو
ماضی منفی کے معنی مین کر دیتا ہے اور دو باتون مین اوس سے خاص ہے ایک
تو استغراق یعنے زمانہ ماضی کو وقت نفی سے لیکر وقت تکلم تک گھیر لیتا ہے جیسے
ندم فلان و لما ینفعه الندم دوسرے فعل کا حذف کرنا کہ لما
کا فعل حذف نہین ہوتا ہے جیسے هاجرت المدینة و لما ای و لما
ادخلها (لام امر) وہ لام ہے کہ جس سے کوئی فعل مطلوب ہو جیسے
لیضرب (لا) نہی وہ لام کہ جس سے کسی فعل کا ترک مطلوب ہو جیسے لا تضرب
کلمات مجازات دو فعل پر داخل ہوا کرتے ہین پہلے فعل کو سبب
بناتے ہین اور دوسرے فعل کو مسبب اور وہ دونون شرط و جزا کہلاتے
ہین پس اگر شرط و جزا دونون فعل مضارع ہون یا صرف شرط مضارع
ہو تو مضارع کو جزم دینا واجب ہے جیسے ان تزرنی اکرمك و ان
تزرنی فقد زرتك اور اگر صرف جزا مضارع ہو تو وہان دونون
صورتین جائز ہین کہ جزم دین یا رفع جیسے ان اتانی زید اته یا اتیه

اور اگر جزا ماضی ہو اور اسمین (قد) لفظاً نہ ہو جیسے ان خرجت خرجت یا معنی نہ ہو جیسے ان خرجت لم اخرج تو جزا پر فا کا داخل کرنا ناجائز ہے اور اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی بلا تو دونون صورتین جائز ہین کہ جزا پر فا لائین یا نہ لائین اور اگر جزا ماضی بھی نہ ہو اور مضارع مثبت و منفی بلا بھی نہ ہو تو فا لازم ہے جیسے ان اکرمتنی الیوم فقد اکرمتُک امس وان اکرمتنی الیوم فاکرمتُک اَمسِ ای فقد اکرمتُک امس (اذا مفاجات) اوس جملہ اسمیہ کے ساتھہ آتا ہے جو جزا بنکر بجاے فا کے آتا ہے جیسے خرجتُ اذا السبع ای خرجت فالسبعُ موجودٌ اور ان بعد امر و نہی و استفہام و تمنی و عرض کے مقدر رہکر مضارع کو جزم دیتا ہے امر جیسے زرنی اکرمْكَ ای ان تزرنی اکرمك (نہی) جیسے لا تفعل الشرَّ یکن خیرًا لك ای ان لم تفعله یکن خیرًا لك (استفہام) جیسے ھل عندکم ماءً اشربْهُ ای ان یکن عندکم ماءً اشربهُ (تمنی) جیسے لیت لی مالاً انفقهُ ای ان یکن لی مال انفقه (عرض) جیسے الا تنزل تصب خیرًا ای ان تنزل تُصِبْ خیرًا اور (اِنْ) کا بعد ان پانچ چیزون کے مقدر رہنیکے مضارع کو جزم دینا اوس صورت مین ہے کہ جب سببیت مقصود ہو یعنے ماقبل بعد کا سبب ہو جیسے اسلم تدخل الجنة کہ اسمین اسلام سبب ہے اور دخول جنت مسبب پس تقدیر یہہ ہوگی ان تسلم تدخل الجنة اسیطرح لا تکفر تدخل الجنة ای ان لا تکفر تدخل الجنة کہ اسمین عدم کفر سبب ہے دخول جنت کا اسی وجہ سے (لا تکفر تدخل النار) جمہور کے پاس صحیح نہین ہے کیونکہ ان کے موافق اسکی تقدیر

ان یکن بنکر الف لیفعلوا الضمیر اسمین نصاع ہین ہے ومن عادہ فیضل اللہ منہ ن مضارع ہے ۱۲

ان لا تکفر تدخل النار ہوگی جس سے معنی بگڑ جاتے ہین اس لئے کہ عدم کفر
سبب دخول نار کا نہین ہے بخلاف کسای کے کہ اوسکے پاس یہہ مثال صحیح ہے
کیونکہ وہ اسکی تقدیر عرف کے لحاظ سے فعل مثبت نکالتا ہے یعنے ان تکفر تدخل
النار (امر) وہ صیغہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جاے
طریقہ اوسکے بنانیکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع سے حرف مضارع کو گرا کر اخیر مین جزم
کردین پس اگر حرف مضارع کے گرانے کے بعد حرف متحرک ہو تو صرف اخر کو ساکن کردین
بغیر زیاتی ہمزہ وصل کے جیسے تَعِدُ سے عد اور اگر حرف ساکن ہو اور مضارع
رباعی نہ ہو یعنے ماضی اسکے چہار حرفی نہ ہو تو پھر دیکہنا چاہیے کہ اس ساکن کے بعد
کا حرف مضموم ہے یا مفتوح یا مکسور اگر مضموم ہو تو ہمزہ وصل مضموم پڑہنا چاہیے اگر مفتوح
یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور جیسے اُقْتُلْ واِضْرِبْ واعلَمْ اور اگر مضارع رباعی
ہو تو اسکے امر مین ہمزہ مفتوح رہیگا قطعی ہوگا نہ وصلی جیسے اَکْرِمْ (**فعل مالم
یسم فاعلہ**) وہ فعل ہے کہ جسکا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اوسکا مفعول
اوسکی جگہ پر رکہدیا گیا ہو اگر فعل ماضی ہو اور اوسکے اول مین ہمزہ وصل اور
ت نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو کسرہ جیسے ضرب
سے ضُرِبَ ودَحرَجَ سے دُحْرِجَ اور اگر اسکے اول ہمزہ وصل ہو تو تیسرے
حرف کو ہمزہ دیا جائے جیسے اُنْطُلِقَ واقْتُدِرَ ورنہ درج کلام مین اس
باب کے امر کے ساتہہ مشابہ ہو جائیگا اور اگر اول مین ت ہو تو دوسرے
حرف کو ضمہ دین جیسے تُعُلِّمَ وتُجُوهِلَ وتدحرج ورنہ اس باب کی تفعیل
ومفاعلہ ودحرج کے مضارع سے مشابہ ہو جائیگا اور اگر فعل معتل عین ہو تو

اوس کے مجہول مین تعلیل کرکے پڑہنا افصح ہے جیسے قِیْلَ وَبِیْعَ اور
اس مین اشمام[۵۱] بھی جائز ہے یعنے ف کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کے طرف
اور اوس کے بعد جو یائے ساکن ہے اوس کو واو کے طرف مائل کرین
اور یہہ بھی ایک صورت آئی ہے کہ دراصل اگر واو ہو تو وہ باقی
رکھا جائے اور اگر یا ہو تو اوس کو واو سے بدل لین جیسے قُوْلَ
وبُوْعَ اور معتل عین باب انفعال وانفعال کے ماضی مجہول کا حال
معتل ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول کا سا ہے جیسے اُخْتِیْرَ اُلْقِیْدَ مگر اشمام[۵۲]
وَاُقِیْمَ مین صرف ایک پہلی صورت جاری ہوگی اور اشمام اور واو سے
بدلنا ناجائز ہوگا کیونکہ اسمین حرف علت کا ماقبل ساکن ہی اور اگر[۵۳] فعل مضارع
ہو تو مجہول مین پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو فتحہ جیسے یُضَارَبُ و
یُکْرَمُ اور اگر فعل مضارع معتل عین ہو تو مجہول مین اسکا عین کلمہ الف
سے بدل جائیگا جیسے یُقَالُ وَیُبَاعُ **فعل متعدی و غیر متعدی** متعدی وہ فعل ہے کہ جسکے معنی کا سمجہنا ایک
متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے سوائے ہو جیسے ضَرَبَ اور غیر متعدی
یعنے لازم وہ فعل ہے جو متعدی کے برخلاف ہو جیسے قعد فعل متعدی
مین سے بعض تو ایک مفعول کے طرف متعدی ہوتے ہین جیسے
ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا[۵۴] اور بعض دو مفعول کے طرف جیسے اَعْطٰی و
عَلِمَ یعنے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا وعَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا اور بعض
تین مفعولون کے طرف جیسے اَعْلَمَ وَاَرٰی وَاَنْبَاَ وَنَبَّاَ وَاَخْبَرَ

۵۱ اشمام کسرہ کے ضمہ کی طرف ملانا ہے اور یہ تین حرکتون مین جائز ہے
۵۲ اشمام صرف ضمہ مین ہے
۵۳ اگر فعل مضارع کا عین ہمیشہ مضموم ہوتا ہے اور ماضی مجہول کا عین ہمیشہ مکسور
۵۴ اول مفعول کو جو فاعل سے ان دو مفعولون مین سے نزدیک ہے فعل کی کہ دوسرا مفعول کو جو فعل سے دور ہے

وخبّر وحدّث اور یہہ افعال جزمین مفعولون کو چاہتے ہین ان کا
پہلا مفعول اعطیت کے مفعول کا سا ہے یعنے صرف پہلے ہی مفعول پر
اکتفا کرین اور باقی کو حذف جیسے اَعلمتُ زیدًا عمرًا
منطلقًا مین اعلمت زیدًا یا یہہ کہ پہلے مفعول کو حذف کرکے دوسرے
وتیسرے کو ذکر کرین جیسے اَعلمتُ عمرًا منطلقًا اور اسکا دوسرا وتیسرا مفعول علمت کے مفعول
کا سا ہے یعنے جب ایک مفعول کو ذکر کرین تو دوسرے کو ذکر کرنا واجب ہوتا ہی یا یہہ کہ
دونونکو حذف کرین افعال قلوب یعنی افعال شک ویقین یہ ہین ظننت وحسبت وخلت
وزعمت وعلمت ورایت ووجدت یہہ افعال جملہ اسمیہ پر آتے ہین تاکہ وہ اس ظن وعلم کو بیان
کرین کہ جس سے وہ جملہ واقع ہوا ہے اور اپنی دونون جزمین یعنے دونون مفعولونکو
نصب دیتے ہین ان افعال کے کئے خاصیتین ہین ایک تو یہہ کہ جب ایک
یعنے ایک مفعول مذکور ہو تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہو جاتا ہے بخلاف
اَعطیتُ کے کہ اسمین ایک مفعول پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے دوسرے یہہ کہ
ان کے عمل کا بطلان بھی جائز ہے یعنے خصوصیت یہہ افعال دونون مفعولون کے
درمیان مذکور ہون جیسے زیدٌ ظننتُ قائمٌ یا دونون مفعولون کے بعد آئین
جیسے زیدٌ قائمٌ ظننتُ تو انکا عمل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت مین
دونون مفعول مستقل کلام تام ہو جاتے ہین تیسرے یہہ کہ جب یہ افعال استفہام
یا نفی یا لام ابتدا کے پہلے آوین تو ان کے عمل کی تعلیق جائز ہے یعنے لفظ کے
اعتبار سے عمل باطل ہو اور معنی کے لحاظ سے باقی رہے جیسے عَلِمتُ ازیدٌ عندک
ام عمرٌو وعَلِمتُ ما زیدٌ فی الدار وعَلِمتُ لَزیدٌ منطلق چوتھی یہہ کہ

فاعل و مفعول ان افعال قلوب کا ایک ہی چیز کے لئے ضمیر متصل واقع ہو جیسے
علمتنی منطلقا اور بعض افعال قلوب کے لئے ایک دوسرے معنی بھی ہیں جو پہلے معنی
سے قریب قریب ہیں جسکے سبب سے وہ ایک مفعول کو چاہتے ہیں جیسے ظننت
معنی میں اتھمت کے و علمت معنی میں عرفت کے و رائت معنی میں اصبت
کے و وجدت معنے میں اصبت کے (افعال ناقصہ) وہ
فعل ہیں جو اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ فاعل یعنے اسم کو کسی صفت پر
ثابت و قایم کریں وہ یہہ ہیں کان و صار و اصبح و امسی و اضحی و ظل و
بات و آض و عاد و غدا و راح و ما زال و ما انفک و ما فتی
و ما برح و ما دام و لیس اور بعض لغات میں جاء و تعد بھی افعال
ناقصہ کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں جیسے ما جاءت حاجتک ای
ما کانت و تعدت کانها حربۃ ای صارت الشفۃ کانها حربۃ
یہہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنے کا حکم خبر کو دیں
اور جزء اول یعنے اسم کو رفع اور جزء ثانی یعنے خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے
کان زید قائما پس کان ناقصہ سلئے آتا ہے کہ اپنے خبر کو اپنے اسم
کے لئے زمانہ ماضی میں ثابت کرے خواہ وہ ثبوت دائمی ہو یا منقطع ہو
جیسے کان زید فاضلا و کان زید غنیا فافتقر اور کان ناقصہ
معنے میں صار کے بھی آتا ہے جیسے کان زید غنیا ای صار اور (کان)
میں ضمیر شان کبھی ہوا کرتی ہے جو ترکیب میں کان کا اسم پڑتی ہے
اور اوسکے بعد کا جملہ اوس کی خبر جیسے اس شعر میں اذا مت کان الناس

صفات شامت و اُحرِمتُ بالذی کنتُ اَصنَعُ اور کبھی تامہ بھی ہوتا ہے معنے ہین وَجَدَ و ثبت کے جیسے کن فیکون ای فیُوجَدُ اور کبھی زاید بھی ہوتا ہے جیسے کیف نکلّمُ من کان فی المھد صبیًّا (صَارَ) انتقال کے واسطے آتا ہے یعنے ایک حالت سے دوسرے حالت کے طرف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدلینے کے لئے جیسے صار زیدٌ عالمًا و صار الطین خزفًا (اصبح و امسیٰ و اضحیٰ) یہہ مضمون جملہ کو اون اوقات کے ساتھہ مقترن کرتے ہین جس پر خود دلالت کرتے ہین جیسے اصبح زیدٌ قائمًا کہ اسمین مضمون جملہ یعنے قیام زید کا اقتران وقت صبح سے ہوا ہے اسیطرح امسی زیدٌ و اضحیٰ زیدٌ قائمًا یہہ تینون صار کے معنے مین بھی آتے ہین جیسے اَصبَحَ (ای صار) وَ امسیٰ (ای صار) و اضحیٰ (ای صار) زیدٌ غنیًّا اور کبھی تامہ بھی ہوتے ہین جیسے اَصبَحَ زیدٌ ای دخل فی الصباح (ظلّ و بات) یہہ دونون جملہ کے مضمون کو اپنے وقت سے مقترن کردیتے ہین جیسے ظلّ زیدٌ سائرًا یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے دن بھر اسیطرح بات زیدٌ سائرًا یعنے ثابت ہوا ہے زید کے لئے رات بھر اور صار کے معنی مین بھی آتے ہین جیسے ظلّ (ای صار) و بات (ای صار) زیدٌ غنیًّا (ما زال و ما برح و ما فتی و ما انفک) یہہ افعال اُسناد کو بتلاتے ہین کہ انکا فاعل یعنے اسم جو وقت سے کہ خبر کو قبول کیا ہے اوس وقت سے اب تک ان کی خبر ان کے اسمار کے لئے مستمرًّا ثابت ہے جیسے ما زال زیدٌ امیرًا یعنے زید جس زمانے سے

نبا ہے اوس وقت سے اتبک استمرار مستمر اوس کے لئے ہے اور ان چارون
افعال کو معنی نفی لازم ہین (ما دام) یہہ بتلاتا ہے کہ جتنی مدت تک ثبوت
خبر کا فاعل یعنے اسم کے لئے ہے اوس وقت تک فلان چیز اوس مدت کیلئے مقید ہے اس لئے یہہ فعل ایک کلام مستقل کا محتاج رہتا ہے جو مع اپنے اسم و
خبر کے اوسکا ظرف واقع ہوتا ہے جیسے اجلس مادام زیدٌ جالسًا
(لیس) زمان حال مین مضمون جملہ کے نفی کے لئے ہے جیسے لیس زیدٌ قائما
ای الآن اور بعض نحویین یعنے سیبویہ نے کہا ہے کہ لیس مضمون جملہ کی
نفی مطلقًا کرتا ہے خواہ زمانہ حال مین ہو جیسے لیس زیدٌ قائمًا الآن
یا ماضی مین جیسے لیس خلق اللہ تعالیٰ مثلہ یا زمانہ استقبال مین جیسے
الا یوم یاتیہم لیس مصروفا عنہم اور ان کی خبر کو ان کے اسمار پر
مقدم کرنا جائز ہے اور یہہ افعال اس اعتبار سے کہ ان کی خبر ان کے افعال
پر مقدم ہوتی ہے تین قسم پر ہین اول یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے
اور وہ کان سے راح تک گیارہ فعل ہین دوم یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم
کرنا تا جائز ہے اور وہ وہ افعال ہین جن کے اول مین لفظ (ما)
آیا ہے بخلاف ابن کیسان کے وہ کہتا ہے کہ خبر کا فعل پر مقدم نہ ہونا
صرف مادام مین ہے اور دوسرے افعال مین کہ جن کے اول مین
ما آیا ہے وہان جائز ہے سوم یہہ کہ جس مین اختلاف ہوا ہے اور
وہ لیس ہے کہ مبرد کو فین اس کی خبر کے تقدیم کو فعل پر جائز نہین
جانتے ہین اور بصریین اور سیبویہ جائز سمجھتے ہین (افعال مقاربہ)

ف ۱ لفظ جیسے ما زال زید امیرا
ف ۲ ما دام کی تفسیر
ف ۳ لیس کی تفسیر
ف ۴ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۵ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۶ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۷ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۸ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۹ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۱۰ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۱۱ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا
ف ۱۲ لیس کی خبر کا فعل پر مقدم ہونا

وہ فعل ہین جو وضع کئے گئے ہین کہ خبر کا فاعل سے نزدیک ہونا بتلائین وہ
نزدیکی یا تو متکلم کے اُمید رکھنے کے اعتبار سے ہے یا باعتبار حصول خبر کے
یا اس اعتبار سے کہ فاعل خبر کو شروع کر دیا ہے اول عسیٰ ہے جسکی پوری
گردان بہ لحاظ مضارع و امر وغیرہ کے نہین آتی ہے جیسے عسیٰ زیدٌ
ان یخرج اور اسمین عسیٰ ان یخرج زیدٌ کہنا بھی صحیح ہے اور کبھی اَنْ
(شال تقدیم اسم بر فعل)
کو حذف کر دیتے ہین جیسے عسیٰ زیدٌ یخرجُ دوم کاد جیسے کاد زیدٌ
یخرجُ اور کبھی کاد کی خبر پر اَنْ زاید ہوتا ہے جیسے کاد زید ان یخرج
اور کاد پر جبکہ حرف نفی داخل ہو تو اوسکا حال بنا بر قول اصح کے
فعل کا سا ہے یعنے جسطرح فعل پر حرف نفی داخل ہونے سے معنی نفی کے
پیدا ہوتے ہین اسیطرح کاد پر داخل ہونے سے بھی معنے نفی کے حاصل ہوتے
ہین اور بعض نحویین کہتے ہین کہ کاد کی نفی اثبات کا معنی دیتی ہے مطلقا
ماضی ہو یا مستقبل اور بعض کہتے ہین کہ کاد کے صیغہ ماضی پر جب حرف نفی
داخل ہو تو اثبات کے لئے ہے اور جب مضارع پر آوے تو مانند اور افعال کے
نفی کے لئے اور اس غیر مذہب والون نے دعوے اول ہین آیہ ما کادوا یفعلون
سے تمسک کیا ہے کہ اس مین نفی کے معنے ہین ورنہ (فذبحوها)
جو اس سے پہلے آیا ہے بے معنے ہے اور دوسرے دعوے ہین دلیل لائی
ہے ذی الرمہ کے اس شعر سے ؎ اذا غیر الھجرا المحبین
لم یکد ... یبس الھوی من حبۃ یبین کہ اس مین یکد
جو فعل مضارع ہے لم داخل ہو کر نفی کے معنے دیتا ہے ورنہ

اصل مطلب شاعر کا فوت ہو جاتا ہے یعنے جدائی جس قدرت اور عاشقوں کے
عشق مین تغیر پیدا کرے تو میرے محبوبہ مینہ کا استوار عشق میرے دل سے
جدا نہین ہوتا سوم طفق و کرب وجعل و کرب ہین اور یہہ کاد کے مانند
ہین استثنا مین کہ خبر مضارع ہو خواہ (ان) کے ساتھہ ہو یا بدون (ان) کے
جیسے طفق زید ان یفعل وطفقا یخصفان اوشک بھی انہی مین سے
ہے اور عسی وکاد کے مانند ہے استعمال مین جیسے اوشک زید ان یجیئی
واوشک ان یجیئی زید واوشک زید یجیئی (فعل التعجب) وہ فعل ہے جو بنایا گیا ہے معنی تعجب
پیدا کرنے کے لئے اور اس کے دو ہی صیغے ہین ما افعلہ و افعل بہ اور
یہہ دونون متصرف نہین ہوتے یعنی انکا مضارع و مجہول و امر نہین آتا جیسے
ما احسن زیدا و احسن بزید اور یہہ دونون بن نہین سکتے مگر اوسی فعل
فعل سے جس سے افعل التفضیل بنتا ہے اور جس سے صیغہ تعجب بن نہین سکتا
مثلاً رباعی یا ثلاثی مزید یا وہ ثلاثی جس مین لون وعیب کے معنے ہون اوس مین
اشد وغیرہ کا لفظ بڑہایا جاتا ہے جیسے ما اشد استخراجہ و اشد ذ
باستخراجہ اور ان دونون صیغون مین تقدیم و تاخیر سے تصرف نہین ہو سکتا
اور نہ ان صیغون مین عامل و معمول مین کوئی فاصلہ آسکتا ہے اور نہ زائد جائز
رکھتا ہے اگر ظرف سے فاصلہ آجائے پس اسکے پاس ما احسن فی الدار
زیدا جائز ہے اور ترکیب ما احسن زید کی یہہ ہے کہ سیبویہ کے
پاس ما مبتدا نکرہ ہے معنے مین شئے کے اور بعد اوسکا اوس کی خبر پس ما
احسن زیدا کے یہہ معنے ہین شئی من الاشیاء لا اعرفہ جعل زیدا

حسنًا اور اخفش کے پاس ما موصولہ ہے اور خبر محذوف ای الذی احسن زیدًا شئی عظیم اور احسن بزید مین مجرور فاعل ہے سیبویہ کے پاس اور باز زائد ہے پس موافق رائے سیبویہ کے افعل مین کوئی ضمیر نہین ہی اور اخفش کے پاس مجرور مفعول ہے اور باء تعدیہ کے لئے ہے باز زائد پس اسکے بنا بر افعل مین ایک ضمیر ہے جو فاعل واقع ہوئی ہے ای احسن انت زیدًا او بزید۔ (افعال المدح والذم) وہ افعال ہین جو بنائے گئے ہین مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے کے لئے اونمین سے نعم[۱] وبئس ہین اور شرط ان دونون کی یہہ ہے کہ فاعل یا معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید یا مضاف ہو معرف باللام کے طرف جیسے نعم صاحب الرجل زید ونعم فرس غلام الرجل یا ضمیر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوب[۲] واقع ہو جیسے نعم رجلًا یا نعم ضاربَ رجلٍ یا اوس فاعل مضمر کی تمیز ما ہو جو شئی کے معنے مین ہے جیسے فنعما ھی ای نعم شیئًا ھی اور بعد فاعل کے مخصوص ہوتا ہے اور وہ مخصوص ترکیب مین مبتدا موخر ہے اور اوسکا ماقبل خبر مقدم یا وہ مخصوص خبر ہے مبتدا محذوف کے پس نعم الرجل زید مین زید مبتدا ہے اور نعم الرجل خبر مقدم یا زید خبر ہے مبتدا محذوف کی جو ھو ہے پس باعتبار ترکیب اول کے نعم الرجل زید ایک جملہ ہے اور باعتبار ترکیب دوم کے دو جملے ہین۔ شرط مخصوص کی یہہ ہے کہ فاعل کے مطابق ہو افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین جیسے نعم الرجل زید ونعم الرجلان الزیدان ونعم الرجال الزیدون وبئست المرأۃ ھند وبئست المرأتان الھندان وبئست النساء الھندات۔ اگر یہان کوئی اعتراض کرے کہ قاعدہ

[۱] جنس مین بجلاف نعت مین اول بفتح فا و کسر مین دوم بسکون مین و فتح فا و بسکون عین و کسر فا جائز ہے کسر فا و عین اور اکثر کسر فا بسکون عین ہے ۱۲

[۲] منصوب ہو

مذکور کے اعتبار سے مخصوص فاعل کے مطابق ہونا چاہیے حالانکہ اس آیہ
(بئس مثل القوم الذین کذبوا) میں الذین کذبوا جو مخصوص ہے جمع
ہے اور فاعل جو مثل القوم ہے واحد ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اور جو
اس کے مشابہ ہے اوس کے تاویل کی گئی ہے یعنے تقدیر اسکی مثل القوم
مثل الذین کذبوا ہے۔ کبھی مخصوص محذوف ہو جاتا ہے جبکہ قرینہ
سے معلوم ہو جائے جیسے نعم العبدُ ای ایوب نعم الماھدون ای نحنُ
اور بئس مانند نعم کے ہے احکام و شرایط میں اور انمیں سے جنذا ہے
اور یہہ متغیر نہیں ہوتا خواہ مخصوص تثنیہ ہو یا جمع ہو یا مونث جیسے
جبذ الزیدان وجبذا الزیدون وجبذا ھند اور بعد
جبذا کے مخصوص ہوتا ہے اور اعراب مخصوص کا نعم کے مخصوص کے مانند
ہے۔ اگر جبذا کے مخصوص سے پہلے یا بعد تمیز یا حال واقع ہو موافق مخصوص کے
افراد و تثنیہ و جمع و تانیث میں تو جائز ہے جیسے جبذا رجلاً زیدٌ وجبذا
زیدٌ رجلاً وجبذا راکباً زیدٌ وجبذا زیدٌ راکباً وجبذا رجلین
وراکبین الزیدان وجبذا الزیدان رجلین وراکبین
وجبذا امرأۃً ھندٌ وجبذا ھندٌ امرأۃً (الحروف) حرف
وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے اوس معنی پر جو اپنی غیر یعنے اپنے متعلق میں
پائجاتے ہیں اور غیر اوس متعلق و ضمیمہ کے معنی اوس کے درست نہ ہوں
اس لئے جزء کلام بنتے ہیں اسم جیسے من البصرۃ یا فعل جیسے قد ضربت
کا محتاج ہے (حروف جر) حرف جر وہ ہے جو منفرد کیا گیا ہے کہ فعل معنی

فعل یعنی شبہ فعل کو پہونچادے اوس چیز کے طرف جو اوس سے متصل
ہے خواہ وہ چیز اسم ہو جیسے مررت بزید وانا مار بزید یا مؤول
باسم جیسے وضاقت علیهم الارض بما رحبت ای برحبها۔ وہ حروف
جارہ یہہ ہین من والی وحتی وفی باو لام ورُبَّ واو رُبَّ وواو قسم وتا قسم
وبا قسم وعن وعلی وکاف ومذ ومنذ وخلا وعدا وحاشا پس (من) کے
کئی قسمین ہین ابتدا رغایت کے لئے جیسے سرت من البصرۃ اور تبین
یعنے امر مبہم کے بیان کرنے کے لئے جیسے اجتنبوا الرجس من الاوثان
ای الرجس الذی هو الوثن تبعیض کے لئے جیسے اخذت من
الدراهم ای بعضها۔ زائد ہوتا ہے کلام غیر موجب مین جیسے ماجاءنی
من احد وهل جاءک من احد بخلاف کوفیین واخفش کے کہ وہ کلام
موجب مین بھی (من) کی زیادتی کو جائز رکھتے ہین جیسے وقد کان
من مطر اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ مثال اور اس کے مانند اور سب تاویل
کرلئے گئے ہین کہ یہہ (من) تبعیضیہ ہے یعنے قد کان بعض مطر
یا بیانیہ ہے ای شیء من مطر (الی) انتہا رغایت کے لئے آتا ہے
جیسے خرجت الی السوق وانموا الصیام الی اللیل بمعنی مع مگر کم جیسے
لاتاکلوا اموالهم الی اموالکم ای مع اموالکم (حتّٰی) الی کے مانند ہے
یعنی انتہا رغایت کے لئے معنی مین مع کے اکثر آتا ہے جیسے اکلت السمکۃ حتی
راسها اور حتّٰی اسم ظاہر کے ساتھہ خاص ہے ضمیر پر نہین آتا جیسے نمت
البارحۃ حتی الصباح پر حتاہ کہنا درست نہین ہے بخلاف مبرد نحوی کے وہ

کہ وہ ضمیر پر بھی داخل ہونے کو جائز جانتا ہے (فی) ظرفیت کے لئے ہے حقیقۃً جیسے الماء فی الکوز یا مجازاً جیسے النجاۃ فی الصدق معنی میں علی کے کم آتا ہے جیسے ولاصلبنکم فی جذوع النخل (الباء) الصاق کے لئے ہے یعنے کسی چیز کو باکے مجرور سے متصل کر دینا جیسے مررت بزید۔ استعانۃ کے لئے جیسے کتبت بالقلم۔ مصاحبت کیلئے جیسے اشتریت الفرس بسرجہ ای مع سرجہ۔ مقابلہ کے لئے جیسے بعت ہذا بذاک۔ تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی کرنے کے لئے جیسے خرجت بزید ای اخرجتہ۔ ظرفیت کے لئے جیسے جلست بالمسجد ای فی المسجد۔ زائد ہوتا ہے استفہام و نفی کی خبر میں قیاساً جیسے ھل زید بقائم وما زید بقائم ولیس زید بقاعد اور اس صورت کے سوا دوسری صورت میں زیادتی با کی سماعی ہے جیسے بحسبک زید والتقی بیدہ وکفی باللہ شہیداً ای حسبک زید والتقی یدہ وکفی اللہ شہیدا (اللام) اختصاص کے لئے ہے ملکیت کے لئے ہو یا نہ ہو جیسے الجل للفرس والمال لزید۔ تعلیل یعنے کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لئے ذہناً جیسے ضربتہ للتادیب یا خارجاً جیسے خرجت لمخافتک۔ معنی میں (عن) کے اگر قول کے ساتھ مذکور ہو جیسے قلت لزید ای عن زید۔ زائد جیسے ردف لکم ای ردفکم معنی میں واو قسم کے تعجب کے لئے جیسے للہ لا یوخر الاجل (ربّ) تقلیل یعنی کمی کے معنی بتلانے کے لئے جیسے ربّ رجل کریم لقیتہ اور ربّ کے لئے ابتدائے کلام ضرور ہے اور خاص ہوتا ہے نکرہ موصوفہ کے ساتھ موافق مذہب اصح کے یعنی ربّ کے بعد ایک نکرہ موصوفہ کا ہونا واجب ہے یہ ابو علی

ومبرد کا مذہب ہے اور اخفش وفرا کی یہہ رائے ہے کہ واجب نہین ہے اور
رُبَّ کا فعل یعنی متعلق صیغہ ماضی ہوتا ہے جو اکثر محذوف رہتا ہے جیسے رب
رجل کریم ای لقیتہ اور رُبَّ کبھی ایسی ضمیر مبہم پر آتا ہے جسکی تمیز نکرہ
منصوبہ ہوتی ہے اور ضمیر مفرد مذکر ہی رہتی ہے خواہ ممیز تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو
یا مونث جیسے ربہ رجلاً اور رجلین اور رجالاً او امراۃ او امرأتین
او نساءً بجلاف کوفیین کے کہ مطابقت ممیز بین اختلاف کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ ضمیر ممیز کے موافق چاہیئے افراد وتثنیہ وجمع وتذکیر وتانیث مین جیسے ربھما
رجلین وربھم رجالاً وربھا امراۃ وربھما امرأتین وربھن نساءً
اور آخر مین رُبَّ کے ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو اوس کو عمل سے روک دیتا ہے
اوس وقت وہ جملون پر بھی آسکتا ہے جیسے ربما یودّ الذین کفروا (واو
رُبَّ) نکرہ موصوفہ پر آتا ہے جیسے ع وبلدۃٍ لیس لھا انیس (واو
قسم) یہہ اوس وقت ہوتا ہے کہ جب قسم کا فعل غیر سوال مین حذف کیا گیا ہو
جیسے واللہ لافعلن کذا اور سوال مین واو قسم مستعمل نہین ہوتا پس واللہ
اخبرنی صحیح نہین ہے اور خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھہ ضمیر پر نہین آتا
پس وک لافعلن نہین کہسکتے (تاء قسم) واو کے مانند ہے فعل کے حذف
ہونے اور غیر سوال مین آنے مین اور خاص ہے اسم (اللہ) کے ساتھہ جیسے
تاللہ لاکیدن اصنامکم (باء قسم) واو وتا دونون سے عام ہے سب
باتون مین یعنے باکا استعمال فعل کے ساتھہ بھی ہوتا ہے اور بغیر فعل کے بھی جیسے
باللہ واقسم باللہ اور سوال وغیر سوال دونون مین آتا ہے جیسے باللہ

لا افعلن وبالله اجلس اور جیسا اسم ظاہر پر آتا ہے ضمیر پر بھی آتا ہی
جیسے بالله لا افعلن وبك لا افعلن اور اسم اللہ وغیر اللہ دونون پر
آتا ہے جیسے بالله وبالرحمن لا افعلن اور لایا جاتا ہے جواب قسم مین
لام اور ان اور حرف نفی جیسے والله لزید قائم ووالله لا افعلن کذا
ووالله ان زیدا لقائم ووالله ما زید بقائم ولا یقوم زید۔
کبھی جواب قسم حذف کیا جاتا ہے جسوقت کہ قسم درمیان اوس جملے کے ہو جو
جواب قسم پر دلالت کرتا ہے یا قسم سے پہلے آئے وہ چیز جو جواب قسم پر دلالت
کرتی ہے جیسے زید والله قائم وزید قائم والله (عن) مجاوزت
یعنی ایک چیز کا تجاوز کرنا ایک چیز سے تبلانیکو آتا ہے جیسے رمیت
السہم عن القوس الی الصید (علی) استعلا کے لئے ہے جیسے زید
علی السطح۔ اور کبھی عن وعلی دونون اسم بنجاتے ہین جسوقت کہ ان دونون
پر (من) داخل ہو جیسے من عن یمینی ای من جانب یمینی ومن علیه
ای من فوقه (کاف) تشبیہ کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور
زاید ہوتا ہے جیسے لیس کمثله شئی ای لیس مثله شئی اور کبھی اسم
بنجاتا ہے معنی مین لفظ مثل کے جیسے ع یضحکن عن کالبرد المنهم
ای عن اسنانٍ مثل البرد المنهم نائب اور خاص ہوتا ہے اسم ظاہر
سے پس کہہ دکھا نہین کہ سکتے (مذ ومنذ) جو زمانی ہین کسی
کام کی ابتدا زمانہ ماضی مین تبلانے کو آتے ہین جیسے ما رایته مذ
منذ یوم الجمعة یعنی عدم رویتی له الجمعة الماضیة۔ اور

ظرفیت کے لئے زمانہ حاضر ہین جیسے ما رایتہ مذ شہرنا ومنذ یومنا
یعنے جمیع زمان انتفاء رویتنا ہو ہذا الشہر او الیوم الحاضر عندنا
(حاشا وعدا وخلا) استثنا کے لئے ہین جیسے جاء نی القوم حاشا
زید وعدا زید وخلا زید (حروف مشبہ بالفعل) یہہ
ہین اِنَّ وَاَنَّ وکَاَنَّ ولکنّ ولیتَ ولَعَلَّ ان سب حروف کے
لئے ابتدائے کلام چاہئے سوائے اَنَّ مفتوحہ کے کہ یہہ ان سب کے
برعکس ہے۔ ان حروف کے اخیر ہین ما کافہ لاحق ہوتا ہے اوسوقت
بنا برلغت فصیحہ کے یہہ عمل سے روکدئے جاتے ہین جیسے انما زید قائمٌ
اور اس حالت ہین افعال پر بھی آتے ہین جیسے انما قام زید (اِنَّ)
جملہ کے معنی ہین تغیر پیدا نہین کرتا بلکہ تاکید پیدا کرتا ہے اور جملہ
ہی کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور (اَنَّ) مفتوحہ اپنے جملہ یعنی اسم وخبر
سے ملکر حکم ہین مفرد کے ہوتا ہے اس لئے جملہ کے مقام ہین کسر ولعب
ہے اور فتحہ مقام ہین مفرد کے یعنے جہان جملہ جملہ ہی کی حیثیت پر رہے
وہان اِنَّ پڑہنا چاہئے اور جہان جملہ مفرد ہو جائے وہان اَنَّ پڑہنا
چاہئے پس اِنَّ مکسور ہوتا ہے ابتدا کلام ہین جیسے اِنَّ زیدًا قائم
اور بعد قول کے جیسے قال زید ان عمرًا قائم اور بعد اسم موصول کے
جیسے جاء نی الذی اِن اباہ قائم اور اَنَّ مفتوح ہوتا ہے جبکہ
فاعل واقع ہو جیسے بلغنی اَنَّ زیدًا عالم یا مفعول ہو جیسے کرہت
اَنَّ زیدًا شاعرٌ یا مبتدا ہو جیسے عندی اَنَّک فاضل یا مضاف الیہ ہو

۱۲ جو وقت یہہ اپنے مدخول کو نصب دین اور وہ افعال بجا طین

جیسے اعجبنی اشتہار اَنّک عالم اور عربون نے لولا اَنّک پڑہا ہے
یعنے لولا کے بعد اَنّ مفتوحہ لاتے ہین کیونکہ مابعد لولا کا مبتدا ہوتا ہے
اور خبر اوسکی محذوف رہتی ہے یعنے وہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مقام مبتدا
مین ہے اور مبتدا کو مفرد ہونا واجب ہے یعنی لولا انک منطلق ن الطلقت
اسیطرح سے لو کے بعد بھی اَنّ پڑہا ہے جیسے لو اَنّک کیونکہ مابعد لو کا
فاعل ہی فعل محذوف کا اور فاعل کو مفرد ہونا واجب ہے پس لو انک قائم
جگہ مین ہے لو وقع قیامک کے اور جس مقام پر مفرد بھی ہو سکے اور جملہ
بھی وہان دونون وجہ جائز ہین یعنی اِنّ مکسورہ و اَنّ مفتوحہ دونون
پڑہ سکتے ہین جیسے من یکرمنی فانی اُکرمہُ پس اگر اس سے مراد من یکرمنی
فانا اکرمہ ہو تو کسرہ واجب ہے کیونکہ اس صورت مین مقام مین جملہ
کے ہے اور اگر مراد یہہ ہو من یکرمنی فجزاءہ انی اکرمہ تو فتحہ واجب ہے
کیونکہ اس صورت مین مقام مفرد مین ہے کہ مبتدا واقع ہوا ہے اسیطرح سے
اس مصرع اذا انہُ عبدُ القفا واللہازم مین اور جو اس کے مشابہ ہو
کسرہ وفتحہ دونون جائز ہین کسرہ اسلئے کہ اَنّ اپنی اسم وخبر سے ملکر جملہ
واقع ہوا ہے اور فتحہ اس لئے کہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مبتدا ہے اور خبر
محذوف ہے ای اذا عبودیّتہ للقفا واللہازم ثابتۃ اور اسی لئے
یعنے چونکہ اِنّ مکسورہ جملہ کے معنے مین تغیر پیدا نہین کرتا اس لئے
اِنّ مکسورہ کے اسم پر خواہ لفظاً مکسور ہو یا حکماً کسی اور اسم کا عطف
کرنا رفع کے ساتھہ جائز ہے جیسے ان زیداً قائمٌ وعمرو یہہ اِنّ

(عظم مرتضیٰ فی الملی تحت الاذن)

مکسورہ لفظی کی مثال ہوی اور مثال مکسورہ حکمی کی یہہ ہے جیسے علمت
اَنّ زیدًا قائم وعمروٌ کہ اَن یہان اگرچہ مفتوح ہے کہ مفعول واقع ہوا
ہے مگر حکمًا مکسور ہے۔ اس عطف مین شرط یہ ہے کہ اَنّ کی خبر معطوف سے
پہلے مذکور ہو کر رہنی چاہئے خواہ لفظًا مکسور ہو جیسے اِنّ زیدًا قائم
وعمروٌ یا تقدیرًا جیسے اِنّ زیدًا وعمروٌ قائمٌ ای اِنّ زیدًا قائم و
عمرو قائم بخلاف کوفیین کے کہ وہ کہتے ہین اس عطف کے صحیح ہونے مین
اس شرط کی کوئی ضرورت نہین ہے[۵] اور اسم اِنّ کے مبنی ہونے کو جواز
عطف مین کوئی اثر و دخل نہین ہے یعنے اگر اسم اَنّ کا مبنی ہو تو بھی
اوسکے محل پر قبل مذکور ہونے خبر کے عطف صحیح نہین بخلاف مبرد و کسائی
کے یہہ کہتے ہین کہ اسم اَن کا جسوقت مبنی ہو تو اوس کے محل پر بغیر خبر کے
پہلے ذکر ہونے کے عطف جائز ہے ورنہ نہین جیسے انک وزید
ذاھبان (لکن) یہہ بھی اَنّ کے مانند ہے کہ معنی جملہ مین تغیر نہین
پیدا کرتا پس اسکے اسم کے محل پر بھی عطف دینا صحیح ہے جیسے لم یخرج
زید ولکن عمرًا خارج وبکرٌ اور اسی لئے یعنے چونکہ اَنّ مکسورہ
جملہ کے معنے مین تغیر نہین پیدا کرتا اس لئے اِنّ مکسورہ کے ساتھہ لام تاکید
آتا ہے نہ اَنّ مفتوحہ کے ساتھہ کبھی تو خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنّ
زیدًا لقائم اور کبھی اسم پر جسوقت کہ اِنّ مکسورہ اور اوسکی اسم
کے درمیان فاصلہ آجائے جیسے اِنّ فی الدار لزیدًا اور کبھی اسم
وخبر کے درمیان جو چیز مذکور ہوتی ہے اوس پر لام آتا ہے جیسے

[۵] یاد رہے کہ کوفیین کے پاس ہم ذرہ مین عمل کرتا ہے اور جزم فرع سے بسبب انتفا کے جیسا کہ قبل آن کے داخل ہو سکتی ہے پس وہ عاملون کا ایک اعراب

ان زیدًا لطعامك اکل اور لکن کے ساتھہ لام کو لانا ضعیف ہے
اور انّ مکسورہ مخفف بھی کیا جاتا ہے اوس وقت اوسکے ساتھہ لام
کو لانا واجب ہے اور اوسکے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جیسے ان زیدٌ
لقائمٌ اور ان مکسورہ مخففہ کا کسی فعل پر افعال مبتدا سے یعنے وہ
افعال جو مبتدا و خبر پر داخل ہوا کرتے ہین جیسے کان وظن اور اونکے
اخوات) داخل ہونا جائز ہے جیسے انکانت لکبیرۃ وان
نظنك لمن الکاذبین اور کوفیین نے اس کی تعمیم مین اختلاف کیا
ہے یعنی وہ ان مکسورہ مخففہ کے تمام افعال پر داخل ہونے کو جائز رکھتے
ہین نہ صرف افعال مبتدا پر جیسے شعر تاللہ ربك ان قلت
لمسلمًا ۔ وجبت علیك عقوبۃ المتعمد اور انّ مفتوحہ بھی
مخفف کیا جاتا ہے اوس وقت وہ ایک ضمیر شان مقدر مین وجوبًا عمل کرتا
ہے اور جملون پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جو اوس
ضمیر کی تفسیر کر سکے اور غیر ضمیر شان مین اوس کو عمل دینا شاذ ہے
جیسے اظن انك قائمٌ اور جب ان مفتوحہ مخففہ فعل پر داخل ہو تو
اوس کے ساتھہ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا لانا لازم ہے جیسے
علم ان سیکون منکم مرضی شعر اعلم فعلم المرأ ینفعہ ۔ ان سوف
یاتی کل ما قدّرا ولیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربی و
اولا یرون ان لا یرجع الیھم (کان) ایک چیز کو ایک چیز سے
مشابہ کرنے کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور کانّ کبھی مخفف

ع تنبیہ و کانی
منہ جبا العیبی
۱۲

بھی ہوتا ہے اوس وقت موافق استعمال فصیح کے اوسکا عمل باطل
کردیا جاتا ہے جیسے شعر دنخر مشرق اللون۔ کان ثدیاہ حقان
(لکن) استدراک کے لئے ہے یعنے کلام سابق سے جو وہم پیدا
ہوتا ہے اوس کے رفع کرنے کے لئے جیسے جاء نی زیدٌ لکن عمرًا لم
یجیٔ اور لکن درمیان دو ایسے کلامون کے واقع ہوتا ہے جو بلحاظ
معنی کے نفی و اثبات مین متغائر ہون لفظ کے لحاظ سے تغائر ہو یا نہو
اور لکن کی مخفف ہوتا ہے پس عمل اوسکا باطل ہوجاتا ہے اور
لکن کے ساتھہ واو لانا جائز ہے (لیت) تمنی کے لئے ہے جیسے لیت
زیدًا قائم ولیت الشباب یعود اور فرالیت کے دونو معمول کے
منصوب ہونے کو جائز رکھا ہے جیسے لیت زیدًا قائمًا (لعل) ترجی
کے لئے ہے جیسے لعلّ زیدًا یاتی (ف) تمنی و ترجی مین یہہ فرق
ہے کہ تمنی ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دونون مین ہوسکتی
ہے اور ترجی خاص ممکن الحصول مین اور لعل کے مدخول کو لعل سے
جردینا شاذ ہے جیسے لعل ابی المغوار منک قریب (حرف عاطفہ)
دس ہین واو۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ او۔ ام۔ امّا۔ لا۔ بل۔ لکن
انمین سے پہلے چار یعنی (و۔ ف۔ ثم۔ حتی) معطوف و معطوف علیہ
دونون کو ایک حکم مین جمع کرنے کے لئے آتے ہین (و) صرف معطوف
و معطوف علیہ کے جمع کرنے کے لئے آتا ہے اور اوس مین ترتیب
نہین ہوتی (فا) معطوف و معطوف علیہ کے جمع ہونے کو بتلاتا ہے

جاء نی زید لکن عمرا لم یجی اسمین تنی رفعی ہے اور زید عامر لکن عمر غائب اسمین تنی رفعی صرف لفظی معنوی ہے لفظی نہین ہے ۱۲

خواہ مخفف ہو یا نہ ہو جاء نی زید لکن عمرو لم یجی

ترتیب دار بغیر مہلت کے جیسے جاء زید فعمرو یعنے زید پہلے آیا اور عمرو بعد (ثم) بھی مانند فا کے ہے مگر مہلت کے ساتھہ یعنے ثم معطوف ومعطوف علیہ کے جمع ہونے کو بالترتیب بمہلت بتلاتا ہے جیسے جاء زید ثم عمرو یعنے زید پہلے آیا اور عمر بعد مگر ساتھہ ہی نہین بلکہ عمر کچھہ دیر بعد آیا (حتی) مانند ثم کے ہے یعنے جیسا ثم ترتیب ومہلت پر دلالت کرتا ہے اوسیطرح یہہ بھی مگر حتی مین مہلت کم ہوتی ہے اور ثم مین زیادہ اور حتی کا معطوف اپنی متبوع کا جز ہوا کرتا ہے تاکہ وہ عطف اشیا کا فائدہ دے کہ معطوف مین قوت یا ضعف پایا جاتا ہے جیسے مات الناس حتی الانبیاء وقدم الحاج حتی المشاۃ (اَوْ وَاَمْ اَمْ) انمین سے ہر ایک حرف دو چیزونمین سے کسی ایک مبہم چیز کے بتلانے کو آتا ہے اور ام متصلہ ہمزہ استفہام کو لازم ہے یعنے ہمیشہ ہمزہ استفہام کے ساتھہ مستعمل ہوتا ہے اور دو امر مستوی مین سے خواہ وہ اسم ہون یا فعل یا حرف ایک متساوی تو ام کے بعد بلا فاصلہ مذکور ہو اور دوسرا ہمزہ سے متصل ہو اور اون دونمین سے کوئی ایک علم متکلم مین ثابت رہے تاکہ مخاطب سے تعیین طلب کی جاوے اس وجہ سے (ا رائت زیدا ام عمرا) کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ ایک امر مستوی یعنے (عمرو) تو ام سے متصل ہے مگر دوسرا امر مستوی یعنے (زید) ہمزہ سے متصل نہین ہے بلکہ اوسکی یہ مثال صحیح ہوگی جیسے (ا زیدا رائت ام عمرا) اور چونکہ ام سے جو قت سوال کیا جاتا ہے تو دو امر مستوی مین سے ایک تو معلوم رہتا ہے صرف اوس کی

اوس کی تعین مطلوب ہوتی ہے اس لئے اوسکا جواب تعین کے ساتھہ چاہیے نہ نعم یا لا سے یعنے جبوقت کہا جائے ازیدًا رایت ام عمرًا تو جواب مین زیدًا یا عمرًا کہنا چاہیے اور ام منقطعہ مانند بل کے ہے یعنے جسطرح سے کہ بل اضراب یعنی کلام سابق سے اعراض کرکے دوسرے کے طرف آتا ہے اوسیطرح سے یہہ بھی ہے اور مانند ہمزہ کے ہے تشکیک۔ مین کلام ثانی کے جیسے انہا لابل ام شاۃ[۵] ای بل ھی شاۃ۔ ام کے لانے سے معلوم ہوا کہ ابل تو نہین ہے مگر پھر شک ہے اسمین کہ آیا وہ بکری ہے یا کوئی اور چیز اور (اِمّا) معطوفہ کے ساتھہ معطوف علیہ سے پہلے لفظ اِمّا کا لانا ضرور ہے اور (اَوْ) کے ساتھہ اِمّا کو لانا جائز ہے جیسے جاءنی اما زید واما عمرو وجاءنی اما زید او عمروٌ یا جاءنی زید او عمروٌ۔

(لا۔ بل۔ لکن) یہہ تینون حرف معطوف و معطوف علیہ مین سے ایک کی تعیین کے لئے آتے ہین جیسے جاءنی زید لا عمروٌ کہ یہان حکم مجیٔ کا زید کے لئے ثابت ہے نہ عمرو کے لئے (ف) لا۔ اوس حکم کو جو معطوف علیہ کے لئے ثابت ہوا ہے معطوف سے نفی کردیتا ہے پس حکم یہان معطوف علیہ کے لئے ہے تعیین کے ساتھہ اور بل بعد اثبات کے حکم کو معطوف علیہ سے پھیر کر معطوف کے طرف لاتا ہے پس حکم یہان معطوف کے لئے ہے تعیین کے ساتھہ جیسے جاءنی زید بل عمرو یعنے عمرو آیا نہ زید اوس سے سکوت کیا گیا ہے نہ اوس پر مجیٔ کا حکم ہے نہ عدم مجیٔ کا (لکن) نفی کو لازم ہے (حروف تنبیہ) الا۔ اما۔ ھا۔ ہین جیسے الا زید قائم واما زید قائم

[۵] اسمین انہا کی ضمیر قطیعہ کے طرف ای القطیعۃ التی ادا ھا لابل جب معلوم ہوگیا کہ وہ ابل نہین ہے تو اوس سے اعراض کیا پھر شک ہوا کہ وہ شاۃ ہے یا کوئی آخر ہے ۱۲

وھا زید قائم (حروف ندا) یا عام ہے قریب و بعید دونوں کے
لئے آتا ہے اور آیا وھیا بعید کے لئے اور ای اور ہمزہ قریب کے لئے
(حروف ایجاب) نعم۔ بلیٰ ای اجل جیر۔ اِنَّ نعم اپنے ماقبل کے
کلام سابق کے مضمون کو ثابت کرتا ہے جیسے اجاء زید۔ نعم اور بلیٰ
اپنے ماقبل کے کلام منفی کو واجب کرتا ہے جیسے الست بربکم قالوا بلیٰ
ای بلیٰ انت ربنا۔ اَیْ بعد استفہام کے ثبوت کے لئے آتا ہے اور
اس کو قسم لازم ہے جیسے اقام زید ای واللہ اور اَجَلْ وجَیْرِ و
اِنّ یہ تینوں مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے قد اتاک زید کے
جواب میں اجل وجیر و لعن اللہ ناقۃ حملتنی الیک اِنّ و راکبھا
ای لعن اللہ تلک الناقۃ و راکبھا (حروف زیادہ) اِنْ
مخففہ و اِنْ و ما و لا و من و باء و لام ہیں (اِنْ مخففہ، ما نافیہ
کے ساتھ زاید ہوتا ہے جیسے ما اِنْ رایت زیدًا اور ما مصدریہ
و لمّا کے ساتھ اِنْ کا زاید ہونا کم ہے جیسے انتظر ما ان جلس القاضی
ای مدۃ جلوسہ و لمّا ان قام زید تمت (اَنْ) مخففہ زاید ہوتا ہے
لمّا کے ساتھ جیسے فلمّا اَنْ جاء البشیر اور زاید ہوتا ہے لو اور
قسم کے درمیان جیسے واللہ اَنْ لو قمت قمتُ اور کاف کے ساتھ اور کا
زاید ہونا کم ہے جیسے کان ظبیۃ تعطو الی ناضر السلم (ما) زاید ہوتا
ہے اذا و متی و ایّ و این و ان کے ساتھ جو وقت کہ یہ شرط ہوں جیسے
اذا ما تخرج اخرج و متی ما تذھب اذھب و ایّا ما تدعو تلہ

الاسماء الحسنیٰ وانما تجلس اجلس وامّا تریّن من البشر احدا اور
بعض حرف جر کے ساتھہ بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے بسما رحمۃٍ ومما خطیٰتہم
اور مضاف کے ساتھہ اوسکی زیادتی کم ہے جیسے غضبت من غیر ما جرم
ای من غیر جرم (لا) زاید ہوتا ہے واو عاطفہ کے ساتھہ جو بعد نفی کے
واقع ہو جیسے ماجاءنی زید ولا عمرو اور بعد ان مصدریہ کے جیسے
وما منعك ان لا تسجد ای ان تسجد اور قبل اُقسِمُ کے اوس کی
زیادتی کم ہے جیسے لا اقسم هو یوم القیامۃ اور مضاف کے ساتھہ اسکا
زاید ہونا شاذ ہے جیسے فی بئر لا حورٍ سریٰ وما شعر ای فی بئر حور
(من۔ با۔ لام) انکا ذکر پہلے آچکا۔ (حرف تفسیر) اَنْ وای پس اَنْ
خاص ہے اوس فعل کے ساتھہ جسمین قول کے معنے ہون جیسے ونادیناہ
اَنْ یا ابراهیم گمرای ہر مبہم کے تفسیر کے لئے آتا ہے جیسے تلت
ای تلفظت وجاءنی زید ای وابو عبد اللہ (حروف مصدر) ما
وان مخففہ واَنّ مشددہ ہین انمین سے پہلے کے دو جملہ فعلیہ کے
ساتھہ خاص ہین جیسے فضاقت علیهم الارض بما رحبت ای برحبہا
واعجبنی ان خرجت ای خروجك اور اَنّ مشددہ جملہ اسمیہ کے
ساتھہ خاص ہے جیسے اعجبنی انك قائمٌ ای قیامك (حروف تحضیض
هَلّا وألّا ولولا ولوما ہین) اِن کو ابتدار کلام مین لانا ضرور
ہے اور ان کے لئے فعل لازم ہے خواہ لفظاً ہو جیسے هلّا ضربت زیداً
یا تقدیراً جیسے هلّا زیداً اضربتہ ای هلا ضربت زیداً اضربتہ

لہ لفظا ہو جیسے مثال مذکورین یا تقدیرا جیسے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ ۱۲

(ف) یہہ افعال جسوقت کہ ماضی پر داخل ہونتو توبیخ کا فائدہ دیتے ہین
اور جب مضارع پر داخل ہونتو ترغیب کا (حرف توقع قد) ہے یہہ ماضی
مین قریب کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے قد ضرب زید یعنے زید نے
ابھی مارا ہے اور مضارع مین قلت کے لئے جیسے الکذوب قد یصدق
(حرف استفہام ہمزہ و ھل ہین) یہہ ابتدا کلام مین آتے ہین ہمزہ جملہ اسمیہ و
فعلیہ دونون پر آتا ہے جیسے ازید قائم و اقام زید اور ھل بھی ایسا
ہی ہے کہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونون پر آتا ہے جیسے ھل زید قائم و ھل قام
زید اور ہمزہ کا بہ نسبت ہل کے استعمال مین تصرف زیادہ ہے جیسے
ازیدًا ضربت مفعول کو مقدم کرکے و اتضرب زیدًا و ھو اخوک یعنے استعمال ہمزہ کا
واسطے استفہام انکاری کے و ازید عندک ام عمرو یعنے ہمزہ کو ام متصلہ کا
مقارن قرار دیکر و اثم اذا ما وقع و افمن کان و امن کان یعنے ہمزہ کو حروف
عطف پر داخل کرکے ان سب صورتون مین ہل کا استعمال ناجائز ہے (حرف
شرط ان و لو و اما) یہ ابتدا کلام مین آتے ہین ان استقبال کے لئے ہے
اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے ان ضربتنی ضربتك اور لو اسکا عکس یعنے
ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لو یطیعکم ای اطاعکم اور ان
دونون کو فعل لازم ہے لفظا ہو جیسے انکانت الشمس طالعة فالنہار موجود یا
تقدیرًا جیسے ان احد من المشرکین استجارك ای استجارك احد
اور چونکہ ان دونون کے بعد فعل کا ہونا ضرور ہے اسلئے لو کے بعد ان
مفتوحہ مذکور ہوتا ہے کیونکہ انّ مع اپنے معمول کے فعل مقدر کا فاعل ہے

پس لو انك کہا جاتا ہے اور اوسکی خبر انطلقت بصیغہ فعل مذکور ہوتی
ہے جگہ مین منطلق کے تاکہ فعل محذوف کیلئے بمنزلہ عوض کے ہو یا اوسی
صورت مین ہے کہ خبر ان کی اسم مشتق ہو اور فعل اوسکی جگہ مین آسکتا
ہو اور اگر خبر جامد ہو تو اسم جامد ہی خبر بن جائیگا کیونکہ فعل کا خبر کی جگہ
مین آنا متعذر ہے جیسے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام کہ اسمین
اقلام اسم مشتق نہین ہے تاکہ اوسکا کوئی فعل لیکر جگہ مین اوس کے رکھا
جائے جسوقت کہ قسم ابتدا کلام مین شرط سے پہلے مذکور ہو تو اوسکے
بعد صیغہ ماضی کا ہونا لازم ہے خواہ لفظًا ہو یا معنًی اور جواب جو بعد ذکر ہوگا
وہ لفظًا صرف قسم کا جواب ہوگا نہ قسم و شرط دونونکا اور معنًا جواب ہوگا
شرط و قسم دونون کا جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنك مثال ماضی لفظًا
کی اور واللہ ان لم تاتنی لاکرمنك مثال ماضی معنًا کی اور اگر قسم
درمیان اجزاء کلام کے واقع ہو شرط کے اوس پر مقدم ہونے سے یا
غیر شرط کے مقدم ہونے سے تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کرکے جواب کو
جواب قسم قرار دین اور شرط کو لغو کردین یا قسم کو لغو کردین اور شرط کا
اعتبار کرکے جواب کو جواب شرط یعنے (جزا) قرار دین جیسے انا واللہ
ان تاتنی اتك مثال غیر شرط کو قسم پر مقدم کرنے کے اور جیسے
ان اتیتنی واللہ لاتینك مثال شرط کو قسم پر مقدم کرنے کی اف
یہان پر چار صورتین ہین اول الغاء قسم تقدیم شرط جیسے ان تاتنی
واللہ لاتك اسمین جواب (لاتك) جزا ہے شرط کی اور مجموعہ

لو انك انطلقت انطلقت

شرط وجزا کا قائم مقام جواب قسم دوم الغاز قسم تقدیم غیر شرط جیسے انا واللہ ان تاتنی آتیک اسمین جواب جزا ہے شرط کی اور مجموعہ شرط جزا کا خبر مبتدا کی اور مبتدا مع خبر قائم مقام جواب قسم سوم اعتبار قسم تقدیم شرط جیسے ان اتیتنی واللہ لا تینک اسمین جواب جواب قسم ہے اور قسم مع اپنے جواب کے جزا ہے شرط کی چہارم اعتبار قسم تقدیم غیر شرط جیسے انا واللہ ان اتیتنی لاکرمنک اسمین جواب جواب قسم ہے باعتبار لفظ کے اور جزا ہے شرط کی بلحاظ معنے کے اور مجموعہ مع جواب خبر ہے مبتدا کی اور قسم جسوقت مقدر ہو تو وہ مثل ملفوظ ہونے کے ہے پس جو شرط کہ اوسکی بعد واقع ہو اوس کو صیغہ ماضی ہونا لازم ہے تا قسم کا جواب ہو سکے جیسے لئن اُخرجوا لایخرجون ای واللہ لئن اخرجوا لایخرجون پس شرط ماضی ہے اور لایخرجون جواب قسم پس اگر شرط کی جزا ہوتی تو بحذف نون جزم ہونا (لایخرجون) کو ضرور تھا اسیطرح وان اطعتموھم انکم لمشرکون ای واللہ ان اطعتموھم انکم لمشرکون اسمین بھی شرط ماضی ہے اور انکم لمشرکون جواب قسم اگر جزا شرط کی ہوتی تو فا لازم ہوتا کیونکہ جملہ اسمیہ جب جزا واقع ہو تو اوس پر فا کا لانا واجب ہے۔

(امّا) کلام مجمل کی تفصیل کے لئے اکثر آتا ہے جیسے جاءنی اخوتک اما زید فاکرمتہ واما عمرو فاھنتہ اور امّا کے فعل کو جو شرط ہے یعنے یکون من شئی حذف کرنا لازم ہے اور امّا اور اوس کے جزا

کے درمیان ایک جز فا جزائیہ کے جیز کا عوض ہین لایا جاتا ہے مطلقاً
جیسے اما زید فمنطلق ہین امّا قائم مقام ہے مہما یکن من
شئی کے پس زید جو مبتدا ہے اور جیز فا جزائیہ ہین واقع ہے
فا جزائیہ پر مقدم کیا گیا تاکہ معلوم ہو زید مستلزم ہے انطلاق
کو جیسا کہ شرط مستلزم ہوتی ہے جزا کو اور بعض کہتے ہین کہ جو چیز اما
اور فا جزائیہ کے درمیان آتی ہے وہ معمول ہے ایک فعل محذوف
کا مطلقاً جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق ای مہما یذکر یوم
الجمعہ فزید منطلق اسمین یوم الجمعہ منصوب ہے کہ مفعول ہے
فعل محذوف کا اور پہلی رائے کے موافق یوم الجمعہ جیز فا ہین ہے
اور منطلق کا معمول ہے اور مقدم کیا گیا تاکہ بمنزلہ شرط واقع ہو اسطرح سے
اس رائے ثانی کے موافق امّا زید فمنطلق کی اصل یہہ ہوگی مہما
یذکر زید فھو منطلق اور بعض کہتے ہین اور وہ مازنی ہے کہ اگر وہ
جیز جو امّا اور فا کے درمیان فاصل ہوتی ہے فا کے پہلے اوسکی تقدیم
جائز ہو تو وہ قسم اول سے ہے (یعنے اوس کو ایک جز جیز فا کا قرار دین)
جیسے اما زیدا فمنطلق ہین اور اگر اوس کی تقدیم فا پر جائز نہو سکے
تو وہ قسم ثانی سے ہے (یعنے اوس کو معمول فعل مقدر کا قرار دین)
جیسے اما یوم الجمعۃ فزید منطلق ہین (حرف ردع کلّا) ہے
جیسے کلّا جواب ہین اوس شخص کے جو کہے فعلت کذا یعنے ہرگز
نہین پس یہ زجر و منع کے لئے آتا ہے۔ کبھی کلّا معنی ہین حقاً کے

ملا پیر و بعض کا مذہب اور مذہب ثانی پر کلام ہے ۱۲

آتا ہے جیسے کلا ان الانسان لیطغی۔ تا تانیث ساکن ماضی کے اخیر میں
لاحق ہوتی ہے تاکہ مسند الیہ کی تانیث بتلاوے اگر مسند الیہ اسم ظاہر و
مونث غیر حقیقی ہو تو اختیار ہے کہ فعل میں تا تانیث لائیں یا نہ لائیں جیسے
طلع الشمس وطلعت الشمس اور علامت تثنیہ و علامت جمع مذکر و جمع مونث
کا فعل میں بڑھانا جیسے قاما الزیدان وقاموا الزیدون وقمن النساء
ضعیفہ ہے (تنوین) وہ نون ساکن ہے جو آخر کلمہ کی حرکت کے تابع
ہو اور فعل کے تاکید کے لئے نہ ہو اس کے کئی قسم ہیں (تمکن) وہ تنوین
ہے جو اسم کی معرب و منصرف ہونے کو بتلاتی ہے جیسے زید و رجل
(تنکیر) وہ تنوین ہے جو معرفہ و نکرہ کا فرق بتلاتی ہے جیسے صہ ای اسکت
سکوتا ما یعنے کوئی ایک وقت غیر معین میں چپ رہ (عوض) وہ تنوین
جو آخر اسم میں مضاف الیہ کے عوض میں لاحق ہو جیسے حینئذٍ ویومئذٍ
ای یوم اذ کان کذا (مقابلہ) وہ تنوین ہے جو جمع مونث سالم کے اخیر میں
لاحق ہوتی ہے جو مقابل ہیں ہے جمع مذکر سالم کے نون کے جیسے مسلمات
کی تنوین مقابل ہیں نون مسلمون کے (ترنم) وہ تنوین ہے جو آخر بیت
وصرع کے حسن انشاد کی غرض سے آتی ہے ؎ اقلی اللوم عاذل
والعتابن وقولی ان اصبت لقد اصابن کہ اصل ہیں العتاب والا صابا
تھا۔ اور جو علم کہ موصوف ہو لفظ ابن کے ساتھہ اور ابن مضاف ہو
دوسرے کسی علم کے طرف تو اوس علم اول کی تنوین حذف ہو جاتی ہے
جیسے جاءنی زید بن عمرو (نون تاکید) کے دو قسمیں ہیں ایک نون

خفیفہ ساکنہ دوسرا نون مشددہ بغیر الف تثنیہ وجمع کے مفتوح ہوتا ہے
اور الف تثنیہ وجمع کے ساتھہ مکسور جیسے اضربان واضربنان اور نون
تاکید خاص ہے فعل مستقبل سے ضمن بین امر کے جیسے اضربن یا نہی کے
جیسے لا تضربن یا استفہام کے جیسے ھل تضربن یا تمنی کے جیسے لیتك
تقربن عرض کے جیسے الا تنزلن بنا فتصیب خیرًا یا قسم کے واللہ
لافعلن اور نون تاکید فعل منفی بین کم آتا ہے پس زید یقومنّ کم مستعمل ہے
اور جواب قسم بین جبکہ وہ فعل مضارع مثبت ہو نون تاکید کا لانا لازم ہے جیسے
تاللہ لاکیدن اصنامکم ۔ اور اوس شرط بین جس کے حرف شرط کی تاکید
ما کے ساتھہ لائی گئی ہو نون تاکید اکثر آیا کرتا ہے جیسے اِمّا تفعلن و
امّا تخافنّ اور ماقبل نون تاکید کا جمع مذکر غائب وحاضر کی ضمیر کے ساتھہ مضموم
رہتا ہے جیسے لیضربنّ ولتضربنّ اور واحد مونث حاضر کے ضمیر کے
ساتھہ مکسور جیسے لتضربنّ اور ان کے سوا یعنے واحد مذکر حاضر وغائب جمع
لیضربن ولتضربن اور واحد مونث غائب جیسے لتضربنّ بین مفتوح
اور تثنیہ وجمع مونث بین اضربان واضربنان کھا جاتا ہے یعنے تثنیہ بین
قبل نون تاکید الف رہتا ہے اور جمع مونث بین بعد نون جمع کے اور قبل نون
تاکید الف زاید ہوتا ہے اور تثنیہ وجمع مونث بین نون خفیفہ نہین آتا
کیونکہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے بخلاف یونس کے کہ وہ جائز جانتا
ہے اس لیے کہ اوس کے پاس حالت وقف بین اجتماع ساکنین علی غیر حدہ
درست ہے اور یہہ رائے اکثر نحوین کے پاس غیر مختار ہے اور نون ثقیلہ

وخفیفہ غیر تثنیہ وجمع مونث مین ضمیر بارز یعنی (واو و یا) کے ساتھہ مانند کلمہ منفصل کے
ہو یعنے جسطرح سے کہ کلمہ منفصل مین سے واو و یا حذف ہوتے ہین یا ضمہ و کسرہ دیا جاتا ہے
اوسیطرح سے نون تاکید والے افعال سے بھی واو و یا حذف ہونگے اور حرکت ضمہ
و کسرہ کی دیجائیگی (ف) غرض اس بیانسے یہ ہے کہ جن افعال کے اخیر مین حرف
علت ہو نون تاکید کے لاحق ہونیکی صورتمین اونکا کیا حال ہی حاصل مضمون
شارح رضی کا اس مقام پر یہ ہی کہ نون ثقیلہ وخفیفہ جسوقت کہ تثنیہ وجمع مونث مین
آئین تو اوسکا ذکر پہلے ہوچکا اور اگر غیر تثنیہ وجمع مونث مین آئین تو اوس کے
دو قسم ہین یا تو ضمیر بارز کے ساتھہ ہونگے اور وہ دو ہی صیغے ہین جمع مذکر جیسے
اغزوا اوارموا اخشوا اور واحد مونث جیسے اغزی وارمی واخشی تو واو یا
حذف ہوجائینگے پس کہا جائیگا اغزنّ وارمنّ بحذف واو جسطرح سے کہ کلمہ
منفصل سے واو یا حذف ہوتے ہین جیسے اغزو الکفار وارموا الغرض اسیطرح
اغزن وارمن بحذف یا جیسے اغزی الجیش وارمی الغرض اور واو ماقبل
مفتوح کو ضمہ دیا جائیگا اور یای ماقبل مفتوح کو کسرہ پس کہا جائیگا اُغزُنّ وارمُنّ واخشین
جسطرح سے کلمہ منفصل مین ضمہ اور کسرہ آتا ہے جیسے اخشوا الرجل واخشی الرجل
یا ضمیر مستتر کے ساتھہ وہ نون تاکید ہونگے اور وہ واحد مذکر کا صیغہ ہے
جیسے اغزوادم واخش تو اسمین نون تاکید مانند کلمہ منفصل یعنے الف تثنیہ کے
پس جسطرح سے کہ بحالت تثنیہ لام کلمہ کے حذف کئے حروف اور فتحہ لوٹتے ہین
اوسیطرح حالت تاکید مین بھی لام کلمہ کے حروف محذوفہ وفتحہ لوٹائے جائینگے کہا
جائیگا اُغزُن سے اغزون وارم سے ارمین واخش سے اخشین جسطرح سے کہ
بحالت تثنیہ اغزوا وارمیا واخشیا یہی مطلب ہے صاحب کافیہ کی عبارت
(وھما فی غیر ھما مع الضمیر البارز کالمنفصل فان لم یکن بارزا فکالمتصل

کا چونکہ نون تاکید ضمیر بارز کے ساتھہ مانند متصل کے ہے اور ضمیر مستتر کے ساتھہ
مثل منفصل کے اسلئے اہل ترین مین یا کو فتحہ آئیگا کیونکہ یہان نون تاکید ضمیر مستتر کے
ساتھہ آئی ہے تو ضرور ہوا کہ یا کا فتحہ جو زائل ہوگیا تہا وہ لوٹ آئے اسیطرح سے
اصل میں ترین ہل تری
ھل تبادُونَ مین واو کو ضمہ آئیگا جیسے لم تزعا القوم مین اور فترین مین یا کو کسرہ
اصل میں ترون
ہو حال متصل کا ہی جیسے لم تری الناس مین اور اغزُنَّ مین واو حذف کر دیا گیا
مثال بارز کا ضمیر
تہا وہ لوٹ آئیگا مانند اغزوا اور اغزنَّ مین سے واو حذف ہوگا مانند اغزوا القوم
اور اغزنَّ مین سے یا حذف ہوگی مانند اغزی القوم کے اور نون خفیفہ بوجہ اجتماع
ساکنین کے حذف ہوجاتا ہے جیسے لا تھینَانْ الفقیر مین نون اور لام الفقیر کا دو
ساکن جمع ہوئے اسلئے نون کو حذف کرکے لا تھین الفقیر کہینگے اور نون خفیفہ حالت وقف
مین محذوف ہوجاتا ہی اور جو نون خفیفہ کے سبب سے حذف کیا گیا تہا وہ لوٹایا جائیگا جیسے
اغزنَّ کو حالت وقف مین اغزو کہا جائیگا اور جو نون خفیفہ کہ ماقبل اسکا مفتوح ہو
حالت وقف مین الف سے بدل جائیگا جیسے اضربن سے اضربا و لنسفعن سے ولنسفعا
تمت الرسالۃ الشارحۃ للکافیہ فی الھندیہ بحول الملک المنعام سبع
خلون من ذی القعدہ سنہ عشرین بعد الالف وثلثمائۃ من الھجرۃ النبویۃ علی ھاجرھا
الف سلام والتحیۃ یکون خیر ختام فقط

بسم الخیر

قطعۂ تاریخ از مولوی محمد یحیٰی ابوطیب صاحب منشی عالم شریک جماعت مولوی

حضرت استاد من چونکہ کتابی نوشت — نام خلاصہ ولی شرح مفصل دگر ہم

کور بود دیدہ چشم بد از دیدنش — کافیہ کافیست و باقی ہمہ دردسر

۱۳۲۱ھ

قطعۂ تاریخ محمد عباس منشی عالم شریک جماعت مولوی

درین زمان تازہ استاد فیض بخشم — تصنیف الکفایہ فرمود و خوش دلایل

ہوشا بروی گیتی در دہ ندای طبعش — تا گل بچیند ہر کس زین گلشن فضائل

۱۳۲۱ھ

م-ک ۴۹۲۷۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔